

# خون کا دلچسپ



جولائی 2013

RS:60

142

آسیبی جال

اسد شہزاد

132

بے قرار روح

ملک اسد  
یاسین

170

زندہ لاش

کامران شکیل

158

پراسرار بنگلہ

ملک محمد  
رمضان

مجھے یہ شعر

پسند ہے

پھول اور کلیاں

پیاروں کے

نام شعر

آپ کے خطوط

کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں کتنی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریڈنگ روم لاہور)

32

موت کی منزل

پرنس کریم

6

کالا جادو

خواجہ عامر

62

غلام

سجاد حسن  
جمولے والا

50

دھند کے پار

احمد دعا  
بھناری

90

موت کے فاصلے

ریحان حسان

80

پراسرار قبرستان

خوشبو سلیم  
متاوری

120

بے وفا حسینہ

تم تم نشاد

106

شیطانی طاقت

داؤد احمد اینڈ  
وحید مسرتضی

کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں کتنی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریڈنگ روم لاہور)



## فضیلت وضو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے اور درجہ بلند کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا جس وقت وضو کامل کرنا مشکل ہو اس وقت کامل وضو کرنے اور مسجدوں کی طرف کثرت سے جانے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کا ثواب ایسا ہے جیسا کفار کی سرحد پر اسلام کے لئے گھوڑا باندھنے کا ہے (مسلم شریف) حضرت ابو ہریرہؓ سے یہی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں وضو کے باعث جھلکے ہوں تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے یعنی وضو اچھی طرح کرے (بخاری) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کی کئی نماز ہے اور نماز کی کئی وضو ہے (احمد) حضرت عبداللہ مناہجیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو نکلنے سے منع کے گناہ گرجاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے اور جب سر کاغ کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے

پھر اس کا مسجد کو جانا اور اس کا نماز پڑھنا اس کے لئے زیادہ ثواب کا باعث ہوگا (نسائی) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سخت سردی میں کامل وضو کرے اس کے لئے دو گنا ثواب ہے (طبرانی)۔

**عثمان ابنہ قاضی چوہدری۔ ذیلیال**

## دجال

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر اللہ کی تعریف کی جس کے وہ لائق ہے پھر دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں ہر نبی نے اس سے اپنی قوم کو ڈرایا اور حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں تمہارے سامنے اس کے بارے میں ایک ایسی بات کہوں گا جو اس سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں فرمائی جانتے ہو کہ وہ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ دجال سر زمین مشرق سے نکلے گا جسے خراسان کہا جائے گا اس کے پیچھے ایسی قومیں ہوں گی جن کے چہرے تہہ بہ تہہ دجال کی طرح ہوں گے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جنگ عظیم قسطنطنیہ اور خردوج دجال سات مہینوں میں ہوگا۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سن تو تمہارا رب کا نا ہونے کے عیب سے پاک ہے اور سن لو وہ دجال کا نا ہوگا اس کا دائیں آنکھ پانی میں حیرتے ہوئے انکور کی طرح ہو۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے

کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دجال مدینہ طیبہ کے پاس آئے گا اور فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا پس نہ تو ماعون مدینہ طیبہ میں آسکا ہے اور نہ ہی دجال انشاء اللہ حضرت یحییٰ بن جاریہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد کے پاس قتل کریں گے۔

**عثمان ابنہ قاضی چوہدری۔ ذیلیال**

## نبی کریم ﷺ کے معجزات

حیصین میں انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے قریب ایک مقام ردوا پر تشریف فرما تھے آپ کی خدمت میں پانی کا ایک برتن لایا گیا آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اس برتن پر رکھ دیا چنانچہ آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوراً اگلنے لگا جس سے تین سو کے قریب آدمیوں نے وضو کیا۔ ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی کریم کی خدمت میں زحرم کا ایک ڈول لایا گیا آپ نے اس میں کئی کر دی اس وقت اس پانی میں مشک سے زیادہ خوشبو پیدا ہوئی۔ ابن سعدؓ نے سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم نے صحابہ کو سامان سفر کے طور پر پانی سے بھرا مشکیزہ منہ بند کر کے ڈالا اور دعا بھی فرمائی جب نماز کے وقت صحابہ نے مشکیزہ کھولا تو اس میں دودھ بھرا ہوا تھا اور اس کے منہ پر کھن جما ہوا موجود تھا۔ طبرانی کے ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور کے نواسے حضرت حسن اور حضرت حسین دونوں سخت پیاس کی وجہ سے رو رہے تھے آپ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دی تو پیاس بجھ گئی اور

رونا بند کر دیا۔ یحییٰ میں عمرو بن ثعلبہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ سے مقام سیالہ میں ملاقات کی اور وہی مسلمان ہوا۔ آنحضورؐ نے شفقت سے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا اس کا اثر یہ ہوا کہ عمرو بن ثعلبہؓ نے سو برس کی عمر پائی لیکن حضورؐ کا دست مبارک ان کے سر اور داڑھی کے جتنے بالوں سے مس ہو گیا تھادہ آخر وقت تک سفید نہ ہوئے تھے۔ ابن عبد البر نے روایت کی ہے کہ حضور ایک مرتبہ غسل فرما رہے تھے کہ آپ کی بیٹی زینب بنت ام سلمہؓ میں تو ازراہ شفقت آپ نے ان کے منہ پر پانی چھڑک دیا اس کا اثر یہ ہوا کہ زینب کے چہرے بچے بڑا چپے تک جوانی کی تازگی اور خوبصورتی باقی رہی۔

**شکیل احمد۔ کراچی**

☆☆☆

## تلوار کا حق

غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار پیش کرتے ہوئے فرمایا اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کے لئے کون لے گا؟ ابو ریحانہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس تلوار کا حق کیا ہے؟ فرمایا۔ تو اس کو اس قدر چلائے کہ یہ میز می ہو جائے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کو اس کے حق کی ادائیگی کے لئے لیتا ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار ان کو دے دی۔ ابو ریحانہ لڑائی کے وقت اڑ کر چلتے تھے۔ ان کے پاس ایک سرخ پٹی تھی جب اسے باندھ لیتے تو لوگ بھگت جاتے کہ وہ اب موت تک لڑتے رہیں گے چنانچہ جب انہوں نے تلوار لی تو سر پر پٹی بھی باندھ لی اور کافروں کی منوں کے درمیان اڑ کر چنانہ شروع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چال اللہ کو ناپسند ہے لیکن اس جیسے موقع پر نہیں ابو ریحانہ پیش قدمی کرتے ہوئے کافی آگے نکل گئے وہ جس کافر کے پاس سے گزرے اس کو چماڑ کر رکھ دیا اور گلے سے گلوے کر دیئے۔

☆☆☆..... عا مریٰ بن محمد۔ گوجرہ



# کالا جادو

--- خوابہ عاصم۔ سرگودھا۔ قسط نمبر ۳ ---

کمرے میں صرف موم بجی جل رہی تھی جس کے شعلے کی زرد روشنی میں کمرے کا ماحول بے حد پراسرار ہو گیا تھا ایک بار تو کیلاش اور ساکشی کے بدن میں سردی کی تیزی لہر دوڑ گئی وہ دونوں ایک دوسرے سے تقریباً فٹ بھر کے فاصلے پر تھے ساکشی نے ہاتھ بڑھا کر کیلاش کا ہاتھ تھام لیا جو خود بھی ایسے ہی کسی آسے کا محتاج ہو رہا تھا۔ دونوں کے بدن میں ہلکا سا لرزہ تھا جو دھیرے دھیرے ختم ہو گیا۔ پروفیسر نے آنکھیں بند کر لیں تھیں اور منہ ہی منہ میں کسی چیز کا ورد کر رہے تھے ان کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ کوشش کے باوجود وہ دونوں صرف کبھی کبھی ان کے لبوں سے ادا ہونے والے لفظ اللہ کے سوا اور کچھ نہ سن سکے پھر اچانک پروفیسر نے آنکھیں کھول دیں۔ اف۔ ساکشی اور کیلاش کے دل زور سے دھڑک اٹھے وہ آنکھیں کھیں یا سرخ سرخ خون آلود بوٹیاں وہ ایک نیک مدھوک آنکھوں میں دکھ رہے تھے اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑھ کر اس کے ماتھے پر پھونک رہے تھے بھی ان دونوں کے سانس جیسے رک گئے انہوں نے واضح طور پر کمرے میں کسی جھونکے ہوائے سرد جھونکے کی آمد محسوس کی کمرے کی فضا میں ایک دم سردی کی شدت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا شمع کا شعلہ تھر تھرا کر رہ گیا۔ یہ انکی نظروں کا وہم نہیں تھا کہ مدھوکے سر کے بال ہلکے ہلکے اڑنے لگے تھے جیسے ہوا ان کو حرکت دے رہی ہو پروفیسر نے دایاں ہاتھ بڑھا کر تھالی میں بے گلاب کا ایک پھول اٹھایا اور مدھوکے سر پر عین درمیان میں رکھ دیا مدھوکا سر بڑے واضح انداز میں زور سے لرز اٹھا اس کی آنکھیں ایک دم جھپک گئیں اور اب وہ کسی زندہ اندان کی جیبتی جانتی آ نکھوں جیسے چمک لیے پروفیسر کو دیکھ رہی تھی اس کے ہونٹوں کی لرزش بتا رہی تھی کہ وہ ابھی کے ابھی بول پڑے گی کمرے میں چکرائے پھرتے ہوائے مضطرب جھونکے نے جسے شمع کو بجھانے کی کوشش کی شعلہ بڑے زور سے تھر تھرا رہا تھا ساکشی کے ہاتھ کی گرفت کیلاش کے ہاتھ پر سخت ہو گئی۔ مدھوکا اچانک پروفیسر کی گھمبیر آواز نے کمرے میں گونجی پیدا کر دی ایک درد بھری سسکی ابھری مدھوکے ہونٹ بھینچ گئے اور آنکھوں میں نمی تیر گئی ہوا کا جھونکا ان سب کے بالوں کو چھین کر گزر گیا۔ کیلاش اور ساکشی تن ہو کر رہ گئے یوں لگا جیسے وہ دنیا و مافیاء سے بے خبر ہو گئے ہوں بس رو بوٹ بنے بیٹھے اب وہ دیکھ رہے تھے ن رہے تھے محسوس کر رہے تھے مگر حرکت کرنے سے عاجز تھے دور دور تک خوف اور دہشت کا نام و نشان نہیں تھا بس ایک عجیب سی ہواؤں کے مقابل رکھے چراغ جیسی اڑی اڑی کیفیت تھی جو ان کے دلوں میں حلق تک اچھل آنے والی بے قراری کو جنم دے رہی تھی۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

وہ ہر کام بہت محتاط انداز سے کر رہے تھے تمہارے پاس لائبریا ماچس ہے۔ ساکشی نے دبی ہوئی آواز میں کہا۔

کیا میری ارٹھی چلاؤ گی۔ وہ گھبرا گیا۔

کیلاش میں مار پیٹھوں کی وہ جھلگئی ہر وقت مذاق کرتے ہو۔

میں مذاق کیوں کروں گا وہ بیچارگی سے بولا۔ تم جانتی ہو کہ میں سگریٹ نہیں پیتا۔ جواب میں ساکشی





خاموش رہی کیلاش لکڑی کو زمین پر ٹھونک ٹھوک کر تازہ کھدی ہوئی جگہ کا اندازہ کر رہا تھا۔  
میں یہی دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کس جگہ شاہرہ پر جا کر گیا۔ ہاں اندھیرے میں خاک پڑے چلے گا  
پتہ چل گیا دیوی۔ گھبراؤ مت۔ کیلاش کے ہاتھ میں دہلی لکڑی نے زمین میں گھس کر جگہ کی نشاندہی کر دی  
تھی۔ یہ جگہ نرم ہے یہی ہو سکتی ہے وہ بولا اور اڑوں بیٹھ گیا پھر اس نے لکڑی کی مدد سے تیزی سے مٹی کھودنا  
شروع کر دی اس کا اندازہ درست تھا نرم اور بھر بھری مٹی بڑی تیزی سے ہنتی جا رہی تھی ساکشی اس کی مدد کر رہی  
تھی وہ اکھڑ جانے والی مٹی کو دونوں ہاتھوں سے باہر نکالتی جا رہی تھی دس بارہ منٹ بعد لکڑی کی نوک کسی سخت  
شے سے ٹکرائی انہوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندر دیکھا اندھیرے میں کیا پتہ چلتا کیلاش نے ہاتھ بڑھا کر ٹٹولا  
اب کا ہاتھ کسی شے سے ٹکرایا اور فضا میں ہلکی کھڑکھڑاہٹ ابھری۔

وہ مارا۔ وہ دبے دبے جوش سے بولا اور ہاتھ میں آیا ہوا شاہرہ اٹھا کر باہر نکال لیا شاہرہ کو اوپر گانٹھ دے  
دی گئی تھی اس لیے مٹی اس کے اندر نہیں جاسکتی تھی۔  
چلیں۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔  
ذرا کو۔ ساکشی نے کڑھے میں مٹی ڈالتے ہوئے کہا۔  
یہ کیا ضروری ہے۔ وہ تیزی سے بولا۔  
بہت ضروری ہے پردیپ وغیرہ کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ کڑھے میں اب کچھ نہیں  
ہاں۔ تو ٹھیک ہے مگر تمہارے خیال میں کیا وہ دوبارہ یہاں آئے گا۔  
آج بھی سکتا ہے نہ آنے کے امکانات زیادہ ہیں مگر ہم بے احتیاطی کیوں کریں۔ تب کیلاش نے بھی ساکشی  
کا ہاتھ بٹایا اور مٹی اندر ڈال کر کڑھے کو پہلے کی طرح برابر کر دیا پاؤں سے دبا کر انہوں نے زمین ہموار کر دی  
اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔

اب یہ نہ کہنا کہ راکھ لا کر بھی اس پر ڈالوں۔ اب نکل چلو بس۔ کیلاش نے مزید کسی کاروائی سے صاف  
انکار کر دیا۔  
چلو چلو ہڈ حرام۔ چلو وہ اس کی کمر میں زور سے چٹکی لے کر بولی۔ وہ سی کر رہ گیا پھر اس نے جھک کر  
شاہرہ اٹھایا اور دونوں جس سوراخ سے اندر آئے تھے اسی سوراخ سے سڑک پر نکل آئے ان دونوں کا رخ بھی  
کرتی کالونی کی طرف والے راستے پر تھا تیزی تیزی چلتے ہوئے وہ تقریباً پندرہ منٹ میں کرتی کالونی کے موڑ پر  
پہنچے سڑک پر تھوڑی سی دورگی کے باہر گاڑی موجود تھی سانس پر برابر کرتے ہوئے کیلاش نے گاڑی سارٹ کی  
ہیئر آن کیا اور گاڑی کو بوئرن دے کر مین روڈ پر لے آیا۔  
کدھر چلیں۔ کیلاش نے تھکے تھکے انداز میں سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

اس شاہرہ میں کیا ہو سکتا ہے کیلاش۔ بڑے عجیب اور اچھے ہوئے انداز میں ساکشی نے کہ اس کی نظریں  
قدموں میں پڑے ہوئے شاہرہ جی ہوئی تھیں۔  
کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر کوئی اچھی چیز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ وہ تر سے بولا۔ میں نے پوچھا تھا کہ کدھر چلوں۔  
آں۔ وہ چونکی۔ ہاں۔ کدھر چلنا چاہے اس نے سوچتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے واپس چلو سب سے  
پہلے مجھے اپنی گاڑی لینی ہے جو کسی لاوارث گدھے کی طرح سرسہوراے میری منتظر ہوگی۔  
گرا امر تو درست کیجئے دیوی جی گدھا نہیں گدھی۔ وہ گاڑی بے گدائیں ہے۔ وہ نامحانہ انداز میں بولا

صبح ہونے کی ابھی ایک سوا گھنٹہ باقی تھا سردی کی شدت میں بے پناہ اضافے کا یہی وقت تھا مگر ہیئر کی  
گرمی نے ان کو باہر کے موسم سے بچا رکھا تھا پونے پانچ گھنٹے پہلے ج وہ کیلاش کے فلیٹ پر پہنچے دونوں نے  
گاڑی بلڈنگ کے کارپارک میں روکیں باہر نکلے کیلاش نے شاہرہ ہاتھ میں لٹکایا گاڑیاں لا کر گر کے وہ اوپر  
جانے کے لیے لفٹ کی طرف آگئے واپس مین نے کیلاش کو پرنام کیا ساکشی کو اس کے ساتھ دیکھ کر وہ زیادہ ہی  
مودع ہو گیا تھا۔ لفٹ بوائے بچہ پر بیٹھا اوگھر ہاتھ کیلاش نے اسے کندھے سے پکڑ کر بلایا وہ چونک پڑا۔  
سلام صاحب اس نے جلدی خستہ کھڑے ہونے کی کوشش کی۔

بس بس۔ آرام سے کیلاش نے اسے تسلی دی۔ اس نے مین دبا کر دروازہ کھولا دونوں لفٹ میں سوار  
ہوئے اور فٹ فلور پر باہر آگئے کارڈور میں چوتھا فلیٹ کیلاش کا تھا اس نے جیب سے چابی نکالی شاہرہ ساکشی کو  
تھمایا اور دروازہ کھولنے لگا یہ ڈپٹی کیٹ چابی اس کے پاس ہمیشہ رہتی تھی دیرسور کی صورت میں گھر والے لاک  
کر کے سو جا سکتے تو وہ دروازہ کھول سکے اندر داخل ہو کر کیلاش نے لائٹ جلائی۔

واہ۔ ساکشی ڈرائنگ روم کی بج دھج سے مرعوب ہو کر بولی۔  
کالا جادو قسط نمبر ۳



بس بس مذاق اڑانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جھینپ گیا۔

نہیں کیلاش واقعی تمہاری پسند لا جواب ہے وہ فریڈروم کو تحسین آمیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

اب آگے آجائیے دیوی جی۔ میں دروازہ بند کر لوں اس نے شاپر اس کے ہاتھ سے لے کر صوفوں کے درمیان بڑی میز پر رکھ دیا ساشی آگے بڑھ آئی کیلاش نے دروازہ بند کیا اور دونوں آمنے سامنے صوفے پر ٹک گئے۔ یہ سامنے والا دروازہ کس کے کمرے میں کھلتا ہے ساشی نے آنکھ سے کیلاش کے پیچھے دیوار کی جانب اشارہ کیا۔

یہ سنور ہے۔ سنور کے اندر سے دوسرا دروازہ باہر جاتی اور ماتاجی کے کمرے میں کھلتا ہے یہ بائیں طرف! دروازہ ہاتھ روم کا ہے اور اس کے دوسری طرف کاریڈر ہے جو گھوم کر لٹا اور شاما کے کمرے میں جاتا ہے۔ دونوں میری نہیں ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ ہماری گفتگو یا اٹھا پٹھ کی کوئی آواز تمہارے گھر والوں کو ڈسٹرب نہیں کر سکتی۔

نہیں۔ مگر تمہارا ارادہ کیا ہے وہ اسے معنی خیز نظروں سے دیکھ کر بولا۔

یعنی۔ وہ حیرت سے بولی۔

یہ اٹھا پٹھ جو تم نے کہا۔

گجومت۔ وہ جھینپ کر باقاعدہ سرخ ہو گئی۔ بہت بیہودہ ہو تم بے شرم کہیں کے میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ تمہارے گھر والوں کے آرام میں خلل نہ پڑے۔

اچھا اچھا۔ وہ بڑی مصومیت سے سر ہلانے لگا۔ مگر اس کی شرارت آمیز نظریں اب بھی ساشی کو چھینٹ رہی تھی تنگ آ کر وہ اٹھی اور پہلے اس نے سنور میں کھٹنے والا دروازہ لاک کیا پھر ہاتھ روم میں گئی اور دوسری طرف کھٹنے والے دروازے کی اندر سے چٹنی پڑھادی پھر وہ منٹ وہاں رک کر دل میں ہونے والی اٹھل پھٹل پر قابو پاتی رہی۔ کیلاش کی ذوقی باتیں اسے بھی کبھی بہت ڈسٹرب کر دیتی تھیں چھوٹے چھوٹے یہ بہت پہلو فقرے اپنے اندر صرف معنویت لیے ہوئے ہوتے تھے گندگی اور ذہنی غلاظت سے میرا ان جملوں میں صرف دو ٹی اور خلوص جھلکتا تھا بے تکلفی بھلکتی تھی وہ کیلاش کی دل سے قدر کرنے لگی تھی اس سے دوستی کرنے میں اس نے کوئی ٹھوکر نہیں کھائی تھی وہ اندر سے بالکل معصوم اور کسی چلبیلے بچے کی طرح اجلا تھا۔ منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر وہ تو لے سے چہرہ خشک کرتی ہوئی باہر نکلی تو کیلاش کو نے میں بھی فرحت سے سب اور کیلے نکال کر میز پر سجائے بیٹھا نہیں تھا بلکہ منہ چلا رہا تھا۔

آؤ۔ تم بھی کچھ لے لو وہ منہ میں آدھا کیلا غائب کرتے ہوئے ہوئے بولا۔ ساشی نے جواب دیئے بغیر تویہ صوفے کی پشت پر ڈالا اور اس کے سامنے آکر بیٹھ گئی۔

میں تو بے وقت کچھ نہیں کھا سکتی تم فارغ ہو جاؤ تو اس آتش فشاں کا دبانہ کھول دیکھیں اس نے شاپر کی نظریں گاڑ دیں۔ کیلاش نے جلدی جلدی سے وہ تین کیلے اور ایک سیب کی قابضیں معدے کے سپرد کیں پلٹ اور چھری اٹھا کر میز کے نیچے رکھ دی ہاتھ اس نے پینٹ سے رگڑ کر صاف کر لیے اور چونکا ہوا گیا۔

تو شروع کریں۔ وہ سنجیدہ لہجے میں بولا۔

ہاں۔ ساشی نے کہا اور اٹھ کر اس کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھی اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا اور جسم میں کسی انجانے خوف کی لہر اس کا پک پک کر روٹیں لے رہی تھیں حال کیلاش کا بھی ایسا ہی تھا مگر وہ

تھا اس کا دل بہر حال ساشی کی نسبت زیادہ برداشت کا مادہ رکھتا تھا پھر بھی جب اس نے شاپر کی گانٹھ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے تو ان میں واضح لرزہ تھا۔ آہستہ سے شاپر کی گانٹھ کھول کر پر دیپ نے اسے دائیں بائیں ہٹا کر دیکھا اندر کا لے کپڑے کی ایک گھڑی موجود تھی۔ ساشی نے اس کا بازو تھام لیا اس کے دونوں ہاتھوں کی لرزوں وہ اپنے شانے کے پاس بازو پر صاف محسوس کر رہا تھا دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ان کی نظروں میں خوف اور ان دیکھے لمحوں کی دہشت ناچ رہی تھی اب جو کرنا تھا جو ہونا تھا وہ تو کر نہیں سکتا تھا اس لیے دل کڑا کر کے کیلاش نے کپڑے کی مضبوطی سے بندھی ہوئی گرہ پر ہاتھ ڈال دیا۔ اس کا دل ساتھ دے رہا تھا یہی حال ساشی کا تھا۔ جونہی کیلاش نے گرہ کھول کر کپڑے کو دائیں بائیں ہٹایا ساشی نے اس کے بازو کو بڑی سختی سے ہاتھوں سے پھینچ لیا۔ کپڑا ہٹا اور ان دونوں کے حلق سے ایک ساتھ ڈری ڈری سی چیخیں اہل پڑیں۔ وہ یوں اچھل جیسے کسی نے انہیں صوفے سے اٹھا کر پرے پٹ پٹایا یہ صوفہ الٹ گیا اور وہ دونوں فرش پر لوٹھک گئے بے معنی خوف سے بھری ہوئی اور مسلسل دبی دبی گلے پر چھری پھرتے میسنے کی خرخراہٹ جیسی آوازیں ان کے منہ سے خارج ہو رہی تھیں وہ دونوں تڑپ کر اٹھے اور ایک دوسرے سے لپٹ گئے ان کی دہشت زدہ نگاہیں میز پر بڑی بالکل سیاہ تو بے جیسی سیاہ گردن سے لکٹی ہوئی اس کھوپڑی پر جچی ہوئی تھیں جسے پہنچانے میں ساشی کو ایک لمحہ نہیں لگا تھا وہ ٹی وی پر بڑے غور سے دھوکے تصویر دیکھ چلی تھی۔ کیلاش کو البتہ چند بل لگ گئے تھے اور اب وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے لرز رہے تھے کانپ رہے تھے لاکھا چاہئے۔ پر بھی ان کی نظریں دھوکے کھلی آنکھوں سے ہٹ نہ پا رہی تھیں جوان دونوں کو یوں گھور رہی تھیں جیسے اس کی موت اس دردناک موت کے ذمہ دار وہ دونوں ہی ہوں کئی ہوئی گردن سے رسنے والے سرخ سرخ خون نے کپڑے کو کئی جگہ سے تر کر دیا تھا اس کے سر پر زلفوں کی گرہوں میں کوئی سرخ سی چیز بندھی ہوئی تھی جسے وہ ابھی تک پوری طرح دیکھ نہ پائے تھے دھوکے پیچھے ہوئے ہونٹوں پر نفرت اور اذیت نے ل کر ایک ایسی کیفیت کو جنم دے دیا تھا جو اس کے پورے چہرے پر چھائی تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی بول پڑے گی اس کی پوری طرح کھلی ہوئی آنکھوں میں تکلیف اور بے یقینی کا سمندر موجزن تھا کبھی یوں لگتا تھا جیسے وہ الجھا کر رہی ہو اور کبھی یوں محسوس ہوتا جیسے دکھ درد اور بے بسی کے ہاتھوں چنچ پڑے گی پھر ساشی اس خوف کو مزید سہہ نہ سکی اور اس کے پیچھے ہوئے ہاتھوں کی گرفت کیلاش کے جسم کے گرد بلی بڑی چلی گئی بے ربط اور بے معنی سی آوازیں نکالتے ہوئے اس نے ہاتھ پاؤں چھوڑ دیئے اور کیلاش کی ہانہوں میں جھول گئی کیلاش ایک جھٹکا سا کھاکر چونکا اس کے جسم میں جولر نہ سا چل رہا تھا اس کو کبھی بیک لگ گئے اس نے ساشی کے بے ہوش ہوتے ہوئے بدن کو دیکھا محسوس کیا اور آہستہ سے اسے قالین پر لٹا دیا۔ ڈرتے ڈرتے سر گھا کر اس نے پھر میز پر رکھے دھوکے کے سر پر نظر ڈالی جواب بھی اسے گھور رہا تھا مگر حیرت ہوئی اسے یہ محسوس کر کے کہ اب اس کی آنکھوں غصے اور قہر کی جگہ رحم نے لے لی تھی وہ آنکھیں اسے یوں دیکھ رہی تھیں جیسے اسے کچھ کہنا چاہتی ہوں اور کچھ بتانا چاہتی ہوں کچھ بھانا چاہتی ہوں۔ اس نے گھبرا کر جھرجھری سی لی اور اٹھ کر کھڑا ہوا آگے بڑھ کر اس نے صوفے پر بڑا تویہ اٹھایا اور دور ہی سے پھیلا کر میز پر پھینک دیا تو لیے نے پوری طرح دھوکے چہرے کو ڈھانک لیا۔ وہ لپک کر ساشی کے پاس آیا وہ بے ہوش پڑی لپک لپک سانس لے رہی تھی وہ اٹھا اور سیدھا فریج کی طرف گیا پانی کی بوتل اس میں سے نکالی اور ساشی کے پاس آکا پانی بلکے بلکے چند چھینٹے اس کے چہرے پر مارے وہ جسم میں کسی انجانے خوف کی لہر اس کا پک پک کر روٹیں لے رہی تھیں حال کیلاش کا بھی ایسا ہی تھا مگر وہ



دیکھتے ہی جیسے اسے جیتے لحوں نے جا بک رسید کر دیا تڑپ کر اس نے میز کی طرف سر گھمایا وہاں مدھو کے چہرے پر پڑے تو لے کر دیکھ کر اس کے گلے منہ سے آزاد ہوئے والی چیخ دینیں دم توڑ گئی اس نے آنکھیں گھما کر کیلاش پر مرکوز کر دیں جس نے اسے ہاتھوں میں بھر کر سینے سے لگا لیا پھر خود بھی آنکھیں بند کر کے لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ سانس لینے کے سینے میں منہ چھپا لیا اور اس کے بدن کے گرد ہاتھوں کا گھیرا ڈال کر بچوں کی طرح لرزے لگی کمرے میں ان دونوں کے گہرے اور بوجھل سانسوں کے سوا اور کچھ بھی متحرک نہیں تھا تیسری چیز اگر کوئی تھی تو وہ خوف اور دہشت کا بے پناہ احساس جو ان دونوں کو اپنی دھند میں لپٹے ہوئے ہو تک رہا تھا۔

میں کچھ نہیں کہہ سکتی کیلاش وہ الجھتی گئی۔ مجھے اپنے دھرم اپنے بھگوان اپنے آپ سے الجھتی ہی ہونے لگی ہے۔ میں کبھی بھی دھرم ادھیکاری نہیں رہی کبھی خاص طور پر پوجا مانیں کی نہ باقاعدگی سے مندر گئی ہوں میں تو اپنی ہی دنیا میں مگن رہتی ہوں لیکن اس سب کے باوجود میں جب بھی مسلمانوں کی یہ اذان اور خاص کر اللہ اور محمد ﷺ کے الفاظ سنتی ہوں تو نہ ادھر کی رہتی ہوں نہ ادھر کی یوں لگتا ہے کہ جیسے میں کانٹوں سے دامن چھڑا کر کسی نورانی وادی میں داخل ہونا چاہتی ہوں مگر میرا دامن کانٹوں میں اس بری طرح الجھا ہوا ہے کہ پوری قوت صرف کرنے کے باوجود میں خود کو آزاد نہیں کر پاتی اب بھی اذان کے ختم ہونے پر میں نے آنکھیں میچ کر صرف چند بار اللہ اللہ کا ورد کیا ہے اور بس تم یقین کرو کہ اس لفظ نے میرے اندر وہ شانتی اور شگفتی بھردی ہے کہ میں گزری رات کے سارے خوف اور دہم سے بالکل آزاد ہو گئی ہوں۔ تمہاری یہ حالت کب سے ہے۔ کیلاش نے کچھ سوچتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

تقریباً سو سال سے میں اس وقت رات کے آخری پہر ایک مسجد کے قریب بے گزر رہی تھی کار کی رفتار بالکل آہستہ تھی گرمیوں کا موسم تھا ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی کہ اذان کی آواز نے میرے پاؤں کا دباؤ اسیلیٹر سے ہٹا کر بریک پر بڑھا دیا بس وہ دن ہے اور آج کا یہ لمحہ میں ایسی کیفیت سے خود کو آزاد نہیں کر سکتی یوں سمجھو کہ مسلمانوں کی یہ اذان میری کمزوری بن چکی ہے اس کا ٹپک ایک شہد میرے روئیں میں شانتی اور تازگی بن کر اترتا ہے۔

یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے شکوہ جان کیلاش نے صاف گوئی سے کہا اس طرح تو تم کسی وقت بھی اپنا دھرم نہیں سانس کی تو بے ساختہ سانس نے ایک گہری سانس لی کیلاش نے اس کی یہ کیفیت دیکھی مگر بولا کچھ بھی نہیں سانس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر ہاتھ سینے پر باندھ لیے اور چھوڑ کر ان مسلمانوں کے ہتھ چڑھ جاؤ گی۔ آٹھویں بند کر لیں دو تین منٹ تک وہ اسی کیفیت میں رہی پھر اس نے سر جھکا کر سینے پر پھونک ماری اور آٹھویں کھول دیں۔ کیلاش نے کچھ حیرت سے اس کی جانب دیکھا سانس کی لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

کیلاش دیکھ رہے ہو۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ تم وہ جھجک کر بولا تم کچھ پڑھ رہی تھی کیا۔ ہاں۔ وہ سر ہلا کر بولی۔ اپنے بھگوان کو یاد کر رہی تھی رام رام الیشور سب اسی کے نام تو ہیں۔ کیا مطلب۔ وہ باقاعدہ حیران ہو گیا۔

کیلاش۔ اس نے اس کا ہاتھ قیام کر کہا۔ مجھے یہ مان لینے میں کوئی ندامت نہیں کہ میں جب بھی مسلمانوں کی مسجد سے اذان کی بلند ہوتی ہوئی آواز یا کسی کی زبان سے اللہ کا لفظ سنتی ہوں تو میرے اندر کی دنیا کچھ تو اثر ہے کچھ تو بات ہے کہ ہم دونوں ایک مشترک کیفیت کا شکار ہوئے ہیں۔

زیر و زبر ہو جاتی ہے میں بے بس سی ہو کر اذان کے کلمات سنتی ہوں ایک سرشاری کی کیفیت میرے وجود کو گرفت میں لے لیتی ہے میرے دل میں روشنیوں کے پھول کھلتے ہیں ہر قسم کی پریشانی خوف اور دکھ مجھ سے دور بھاگ جاتا ہے اس کا واحد ثبوت نہیں مجھیں یہ دے سکتی ہوں کہ اگر میں چاہوں تو اب بلا خوف مدھو کے چہرے سے یہ تولیہ ہٹا کر اسے براہ راست دیکھ سکتی ہوں کوئی دہشت میرے قریب نہیں پھٹکے گی مگر یہ کیفیت زیادہ دیر نہیں رہے گی کچھ وقت کے بعد میں پھر عام سی سانس بن کر رہ جاؤں گی۔ کیلاش بڑے غور سے اس کی ساری بات سن رہا تھا اس کے خاموش ہونے پر اس نے سانس کی آنکھوں میں جھانکا

تم اپنے دھرم سے پھر تو نہیں گئیں۔ شکوہ یوی اس کی آواز میں کوئی تاثر نہیں تھا۔ بالکل سپاٹ بوجھ تھا اس کا



تھوڑی سی ہمت باقی ہے بھگوان پر چھوڑ دو اللہ ایثار و رام وہ جو بھی ہے ہمارے دلوں کے عہد جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ ہماری نیت بری نہیں ہے اس لیے اس کا نام لے کر ہمیں اس کو ٹھکانے لگانے کا سوچنا چاہیے اس نے کیلاش کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

پہلے تو اس کو ہٹاؤ ساسکی نے تو لیے کی طرف اشارہ کیا مدھو کے سر پر کوئی اور چیز بھی ہے سفید اور سرخ سی اسے دیکھیں وہ کیا ہے۔

اوکے۔ کیلاش دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑ کر ان کی سردی کم کرنے لگا ساسکی نے بھی ہاتھ بخلوں میں دے کر خود کو حوصلے کی گرمی پہنچانا چاہی دونوں صوفے پر بالکل آگے ہو کر بیٹھ گئے اور جی کڑا کر کے کیلاش نے ہولے سے تولیہ پھینچ لیا دونوں کے سانس رک سے گئے دل اچھل پڑے آنکھیں خود بخود جھپک گئیں۔ مگر کچھ بھی نہ ہوا ہاں ایک عجیب بات دیکھ کر وہ ضرور چونکے مدھو کے چہرے پر اب کوئی درشتی باقی نہیں تھی اس کی آنکھیں اب بھی کچی کچی اور کھلی ہوئی تھیں مگر اب ان میں نفرت کی چمکناک نیاں نہیں تھیں وہ بڑے سکون سے اور محسوس انداز میں جیسے ان کو اپنائیت سے دیکھ رہی تھی۔ دونوں نے ایک ساتھ منہ کھول کر سانس خارج کیا اور ایک دوسرے کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا۔

تم بھی وہی دیکھ رہے ہو۔ کیلاش جو میں۔۔۔

ہاں دوست۔ اس نے پھر مدھو کے چہرے پر نظریں جمادیں حیرت ہے کہ اب مدھو کے چہرے پر نہ نفرت ہے نہ آنکھوں میں بے چینی کیلاش نے کہہ کر ہاتھ آگے بڑھایا اور مدھو کے سر پر زلفوں میں گندھا ہوا پتلا کھول لیا پھر وہ اسے الٹ پلٹ کرنے کے بعد دیکھنے لگا۔

ارے۔۔۔ اچانک وہ اچھل پڑا۔

کیا ہوا۔ ساسکی نے اس کی جانب دیکھا۔

یہ تو دیوان صاحب کا پتلا لگتا ہے وہی چہرہ وہی آنکھیں وہی سر کے کھڑی بال اور وہی ہاتھ پاؤں وہ حیرت سے کہہ جا رہا تھا۔

کیلاش۔ اچانک جوانی حیرت زدہ آواز میں ساسکی نے اسے بازو سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ اس نے ساسکی کی جانب دیکھا پھر اس کی حیران حیران آنکھوں کے تعاقب میں اس کی نظریں مدھو کے چہرے پر جا گئیں یہ دوسرا حیرت کا جھکا تھا جسے وہ اچھلے بغیر برداشت نہ کر سکا۔ مدھو کا سیاہ رات جیسا کالا چہرہ دھیرے دھیرے سفیدی پکڑ رہا تھا اس کی آنکھیں ساکت تھیں ہونٹ بے جان تھے مگر رنگت تیزی سے تبدیل ہو رہی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد ان کے سامنے مدھو کا صبح و شام چہرہ اپنی پوری مصومیت کے ساتھ دکھائی دینا لگا تھا کسی نے سے دودھ میں ڈبکی دے دی ہو۔

یہ۔۔۔ یہ کیا۔ کیلاش ہلکا یا۔

یہ۔۔۔ ساسکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا میرا خیال ہے کیلاش۔ پردیپ نے کسی سے کالا علم کرایا ہے۔

کالا علم۔ وہ بری طرح چونکا۔

ہاں۔ ساسکی کے لہجے میں یقین سا ابھرنے لگا اس کا کالی کے مندر میں جانا وہاں سے مدھو کے بے ہوش چہرے کے ساتھ چوری جیسے شمشان میں پہنچنا پھر اسے زمین میں گاڑنا یہ سب باتیں ایک ہی وشا میں اشارہ کرتی چکا ہے۔

ہاں۔ اب میں بھی کالی کے مندر کا مہا پجاری پوے شہر میں کالے علم کے لیے مشہور ہے یقیناً یہی بات میں تم سے متفق نہیں ہوں ساسکی دیوی۔ کیلاش اپنی بات پراڑا ہوا تھا۔ یہ محض اتفاق تھا اور بس۔



چلو اتفاق ہی سہی تم یہ بتاؤ کہ اگر ہم کسی پنڈت یا پجاری کے پاس جانا چاہیں اپنے اس برے وقت سے نجات کے لیے تو کون سا آدمی ہے تمہاری نظر میں۔ ساسکی نے مزید بحث سے ہاتھ اٹھالیا۔  
میری نظر میں تو کوئی نہیں ہے تم بتاؤ تمہاری نظر میں کوئی مسلمان مولوی ہو۔ وہ طنز سے بولا۔  
ہاں۔ میری نظر میں تو ہے اس نے سنجیدگی سے کہا۔  
کون ہے وہ۔ کیلاش متحیر سے بولا۔

عبدالرحیم صاحب۔ تمہارے ہمسائے۔ وہ پھٹاک سے بولی۔  
کیا۔ وہ حیرت سے کیلاش کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ تم پاگل تو نہیں ہو گئیں۔  
پاگل کہو یا دیوانی ایک بات طے ہے کیلاش اس مسئلے کا حل ہندو دھرم کے علاوہ کسی دوسرے دھرم کے عامل کے پاس ہے اور اس وقت قریب ترین شخص تمہارے عبدالرحیم صاحب ہیں اور کوئی نہیں۔  
بکواس۔ وہ ہتھ پے اکھڑ گیا۔ میں ان کے پاس سہایتا کے لیے بالکل بھی نہیں جاؤں گا۔ وہ کیا سوچتا ہے کہ ہمارا دھرم اتنا بوجھ اتنا گناہ گزرا ہے کہ اس کے اندر ایک چھوٹے سے مسئلے کو نشتانے کا راستہ نہیں ہے۔  
نہیں کیلاش یہ نہیں۔ البتہ وہ یہ ضرور سوچیں گے کہ ہندو دھرم میں جادو ٹوٹنے اور کالے علم کے مہان شکر مان پجاری اور پنڈت بھی موجود ہیں جن کا توڑ کرنا ان کے اپنے ہی کسی ہم مذہب کے بس میں نہیں۔  
اور اس لیے ہم دیا کی بھیک مانگنے ان کے در پر چلے آئے۔ بے ناں۔ کیلاش بد مزگی سے بولا۔  
تم ہر بات کا التاریخ کیوں دیکھ رہے ہو آج سے پہلے تو تمہاری یہ حالت نہیں تھی وہ بھی پہلی بار بگڑی۔  
میں الجھ گیا ہوں ساسکی دیوی۔ ذہن طور پر بالکل الجھ گیا ہوں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں  
یہ بھی میرے بس سے باہر ہے کہ میں کسی غیر مذہب اپنے دھرم کے مخالف آدمی کے پاس اپنی سہایتا کے لیے جھگ منگوں کی طرح پہنچ جاؤں۔

اچھا۔ وہ جیسے فیصلہ کن لہجے میں بولی تم بتاؤ اگر تمہارے کہنے اور سوچنے کے مطابق ہم دونوں اپنے ہی کسی پنڈت کے پاس یہ سارا کھڑا گلے کر جاتے ہیں تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ بالکل اسی طرح چہ ہمارے خیال کے مطابق کالی کے پجاری نے پردیپ سے کسی لڑکی کی بیھشت مانگی ہوگی ہمارا پنڈت وہ ڈیما نہیں کرے گا۔

میں سمجھا نہیں۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔  
سمجھ نہیں یا جان بوجھ کر انجان بن رہے ہو کیلاش بابو یہ ذہن میں رکھو کہ ہندو دھرم میں کالے علم کے انسانی بیھشت عورت کے جسم کا استعمال بلیدی اور غلاظت جادو ٹوٹنے کا بنیادی تقاضا ہے جبکہ تمہاری سوچ۔  
مطابق ہمارے مخالف یعنی مسلمانوں کے دھرم میں ایسی کوئی خرامات نہیں ہے وہاں صرف اللہ کا تصور ہے  
کے آگے جھکنے اس سے مدد مانگنے اور اس مدد کے لیے سیدھے سادھے یا مشکل کسی بھی طریقے کا وجود تو ہے  
انسانی بلیدان عصمت دہری غلاظت کا گز نہیں ہے وہ پھٹ پڑی۔

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم ہندو دھرم سے دور جا چکی ہو شکو دیوی کیلاش نے اسے غور سے دیکھا  
ہوئے کہا۔ تم مسلمانوں کے دھرم کے بارے میں اتنی تفصیل سے کیسے جانتی ہو۔  
عبدالرحیم صاحب کے پاس جانے کو تیار نہیں ہو تو یہ سب کچھ سمیٹو اور چلو اسے باہر کسی ڈسٹ بن  
پھینک کر اپنے اپنے بستر کی راہ لیں کیوں اپنے گھروالوں کو بھی کسی مشکل میں پھنسانے کی راہ ہموار کر رہے

ساسکی کی بات نے کیلاش کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا وہ دیوان صاحب کے پتلے کو سامنے رکھے خاموش بیٹھا رہ گیا ساسکی نے بھی اسے چند منٹ کے لیے آزادی سے ہر پہلو پر غور کرنے کا وقت دیا اور محض اس کی طرف دیکھتے رہنے پر اکتفا کر لیا۔ پھر وہ اس وقت چوٹے جب عبدالرحیم صاحب کے مسجد سے واپس لوٹنے پر ان کے قدموں کی آہٹ کا ریڈور میں گونجی اب بھی وہ مکملہ طیبہ کا درد کر رہے تھے ان کے قدموں کی آہٹیں کیلاش کے فلیٹ کے دروازے سے آگے جا کر مدھم ہوئیں۔

ٹھیک ہے شکو جان۔ کیلاش نے ایک طویل سانس لیا اور ہتھیرا ڈال دیئے میں تم سے متفق ہوں مگر دھرم کے سودے پر میں تم سے شاید کبھی بھی متفق نہ ہو سکوں۔

مجھے اس کا شوق بھی نہیں ہے وہ منہ بنا کر بولی۔ ویسے تمہیں مجبوری کوئی نہیں ہے تم اب بھی اپنے کسی پنڈت پجاری کا دروازہ کھٹکھٹا سکتے ہو تاہم یہ سوچ لو کہ اگر اس نے کسی لڑکی کا تقاضا کیا تو میں اس کا منہ بعد میں اور تمہارا پہلے توڑوں گی میں پنڈتوں پجاریوں کا کھا جائیں ہوں۔

بس بھی کرو اب۔ وہ شرمندہ سا ہو گیا اور سر جھکا کر مدھم سے سر کو پکڑے مین پلیٹ کر شاپر میں ڈالنے لگا۔ پتلا بھی اس نے شاپر میں ڈالا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

تم ذرا بیٹھو۔ میں عبدالرحیم صاحب سے بات کر کے آتا ہوں وہ قدم بڑھاتے ہوئے بولا۔

رکو بابو کو۔ وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں  
مگر۔ اس نے کچھ کہنا چاہا پھر اس کے تئوڑ کچھ کرک گیا اچھا چلو آؤ۔

ایک منٹ۔ ساسکی نے تیز قدموں سے جا کر پہلے بسٹور والے دروازے اور پھر ہاتھ روم کے اندر دوسرے دروازے کی چٹختی کھولی اور ان کے پاس لوٹ آئی۔

تم ایک کامل حاضر لیڈی ہو شکو جی۔ کیلاش نے اسے پیار سے دیکھا۔

مجھے معلوم ہے۔ اب چلو وہ لاہروانی سے بولی کیلاش نے شاپر اٹھایا اور دونوں باہر نکل آئے دروازہ کیلاش نے لاک نہیں کیا۔ وہ ساسکی کو لیے ہوئے اپنے سے چوتھے فلیٹ کے دروازے پر آکر کاجس کے اوپری حصے میں عین درمیان میں ریٹائرڈ پروفیسر عبدالرحیم اسلامیات کی نیم پلیٹ جڑی ہوئی تھی ساسکی نے سکارف کو سزاور چہرے کے گرلیٹ کر ٹھوڑی کے نیچے گرہ دے دی اور اس کے پلو سننے سے پھیلائے اب وہ جڑی اور پتلون میں ہونے کے باوجود بڑی باوقار لگ رہی تھی۔ کیلاش نے اپنا اور ساسکی کا جائزہ لیا اور دروازے پر دستک کے لیے ہاتھ اٹھایا۔

کون۔ کیلاش نے دستک دی تو اندر سے پروفیسر کی نرم آواز ابھری۔

پروفیسر صاحب میں ہوں کیلاش۔ اس نے جواب دیا۔

آج آبا د دروازہ کھلا ہے۔ کیلاش نے ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھلتا چلا گیا دونوں آگے پیچھے اندر داخل ہوئے کمرے کے بائیں ہاتھ فرش نشست پر پروفیسر عبدالرحیم سینکے سے ٹیک لگائے بیٹھے بیچ کے دانے گزرا رہے تھے۔ ساسکی نے طائرانہ نظروں سے چاروں طرف کا جائزہ لیا کمرے میں سوائے ایک میز کرسی ایک کتابوں کے حلیف دامین دیوار پر پھر قریب صوفیٹ اور ایک فرنیچر کے اور کچھ نہیں تھا فرش پر کوئی قالین نہیں تھا البتہ پروفیسر صاحب جس ادنیٰ نمندے پر ٹیک لگائے بیٹھے وہ ضرور قیمتی تھا منہ سات آٹھ آدمیوں کے بیٹھنے کے لیے کافی تھا اور اس پر چار فوم کے کٹن پڑے تھے۔ ساسکی کے نظر پر فیسر کے چہرے پر آکر کی اور جمی گئی



اسے یوں لگا جیسے اس نے یہ چہرہ پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔ پروفیسر کی عمر چالیس بیالیس سے زیادہ نہیں تھی وہ چہرے بدن کے ایک نہایت ہی خوبصورت آدمی تھے جن کے سرخ و سفید چہرے پر ہلکی ہلکی مگر تھنی سیاہ داڑھی بے حد سج رہی تھی داڑھی کے اوپر عمر پور موٹھیں ان کی مردانہ وجاہت میں اضافہ کر رہی تھیں سر کے بال کٹیپوں پر معمولی سے سفید تھے ایک طرف مانگ نکال کر سیکھے سے سجائے ہوئے بال ان کو بے حد چمک رہے تھے سفید شلوار قمیض میں ملبوس انہوں نے گرم سیاہ چادر شانوں پر ڈال رکھی تھی سفید نرم و تن پاؤں جرابوں کے بغیر تھے۔

ارے اوٹاں۔ رک کیوں گئے۔ وہ شفقت سے بولے۔ انہوں نے ساشی کو محض ایک نظر دیکھا دوسری بار زحمت نہیں کی تھی۔

جی۔ کیلاش اور ساشی آگے بڑھے تھیں پروفیسر کی نظر کیلاش کے ہاتھ میں لٹکے ہوئے شاپر پر پڑی وہ نظر ہٹاتے ہٹاتے رہ گئے۔ بیچ پران کی انگلیاں ساکت ہو گئیں انہوں نے شاپر کو غور سے دیکھا اور ہاتھ اٹھا دیا وہ دونوں منہ سے دو قدم پرے ہی رک گئے۔

ایک منٹ کیلاش بابا۔ یہ کیا ہے ان کا لہجہ ٹھہر گیا ان کی بے چین نگاہیں شاپر پر پھسل رہی تھیں ساشی ان آنکھوں کے سحر میں ڈوب سی گئی۔

یہ۔ میں۔ میں جتنا ہوں کیلاش گڑ بڑا گیا۔

اسے دیوار کے ساتھ رکھ دیجیے اور خود یہاں آجائیے۔ پروفیسر نے ہاتھ سے اشارہ کیا کیلاش نے پلٹ کر دروازے کے پاس دیوار سے ٹکا شاپر رکھ دیا اور دونوں جوتے اتارنے لگے۔

نہ نہ۔ اس کی ضرورت نہیں آجاء۔ سردی بہت ہے اور یہاں تو ہیز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے منع کر دیا۔ وہ جوتوں سمیت آکر منہ پران کے پاس قوم کے نرم نرم کشتوں پر بیٹھ گئے۔ پروفیسر نے اپنے تنکے کے پاس تہہ کر کے رکھا ہوا مکمل اٹھا کر ان کے طرف بڑھا دیا۔

لو۔ اسے اوپر لے لو کچھ تو سردی کم ہوگی۔ انہوں نے تکلف نہ کیا اور دونوں اس بڑے سے مکمل کو کھٹنوں پر ڈال کر ریلیکس ہو گئے۔

ہاں اب کہو۔ مگر ٹھہرو پہلے ان سے تعارف کراؤ۔ میں نے پہلے ان کو تمہارے ہاں کبھی نہیں دیکھا پروفیسر نے ساشی کو دیکھا

جی۔ یہ یہ میری بہت اچھی دوست ہیں ساشی۔

اچھا اچھا مگر اتنی سویرے تم دونوں وہ کہتے کہتے رک گئے۔

بات ذرا لمبی ہے سر آکر آپ کے پاس وقت نہ ہو تو تب بھی آپ کو سننا پڑے گی ساشی نے پہلی بار زبان کھولی۔ بابا بابا۔ پروفیسر ہلکلا کر بیٹھے۔

یہ اچھی زبردستی ہے بھائی مگر نہیں یہ زبردستی نہیں دھونس ہے زبردستی تو چھوٹا لفظ ہے ویسے تم گھبراؤ نہیں میرے پاس وقت ہی وقت ہے ریٹائرڈ آدمی ہوں مجھے کون سا ڈیوٹی پر جانا ہے۔

آپ نے ریٹائرمنٹ کیوں لے لی سر آپ کی عمر تو کچھ زیادہ نہیں گئی۔

بس بابا مجبوری تھی وہ بات نال گئے عمر تو واقعی ریٹائرمنٹ کی نہیں تھی پر بہر حال تم لوگ کہو بات کیا ہے مگر اس سے پہلے اگر تم لوگ پسند کر دو میں کچھ چائے وغیرہ کا بندوبست کر دوں۔

نہیں پروفیسر صاحب۔ کیلاش نے جلدی سے کہا دراصل ہم جس کام سے آئے ہیں اگر اس کے بارے میں آپ پہلے سن لیں تو بہت کراہو گی۔ چائے والے تو تکلف بعد میں ہوتا رہے گا۔

اچھا ابھی جیسے تمہاری مرضی بولو میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں انہوں نے ایک بار پھر دور پڑے شاپر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جواب میں کیلاش نے ایک بار ساشی کی طرف دیکھا پھر اس کی طرف سے گرین سگنل پاتے ہی وہ شروع ہو گیا۔ پروفیسر صاحب نے بات شروع ہونے کے چند ہی لمحوں بعد چونک کر پہلو بدلا بیچ ہاتھ سے رکھ دی اور ہمہ تن گوش ہو کر اس کے الفاظ سے صورت حال کشید کرنے لگے۔ تقریباً بیس منٹ بعد جب کیلاش خاموش ہوا تو وہ اضطراب کے عالم میں کھڑے ہو گئے وہ دونوں بھی کبل ہٹا کر اٹھ گئے تو یہ اس مظلوم لڑکی کا سر ہے۔ وہ رک رک کر بڑے دکھ سے بولے۔

جی ہاں۔ کیلاش نے ان کی نظروں کے تعاقب میں دیوار سے لگے شاپر کو دیکھا۔

مگر کیلاش بابو میں اس سلسلے میں تمہاری کیا بدد کر سکتا ہوں میں ایک سیدھا سا مسلمان ہوں کوئی عامل دال نہیں ہوں اپنے مذہب اپنے دین کے بارے میں اللہ نے جتنی سمجھ بوجھ دی ہے وہ اس کی عنایت ہے مہربانی ہے مگر مجھے شک ہے کہ میں تمہارے کسی کام آسکوں وہ ان دونوں کو ترم بھری نگاہوں سے دیکھ کر بولے۔

یہ آپ درست نہیں کہہ رہے سر ساشی نے بے باکی سے کہا میں اپنے دشو اس اور اندر کی آواز کے حوالے سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ ہماری پوری پوری سہایتا کر سکتے ہیں کرنا نہ چاہیں تو اس پر آپ کا اختیار ہے۔

نہیں بابا نہیں۔ تم بات کو بہت لائٹ لے رہے ہو پروفیسر نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ یہ دو اور دو چار کا معاملہ نہیں ہے یہ دو دھرموں کا معاملہ ہے تمہارے اور میرے درمیان ہندو دھرم اور اسلام کا جو فرق ہے اسے دور کرنا نہ میرے بس میں ہے نہ تمہارے اگر تمہارے پنڈتوں پجاریوں کو میرے اس معاملے میں کودنے کا علم ہو گیا جو ضرور ہو جائے گا تو میرے ساتھ ساتھ تمہارے بھی نکلے کر دیں گے۔

پر وہ انہیں سر ساشی نے دب دیے جوش سے کہا مگر اس کے پردے میں آپ نے یہ اقرار تو کیا کہ آپ کچھ نہیں بلکہ اس معاملے میں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ اور پروفیسر صاحب چونک پڑے انہوں نے بڑی گہری نظروں سے ساشی کو دیکھا جس نے اس ایک فقرے سے انہیں مات وے دی تھی کیلاش خاموش کھڑا ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا نجانے کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا کہ پروفیسر ان کی مدد کے لیے ہاں کر دے اسے اس کی شخصیت میں پہلی بار اپنے لیے پناہ اور حفاظت کا ادراک ہو رہا تھا۔

تم بہت ذہین ہو ساشی دیوی۔ پروفیسر صاحب مسکرا دیے تم نے مجھے لا جواب کر دیا ہے میں جھوٹ بولنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں مگر خطرہ وہی ہے جس کا میں نے ابھی اظہار کیا ہے۔

آپ ہمیں راستے بتائیے پروفیسر صاحب ہاتھ پاؤں بچا کر چلنے کا ہم وعدہ کرتے ہیں اور وہ جن دیتے ہیں کہ کبھی بھی آپ کا نام ہماری زبان پر نہیں آئے گا۔ کیلاش نے دیر کے بعد مدخل دیا۔

میں صرف اللہ سے ڈرتا ہوں کیلاش بابا اور کسی سے ڈرنا میرے عقیدے کے لیے زہر ہے صرف ایسے بکسروں سے دور رہنا چاہتا تھا تاہم اب مجھے لگ رہا ہے کہ تم لوگوں کے لیے مجھے کچھ کرنا ہی ہوگا۔

تھینک یو۔ سر وہ دونوں خوش ہو گئے۔

یہ شاپر اٹھاؤ اور میرے ساتھ آؤ پروفیسر نے منہ سے نیچے قدم رکھا دروازے کے پاس سے چپل پہنی



اتنی دیر میں کیلاش شاہراہ چکا تھا پروفیسر نے دروازہ اندر سے لاک کیا اور ان دونوں کو چپے آنے کا کہہ کر بلنگی دروازے میں داخل ہو گئے دوسرے کمرے کی لائٹ آن ہوئی تو دونوں نے دیکھا کہ وہ ایک درمیانے سائز کے ایسے کمرے میں کھڑے تھے جس کی دیواروں پر سبز روغن کیا گیا تھا کمرے کے عین درمیان ایک گول چوہرہ بنا ہوا تھا جو زمین سے محض ایک فٹ بلند تھا اس کے بالکل سنتر میں ایک تانبے کی تھالی بڑی مٹی جس میں فل سائز کی ایک سفید موم بتی لگی تھی موم بتی بالکل مٹی کی اور ابھی اسے شعلہ نہیں دیا گیا تھا چوہرے کے گرد اگر دو چار فوم کی گدیاں بڑی تھیں جن پر سرخ رنگ کا کپڑا چڑھا ہوا تھا۔ موم بتی والی تھالی کے پاس ایک دوسری پلیٹ ہیں سرخ گلاب کے تازہ پھول خاصی مقدار میں پڑے تھے اس کے ساتھ چوہرے پر اگر بیٹوں کا ایک پیکٹ عطر کی ایک شیشی اور ماچس بھی تھی۔ کمرے کی کھڑکیوں پر سیاہ پردے پڑے تھے باہر سے روشنی کی کوئی کرن اندر نہیں آ سکتی تھی پروفیسر نے لائٹ آن کی تو وہ زبرد پاور کے بلب کی مٹی اور اس کا رنگ نیلا تھا۔

جوتے اتار دو بابا۔ کہتے ہوئے پروفیسر صاحب نے بھی چپل اتار دی۔ ان دونوں نے بھی جوتے اتار کر دروازے کے پاس ہی بائیں طرف پڑے بائیدان پر ڈال دیئے پروفیسر کے اشارے پر وہ دونوں آگے بڑھے اور چوہرے کے گرد بڑی ایک ایک گدی پر آلتی بائتی مار کر بیٹھ گئے ان کے عین سامنے وہ خود جا بیٹھے۔ ماچس اٹھا کر انہوں نے موم بتی روشن کی عطر کی شیشی کھولی تو رات کی رانی کی تیز مہک کمرے کو معطر کرتی چلی گئی ہاتھ بڑھا کر انہوں نے کیلاش کو شیشی تھما دی اور اشارے سے کہا کہ دونوں اسے کپڑوں پر لگالیں ساکشی اور کیلاش نے اپنے سینے اور بازوؤں پر عطر لیا پھر پروفیسر نے خود بھی اپنی قمیض اور چادر پر عطر لگایا موم بتی اب پوری طرح جل اٹھی تھی پروفیسر نے ماچس اور عطر کی شیشی اپنے پاس فرش پر رکھی اگر بتیاں موم بتی کے شعلے سے سلگائیں اور چوہرے میں بنے سوراخوں میں اڑس دیں۔

دیکھو بابا جو بھی ہوگا اس سے ڈرنا تم زیادہ خوف محسوس ہو تو آنکھیں بند کر لینا مگر نہ اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرنا نہ میرے کہے بغیر بولنا لاؤنیہ شاہراہ مجھے دے دو۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا کیلاش نے شاہراہ اٹھا کر ان کو تھما دیا انہوں نے شاہراہ اتار کر اندر سے دیوان صاحب کا پتلا نکالا پھر کپڑا کھول کر مدھو کا کٹنا ہوا سر نکال کر چوہرے کے درمیان رکھ دیا اس کا رخ انہوں نے اپنی طرف کر لیا دیوان صاحب کا پتلا انہوں نے اس کے ساتھ ہی چوہرے کے فرش پر گھڑا کر دیا۔

کیلاش بابا لائٹ آف کر دو اور واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ جاؤ پروفیسر نے کہا تو وہ اٹھا اور دروازہ کے پاس لگے سوچ بورڈ پر پٹن دبا کر نیلا بلب آف کر دیا۔ اب کمرے میں صرف موم بتی جل رہی تھی جس کے شعلے کی زرد روشنی میں کمرے کا ماحول بے حد پراسرار ہو گیا تھا ایک بار تو کیلاش اور ساکشی کے بدن میں سردی کی تیزی لہر دوڑ گئی وہ دونوں ایک دوسرے سے تقریباً فاصلے پر تھے ساکشی نے ہاتھ بڑھا کر کیلاش کا ہاتھ تھام لیا جو خود بھی ایسے ہی کسی آسے کا محتاج ہو رہا تھا۔ دونوں کے بدن میں ہلکا سا لرزہ تھا جو دھیرے دھیرے ختم ہو گیا۔ پروفیسر نے آنکھیں بند کر لیں انہیں اور منہ ہی منہ میں کسی چیز کا زور دے رہے تھے ان کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ کوشش کے باوجود وہ دونوں صرف بھیجی ان کے لبوں سے ادا ہونے والے لفظ اللہ کے سوا اور کچھ نہ سن سکے پھر اچانک پروفیسر نے آنکھیں کھول دیں۔

اف۔ ساکشی اور کیلاش کے دل زور سے دھڑک اٹھے وہ آنکھیں کھلیں یا سرخ سرخ خون آلود بوئیاں وہ ایک ٹک مدھو کی آنکھوں میں دکھ رہے تھے اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اس کے ماتھے پر پھونک رہے تھے بھی

ان دونوں کے سانس جیسے رک گئے انہوں نے واضح طور پر کمرے میں کسی جھونکے ہوا کے سرد جھونکے کی آمد محسوس کی کمرے کی فضا میں ایک دم سردی کی شدت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا شعلہ شعلہ قہر قہر کر رہ گیا۔ یہ انکی نظروں کا وہ ہم نہیں تھا کہ مدھو کے سر کے بال ہلکے ہلکے اڑنے لگے تھے جیسے ہوا ان کو حرکت دے رہی ہو پروفیسر نے دایاں ہاتھ بڑھا کر تھالی میں سے گلاب کا ایک پھول اٹھایا اور مدھو کے سر پر عین درمیان میں رکھ دیا مدھو کا سر بڑے واضح انداز میں زور سے لرز اٹھا اس کی آنکھیں ایک دم جھپک گئیں اور اب وہ کسی زندہ اندان کی جیٹی جاتی آنکھوں جیسے چمک لیے پروفیسر کو دیکھ رہی تھی اس کے ہونٹوں کی لرزش بتا رہی تھی کہ وہ ابھی کے ابھی بول پڑے گی کمرے میں چکرائے پھرتے ہوا کے مضطرب جھونکے نے جیسے شمع کو بجھانے کی کوشش کی شعلہ بڑے زور سے قہر قہر آیا تھا ساکشی کے ہاتھ کی گرفت کیلاش کے ہاتھ پر سخت ہو گئی۔

مدھو۔ اچانک پروفیسر کی گھمبیر آواز نے کمرے میں گونج سی پیدا کر دی آرام سے بیٹا تم جانتی ہو ہم جو کدہ ہے ہیں تمہارے بھلے کے لیے کر رہے ہیں پھر یہ مضطرب یہ بے چینی کیوں۔ جواب میں کمرے میں ایک درد بھری سسکی ابھری مدھو کے ہونٹ پہنچ گئے اور آنکھوں میں مٹی تیر گئی ہوا کا جھونکا ان سب کے بالوں کو چھیز کر گزر گیا۔

نہ بیٹا۔ پروفیسر کے لہجے میں درد بھر گیا روتے نہیں تم بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا بولو بیٹا حوصلہ کرو ہمت سے کام لو میرا اللہ تمہارے ساتھ کئے گئے ظلم کو بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے بیٹا۔ کیلاش اور ساکشی سن ہو کر رہ گئے یوں لگا جیسے وہ دنیا و افیاقے بے خبر ہو گئے ہوں بس روبرو بنے بیٹھے اب وہ دیکھ رہے تھے سن رہے تھے محسوس کر رہے تھے مگر حرکت کرنے سے عاجز تھے دور دور تک خوف اور دہشت کا نام و نشان نہیں تھا بس ایک عجیب سی ہواؤں کے مقابل رکھے چراغ جیسی اڑی اڑی کیفیت تھی جو ان کے دلوں میں حلق تک اچھل آنے والی بے قراری کو جنم دے رہی تھی۔

بولو بیٹا بولو مدھو بولو پروفیسر نے کسی دھمی بات پکی سی آواز میں کہا۔ بابا۔ اچانک ایک تیز سرگوشی نے کمرے کی فضا میں طوفان اٹھا دیا کیلاش اور ساکشی پوری جان سے لرز گئے سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی ان کے دل بے قابو ہو گئے نہیں سمجھتے کئی اور بکڑی کی طرح سخت جسم کڑواہٹ سے بھرتے چلے گئے۔

بولو بیٹا بولو۔ کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ پروفیسر نے پلکیں جھپکے بغیر اس کی مٹی سے لبریز آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سناٹ لہجے میں کہا۔

بابا وہ درندہ مجھے مدھو کے سے کالی کے مندر میں لے گیا مدھو کی دل چیر دینے والی سرگوشی نے کمرہ دھند دھند کر دیا۔

کون بیٹا تم کسی کی بات کر رہی ہو۔ پروفیسر نے پوچھا۔

پردیپ کی بابا۔ اس نے مجھے اپنا نام بھی درست نہیں بتایا تھا پاؤں۔ ہاں پاؤں نام بتایا تھا اس نے مجھے اپنا نہیں اس سے اپنے گھراپے بابا کے پاس جانے کے لیے لفٹ لی تھی مگر وہ سسک کر رو دی۔

نہ بیٹا۔ پروفیسر کی آواز میں تڑپ تھی جس کی کیفیت اور جس دنیا میں ہو وہاں تم ہمارے اند بھی جھانک سکتی ہو اور تم خوب جانتی ہو کہ میں بینوں کے آنسو نہیں سہہ سکتا اس لیے بیٹا مجھے رلاؤ مت تم روؤ گی تو میں کیسے چپ رہ سکوں گا پروفیسر کی آواز بھرا گئی تم صرف مجھے وہ بتاؤ جو تمہارے ساتھ جیتا تھا بلین بیٹا۔



اجھا بابا اچھا میں بتاتی ہوں مدھونے ہچکیاں لیتی سرگوشی میں کہا۔ پھر ان تینوں کے کام تھے اور مدھوکی آواز ملکتی تڑپتی آتما کی سرگوشیاں دل چیر دینے والی روح کو بھسم کر دینے والی جگر کو پارہ پارہ کر دینے والی بسکیاں اور سرگوشیاں۔

مجھے بتاؤ بابا کہ میرا کیا قصور تھا صرف یہ کہ میں نے اپنے گھر اپنے پتا کے اس جانے کے لیے اس درندے سے سہا جتا چاہی تھی اور اس نے جواب میں کیا کیا میرے ساتھ میری عزت میری عصمت تار تار کرادی میری بلی دے دی میرا خون نچوڑ لیا میرا جسم آدم خوروں کے حوالے کر دیا بابا میرا دھڑان کے غلیظ معدوں میں اتر گیا اور سر۔ سر تمہارے سامنے پڑا ہے میری آتما میری آتما کو شانتی کیسے ملے گی کیسے ملے گی میں تو حشر تک بھگتی رہوں گی بابا وہ بلک پڑی۔

نہیں بیٹا نہیں پروفیسر نے دھملائی ہوئی آنکھوں کو زبردستی کھول کر اس کے چہرے کو غور سے دیکھا ان کا دایاں ہاتھ آگے بڑھا اور اس کے سر پر جم گیا یہ میرا تم سے وعدہ ہے کہ بیٹا ایک مسلمان باغیرت مسلمان کا وعدہ ہے کہ میں تمہیں اس عذاب سے نجات دلاؤں گا میرے اللہ نے چاہا تو تم اپنی آتما کو بہت جلد ہر بے چینی ہر اضطراب اور ہر بوجھ سے آزاد پاؤ گی مگر اس کے لیے تمہیں کچھ دیر اور یہ اذیت سہنا پڑے گی بیٹا۔

کب تک بابا۔ کب تک وہ سسکی۔

بس اتنی دیر تک جب تک ہم تینوں اس دینا تھ اور پردیپ کو جہنم واصل نہیں کر لیتے۔ پر اس کے لیے ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت پڑے گی بیٹا۔

میں۔۔ میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں بابا میرے بس میں کیا ہے اس کی آواز میں حیرت تھی۔

بہت کچھ ہے بیٹا۔ بہت کچھ تم یہ بتاؤ کہ پردیپ نے دینا تھ سے یہ سارا عمل کس لیے کر لیا تھا۔

دیوان صاحب اور نرملہ کی ساری دولت اور جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے وہ شیطان ہو چکا ہے بابا۔

تمہارا سر شمشان گھاٹ میں دفن کرنے کے بعد اسے کیا کرنا تھا۔

اے آج سورج نکلنے کے بعد سیدھا اپنے گھر نرملہ کے پاس جانا تھا اگر کیلاش اور ساکشی میرا سر گڑھے سے نکال کر یہاں نہ لاتے اور میرے بالوں سے دیوان صاحب کا پتلا نہ کھول لیتے تو نہ میری آتما کو دینا تھ کے بندھن سے نجات ملتی نہ دیوان صاحب بے بسی کی موت مرنے سے بچ پاتے۔ ان کے بعد نرملہ اور پھر ساکشی کی باری تھی دینا تھ نے ساری دولت اور جائیداد میں آدمی کے شرط پر پردیپ کی سہا جتا کا بیڑا اٹھایا تھا۔

لیکن اب۔۔ جب یہ سب کچھ نہیں ہوگا تب۔

تب دینا تھ شمشان میں میرے دباے ہوئے سر کو واپس منگوائے گا اور یہ کام بھی پردیپ کو کرنا پڑے گا کوئی دوسرا یہ کام کر ہی نہیں سکتا یہ اس عمل کی شرط ہے۔

ہوں۔۔ پروفیسر نے کچھ سوچا اور جب اسے وہاں تمہارا سر نہیں ملے گا تو دینا تھ کیا کرے گا۔

وہ کالی کا بھگت ہے بابا وہ جو کچھ کر سکتا ہے ہم سوچ بھی نہیں سکتے مذھونے خوفزدہ آواز میں سرگوشی کی۔

نہیں بیٹا ایسا نہیں کہتے۔ پروفیسر نے اس کے سر سے ہاتھ اٹھالیا میرا اللہ ایسی سفلی طاقتوں کو فنا کرنے کے لیے مجھ جیسے کمزور بندوں کو وہ ہمت دے دیتا ہے جس کے بارے میں دینا تھ کے من میں سوچ کی پرچھائیں بھی جنم نہیں لے سکتی ہاں تم ذرا ہمت سے کام لو تو ہم اسے جلد سے جلد مٹا سکتے ہیں۔

کیسے بابا۔ تم بتاؤ میں جس حال میں ہوں اس سے برے حال میں کیا ہو سکتی ہوں میں اس بھگتی ہوئی زندگی سے کتنی پانے کے لیے کچھ بھی کروں گی۔

بس بیٹا۔ صرف حوصلہ اور ہمت اذکھ نہیں۔ پروفیسر نے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر رکھا ہوا پھول اس کے بالوں میں گوندھ دیا جب تک یہ پھول تیرے بالوں میں ہے تو دینا تھ کیا کالی بھی تیرا بال بیک نہیں کر سکتی۔

جج بابا۔ وہ بے نظمی سے بولی تو اس کی سرگوشی ہلکی سی تیز آواز میں بدل گئی

ہاں بیٹا بالکل سچ۔ پروفیسر نے اسے سر پر پیار دیا۔

تو بولو بابا۔ میں اب کیا کر سکتی ہوں تمہارے لیے۔ نہیں تمہارے لیے نہیں اپنے لیے کہ تو تم لوگ رہے ہو میرے لیے وہ سسک پڑی۔

تم صرف یہ کرنا بیٹا کہ اگر دینا تھ نرملہ اور دیوان صاحب کو کچھ بھی نقصان پہنچانا چاہے تو مجھے خبر کر دینا بس۔ ساکشی اور کیلاش کو میں سنبھال لوں گا۔

تم بے فکر ہو بابا یہ میں کر لوں گی اچھا بابا میں اب جاؤں پردیپ گھر پہنچنے والا ہوگا۔

ہاں بیٹا تم جاؤ اللہ حافظ پروفیسر نے اسے سر پر ہچکی دی اور کمرہ ایک دم ٹھنڈک سے آزاد ہو گیا درجہ حرارت ایک دم نارمل ہو گیا شمع کا شعلہ ایک بار زور سے تھر تھرایا اور ساکت ہو گیا ساکشی اور کیلاش کو صاف محسوس ہوا جیسے ان دونوں کے سر کے بالوں کو کسی نے چھوا ہو چونک کر وہ اپنے آپ میں آگئے پروفیسر نے چند لمحوں تک منہ ہی منہ میں کچھ درد کیا پھر پہلے خود پر اور پھر ان دونوں پر پھونک دیا ان کی رہی سہی غیر حالت بھی سنبھل گئی بالکل نارمل ہو گئے دونوں۔ پروفیسر نے اٹھ کر لائٹ جال، کمرہ، ہلکی سی روشنی میں نہا گیا موسم بتی کو پھونک مار کر بجھا دیا پروفیسر ان دونوں کو لے کر باہر والے کمرے میں آگئے مدھو کا سراسی کمرے میں چوتھے پر پڑا تھا اور دیوان صاحب کا پتلا بھی۔

ساکشی دیوی۔ پرانہ مناد تو تین کپ چائے بنا ڈالو۔ پروفیسر نے کچن کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ساکشی سے کہا۔ بنا لو گی یا بی بی بانی پینے کی عادی ہو۔

نہیں سر میں گھر کا کام کر لیتی ہوں وہ ہنستی ہوئی کچن کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی دروازہ اس نے کھلا ہی رہنے دیا۔

بیٹھو کیلاش بابا۔ وہ اسے لے کر مندرے پر بیٹھ گئے۔

پروفیسر صاحب۔ وہ مدھو کا سرا اور دیوان صاحب کا پتلا۔

وہ وہی رہیں گے ابھی پروفیسر نے کہا مجھے ذرا سوچنے دو میں دینا تھ کی طاقت کا غلط اندازہ نہیں لگاتا چاہتا وہ کالی کا بھگت ہے کوئی معمولی شیطان نہیں ہے انہوں نے دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ کیلاش سر جھکا کر کسی سوچ میں گم ہو گیا پھر وہ دونوں اسی وقت چونکے جب ساکشی نے چائے اور سلاکس کے ساتھ آلیٹ سے بھری ہوئی پلیٹ بھیڑے میں سجا کر ان کے سامنے لا رکھی۔

ارے واہ۔ تم نے تو ناشتہ ہی بنا ڈالا۔ پروفیسر نے خوش ہو کر کہا۔

کیلاش کو بھوک بہت لگتی ہے سر۔ میں نے سوچا وقت بھی ہو رہا ہے اور ہر چیز کچن میں موجود ہے تو کیونہ اسے موج کر دی جائے وہ خوش دلی سے بولی۔ کیلاش جھپٹ کر رہ گیا پروفیسر مسکرا کر خاموش ہو رہے۔ ناشتہ کے دوران کوئی بھی نہ بولا پھر ساکشی نے پروفیسر کے منع کرنے پر بھی پتیلیں اور کپ کچن میں دھو



کر رکھ دیئے اور واپس ان کے پاس آئی تھی وہ تینوں یوں بے تکلف ہو گئے تھے جیسے وہ برسوں کی جان پہچان ہو۔ دلوں میں کھوٹ نہ ہونے میں فتنہ نہ ہو سوچ میں میل نہ ہو اور جذباتوں میں خود غرضی نہ ہو تو وہیں ایک دوسرے کو کھلے لگانے میں دیر نہیں کرتیں ان تینوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا تھا ان کا اس سارے معاملے میں ذاتی مفاد کوئی نہیں تھا وہ تو محض ایک مظلوم لڑکی ایک دکھی باپ اور ایک بے تصور بیوی کی مدد کے لیے ایک مشکل صورت حال سے دوچار ہو گئے تھے اور اس سے نکلنے کے لیے وہ محض اپنی ذات کو نہیں ان بے گناہوں کو بھی ساتھ لے کر چل رہے تھے بے غرضی اور انسانیت کی بنیاد پر اٹھائے گئے اس عمل کی ہر گھڑی ہر روز سے خلوص کی روشنی اندر آ رہی تھی جس میں وہ آنے والے ہر لمحے کو صاف صاف دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پروفیسر صاحب اچانک اٹھے اور فریج کے پاس پہنچ گئے اس میں سے ایک شیشے کی بوتل نکال کر انہوں نے اس میں سے کچھ پانی گلاس میں ڈالا بوتل واپس فریج میں رکھی اور اسی بھٹی کرے کا دروازہ کھول کر اندر چلے گئے انہوں نے کچھ بڑھ کر گلاس کے پانی پر دم کیا اور کمرے کے چاروں کونوں میں چھینٹے مارے اور باہر نکل کر دروازے کی چوٹ پر بھی اوپر کی جانب چھینٹے مارے اور پانی کا پانی لے کر ان دونوں کے پاس آ گئے۔ لوائیک ایک گھونٹ تم دونوں پی لو انہوں نے گلاس نکلاش کو تھما دیا کیلاش نے ایک گھونٹ لے کر گلاس ساسھی کو دے دیا اس نے پانی کا سارا پانی حلق میں اٹھایا اور گلاس پروفیسر صاحب کو واپس کر دیا۔

سریہ کیا پانی تھا۔ اس کا ذائقہ۔ وہ بلیوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی۔  
یہ پروفیسر مسکرائے۔ یہ میرے اللہ کے گھر کا تھکا ہے بابا آپ زحرم کا نکتا کا پاک ترین پانی۔ کیلاش نے جھٹکا محسوس کیا اور جبکہ ساسھی کے چہرے پر بشارت سی پھیل گئی تھی پروفیسر نے کیلاش کو غور سے دیکھا۔ کیلاش ناراض مت ہو بابا۔ اگر میں تمہیں بتا کر پلا تا تو شاید تم یہ مقدس پانی نہ پیتے مگر جس صورت حال میں ہم گھر چکے ہیں اس میں ضروری تھا کہ ہمارے اندر کی بھی حفاظت ہوئی رہے کوئی بھی شیطانی عمل تمہیں اندر ہی اندر لہو بہان نہ کر دے اس کے لیے یہ ضروری تھا اسے تمہارے دھرم میں کوئی فرق نہیں آتا بابا۔ میں اس علاقے کا پانی بھی پیتا ہوں جہاں گنگا سے گھروں کو پانی مہیا کیا جاتا ہے میرے مذہب میں بھی خلل نہیں آیا یہ بہت چھوٹی باتیں ہیں ان کو سوئے لگو گے تو سانس لینا دو بھر ہو جائیگا آگے تمہاری مرضی ہے وہ سنجیدگی سے کہہ کر منہ پر اپنی جگہ جانیٹے۔ کیلاش نے ساسھی کی طرف دیکھا جو اسے ملامت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس نے شرمندہ سا ہو کر سر جھکا لیا اونچی وہ اندر سے بہت چھوٹا ہو رہا تھا۔ پروفیسر نے آلتی پالتی مار کر دایاں پاؤں بائیں ران پر رکھا بائیں ہاتھ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر دایاں پاؤں کے انگوٹھے کو اس میں پر دلیا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔ کیلاش نے کچھ کہنا چاہا مگر ساسھی نے اسے سختی سے گھور کر دیکھا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کو کہا۔

بے وقوف۔ وہ مراقبہ کر رہے ہیں اس نے کیلاش کے کان کے پاس منہ لاکر بالکل مدہم آواز میں کہا کیلاش دب کر رہ گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد پروفیسر نے آنکھیں کھولیں اور مراقبہ کا آسن ختم کر دیا۔ کیلاش باقیاتم فوراً دیوان صاحب کے گھر پہنچو پر دیپ ابھی تک دیوان نہیں پہنچا تم اس کے سامنے مت آنا دیوان صاحب اور نرملہ کو ساری صورت حال بتا کر پہلی ہی الارٹ کر دو وہاں مدعو کے بارے میں ان کو کچھ بھی نہ بتانا۔ بس جاؤ ساسھی دیوی تم بھی اگر کسی کام سے کہیں جانا چاہو تو جاسکتی ہو مگر رات ٹھیک آٹھ بجے تم دونوں میرے پاس یہاں ہونا چاہیے۔ آٹھ سے دس منٹ پہلے آ جانا بعد میں نہیں۔

جی سر۔ وہ بولی اور کیلاش کے ساتھ ہی کھڑی ہو گئی۔

میرا فون نمبر تو ہے ناں تمہارے پاس انہوں نے کیلاش سے پوچھا۔

جی۔ اور میرا نمبر آپ بھی لے لیں اس نے پروفیسر کی طرف دیکھا اور جیب سے اپنا کارڈ نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔ انہوں نے کارڈ لے کر اپنے پاس ہی سر ہانے تلے رکھ لیا دونوں ان کو پرنام کر کے جوتے پہن کر باہر نکل آئے پروفیسر نے ان کے جانے کے بعد دیوار سے ٹیک لگائی اور کسی گہری سوچ میں گم ہو گئے۔

تم اب کدھر جاؤ گی۔ کیلاش نے لفٹ کا رخ کرتے ہوئے پوچھا۔

میں ذرا گھر کا چکر لگاؤں گی تم دیوان صاحب کے ہاں سے مجھے فون پر صورت حال بتاتے رہنا رات کو یہیں ملاقات ہو گی ساسھی نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ کیلاش نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

مگر تم گھر والوں سے ملے بھی نہیں کیلاش۔ ساسھی نے اسے دھیان دلایا۔

اتنا سے نہیں ہے اور ویسے بھی وہ میرے اس طرح آنے جانے کے عادی ہیں جانتے ہیں کہ میں دیوان صاحب کا رات دن کا ملازم ہوں۔ جواب میں ساسھی نے صرف سر ہلایا دونوں لفٹ کی طرف بڑھ گئے جس کے دروازے پر کھڑے لفٹ بوئے نے ان کو دیکھتے ہی ہٹن دبا کر دروازہ کھول دیا۔

کیلاش خاموش ہو چکا تھا۔ کمرے میں بوجھل سانسوں اور ناقابل یقین نگاہوں نے عجیب سی تھکن پیدا کر دی تھی دیوان صاحب اور نرملہ دونوں اب بھی اسے بے اعتباری سے دیکھ رہے تھے۔ کیلاش تم نے پوری تسلی کر لی تھی ناں۔ دیوان صاحب نے دراصل خود کو یقین دلانے کی ایک بار پھر کوشش کی۔

سر آپ نے مجھے آج تک کتنا غیر ذمے دار پایا ہے وہ شکوے کے انداز میں بولا۔ پھر یہ معاملہ کیا اتنا معمولی ہے کہ میں جو منہ آئے بلکا چلا جاؤں گا۔

نہیں بیٹا نہیں۔ دیوان صاحب نے ہاتھ اٹھا کر جلدی سے کہا میرا یہ مطلب نہیں تھا وہ اس کے لہجے میں عملی ہوئی تھی کو محسوس کرتے ہوئے بولی مگر مجھے یقین نہیں آ رہا کہ وہ سنگدل اس حد تک بھی جاسکتا ہے

مجھے بھی ابھی تک آپ کی باتوں پر دشواں نہیں ہو رہا کیلاش بابو نرملہ نے جھرجھری لے کر کہا۔ مگر میں جانتی ہوں کہ آپ جھوٹ نہیں کہہ رہے آپ نے جو کچھ کہا اس کا ایک ایک شدید ہے دراصل پتہ بتائی اور میں ذلت اور غلامی کی اس پستی تک جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے جس کا مظاہرہ ہر پردیپ نے کیا ہے بس اس کی اس حرکت پر دشواں کرنا مشکل ہو رہا ہے ورنہ آپ کی بات میں شک کرنا تو خود کو گالی دینے کے برابر ہے اور کیلاش کے ذہن سے جیسے بہت بڑا بوجھ اتر گیا اس نے رست و اوج پر وقت دیکھا اور جلدی سے بولا۔ میری کئی ہوئی ہر بات کا بڑا ٹھوس ثبوت بلکہ سب سے بڑا ثبوت ابھی چند گھنٹوں میں آپ لوگوں کو مل جائے گا سر میرے حساب سے پردیپ کو اب آ جانا چاہیے۔

ہاں دیوان صاحب چونکے۔ تم نے ابھی بتایا کہ وہ سورج نکلنے کے بعد تقریباً آدھ گھنٹے کے اندر اندر یہاں ہوگا۔

جی ہاں اور یہی میری ہر بات ہر کہے ہوئے شبد کا ناقابل تردید ثبوت ہوگا۔ وہ یقین سے بولا۔ اور اگر



آب میری ایک بات مان جائیں تو ہم اس گھٹکھٹکا کے انجام سے بچ چکا کر دو چار ہونے کی ایک آسار کو بخش کر سکتے ہیں۔

بولو بیٹا بولو۔ دیوان صاحب دل سے اس کے ممنون ہو رہے تھے۔

جیسا کہ دینا ناتھ نے اسے کہا ہے میرا مطلب ہے پروپ صاحب کو کہ جب وہ یہاں پہنچے گا تو دیوان صاحب اس کے بندہ بے دام بلکہ غلام بن چکے ہوں گے تو کیوں نہ آپ اسے بالکل اسی انداز میں ملیں جیسے آپ پروینا ناتھ کا گندہ علم اثر انداز ہو چکا ہو۔

اس سے فائدہ۔

کیلاش بابو ٹھیک کہہ رہے ہیں پتاجی نرملہ نے بات کی تہہ کو چھو لیا آپ اسے ملیں تو اسی طرح جیسے انہوں نے کہا ہے مگر ذرا سے گزارنے کے لیے اسے بیمار بن کر ٹال دینا چاہیے اس کے کرائے ہوئے کا علم کے اثر سے آپ اپنے حواس میں نہیں اس کے ٹرائس میں چلے گئے ہیں اسے تھوڑی بہت رقم دے کر کچھ دنوں کے لیے ٹھہرایا جاسکتا ہے اس دوران ہم ان پر ویسٹ صاحب کی سہا پتا ہے اس سمیا کو کوئی حل تلاش کر ہی لیں گے۔ ایکڑ ٹیک۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا کیلاش نے چٹکی بجا کر نرملہ کی تائید کی اور بڑی بھرپور نظروں سے اس کی طرف دیکھا وہ تجانے کیوں اس کی نظروں کی تاب نہ لاسکی اور آنکھیں چرا گئیں۔

میں تیار ہوں میرے بچو تم جو کوئی کرنے کو تیار ہوں دیوان صاحب نے بات سمجھ لی مگر جذبات پر قابو نہ پاسکے ان کی آواز بھرا گئی بھگوان نے یہ دن بھی دکھانے تھے۔

حوصلہ۔ سر حوصلہ آپ فوراً بستر میں چلیے جلدی کیلاش نے ان کو تسلی دیتے ہوئے کہا وہ سب دیوان صاحب کے کمرے میں تھے وہ ابھی تک سلیپنگ سوٹ میں تھے نرملہ اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ بستر میں دبک گئے نرملہ نے اس کو سیدھا لٹا کر سینے تک حلف سچ دیا بیڈ کے پاس پڑی چھوٹی تپائی پر اس نے دیوان صاحب کی ہانکی بلند پریشور اینڈنگ کیوں کی شیشیاں رکھ دیں جو وہ مدتوں سے استعمال کرتے آ رہے تھے پانی کا جگ اور گلاس پہلے سے موجود تھا کیلاش نے انگلیاں بھری نظروں سے یہ سب دیکھا اور نرملہ کی طرف متوجہ ہوا۔

نرملہ دیوی۔ پردیپ کورات میں نے تھوڑی دیر کے لیے لفٹ دی تھی میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا اس کی آمد سے پہلے یا تو مجھے چلا جانا چاہیے یا پھر مگر دوسرے کمرے میں پہنچا دیجئے۔ تاکہ میرا اور اس کا آمنہ سامنا نہ ہو سکے۔ نرملہ کو کوئی جواب دینا چاہی تھا مگر کوئی نہ تھا وہ اٹھ کھڑے ہوئے چونکہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی دیوان صاحب نے فون اٹھانے کے لیے ہاتھ کو حرکت دی مگر نرملہ کے اشارے پر وہیں رک گئے۔ آپ بیمار ہیں پتاجی وہ آواز دبا کر بولی۔ وہ سعادت مند بچوں کی طرح سر ہلکا کر سکتے ہو گئے مجھے کیلاش نے بڑی مشکل سے مسکراہٹ پر قابو پایا یا پھر انچوس چھٹی ہل پر نرملہ نے آگے بڑھ کر ریسورٹ اٹھایا۔

ہیلو۔ اس نے بڑی آہستہ آواز میں کہا۔ کوئی جواب نہ مل کر اس نے دو تین بار ہیلو بولا پھر فون بند کرنے ہی والی تھی کہ دوسری طرف سے ایک ٹھہری ہوئی مگر عجیب سی ٹھہری آواز ابھری۔ ہیلو نرملہ۔ تو بے رکتے ہوئے بھی نرملہ کے ہاتھ کانپ گئے اس نے گہرا کر پہلے دیوان صاحب اور پھر کیلاش کو دیکھا اس کی حالت کو دیکھتے ہوئے دونوں نے اشارے سے پوچھا تو اس نے ماؤ تھمپس پر ہاتھ رکھ کر بڑی ہلکی آواز میں بتایا پردیپ۔ اوہ کیلاش کے ہونٹ سکڑ گئے اور دیوان صاحب ذرا اٹھ کر کھٹکے کے سہارے بیٹھ گئے۔

ہیلو نرملہ میں ہوں پردیپ۔ دوسری جانب سے پھر کہا گیا۔

جی میں سن رہی ہوں اس کی آواز قدرتی طور پر بھر آئی۔

کیا بات ہے نرملہ۔ وہ اکھڑے اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا تم کچھ پریشان لگتی ہو۔

پتاجی۔ پتاجی۔ وہ کوشش کے باوجود بھی اتنا کہہ سکی۔

کیا ہوا انہیں۔ پردیپ نے چٹنی سے بولا جلدی بتاؤ کیا ہوا۔

وہ رات سے سخت بیمار ہیں۔ آپ کے جانے کا انہوں نے بہت اثر لیا ہے رات سے مسلسل آپ کو یاد

کر رہے ہیں۔

اچھا۔ وہ جیسے آوازیں دہی خوشی کو چھپانہ سکا۔ مجھے یاد کر رہے ہیں تو کیا میں آ جاؤں۔ اس نے بچوں

کے انداز میں پوچھا۔

جلدی آجائے سب کچھ بھول کر جلدی آجائے سے بہت کٹھن ہے پردیپ اور میں میں بالکل اکیلی ہوں

وہ سسک پڑی۔

مت روز نل۔ میری جان میں آ رہا ہوں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا تم بالکل بھی نہ گھبراؤ میں آ رہا ہوں بس

دش منٹ میں آ رہا ہوں۔ اس نے فون کاٹ دیا۔ نرملہ نے ریسورٹ کریڈل پر ڈالا اور دوڑ کر دیوان صاحب کے

پہننے سے جاگتی وہ بچ کر رو رہی تھی دیوان صاحب اسے لپٹائے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔

مت رو بنی بتاؤ سہی اس نے کیا کہا۔ کیلاش بھی اس کے نزدیک چلا آیا۔

وہ آ رہا ہے پتاجی۔ میں یہ تا نک شاید اس کے سامنے نہ کر سکوں وہ ابھی آ رہا ہے پتاجی۔

نرملہ دیوی خود کو سنبھالنے آپ کا ایک بھی جذباتی قدم سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دے گا بھگوان کے

لیے اور یہ یاد رکھنے گا کہ کیلاش اس کے ہاتھ میں کوئی چیز کھائے گا مت میں چلتا ہوں فون پر رابطہ رکھوں گا۔

رابطہ۔ برابر رکھنا بیٹا۔ اس کے آنے پر ہمارا جوہر مشقت سے حال ہو گا وہ تم نہیں جانتے۔

آپ فکر نہ کریں سر منستے۔ وہ باپ بیٹی کو بچوں کی طرح سہا ہوا چھوڑ کر تیزی سے چلتا۔ پھر کچھ سوچ کر رک

گیا۔ اور ہاں سر ملازموں کو میرے بارے میں سمجھا دیجئے کہ میرے آنے جانے کے بارے میں پردیپ

صاحب سے کوئی ذکر نہ کریں۔

تم فکر نہ کرو کیلاش۔ دھڑکتی اور پریش ہمارے اپنے لوگ ہیں نرملہ ابھی ان کو سب کچھ سمجھا دے گی دیوان

صاحب نے اس کا شانہ تھکا۔

جی پتاجی وہ آنکھیں خشک کرتی ہوئی ابھی اور کیلاش کے ساتھ ہی باہر نکل گئی۔

میں آپ کو بڑی دلیر اور جی دار سمجھتا تھا نرملہ دیوی مگر آپ تو وہ کاریزور میں اس کے ساتھ چلتے ہوئے

بولا۔

نہیں کیلاش بلاو ایسی کوئی بات نہیں۔ بس عورت اندر سے جتنی بھی کمزور ہوتی ہے اتنی تو میں بھی ہوں مگر یہ

چند آنسو میرے اندر کا خوف اپنے ساتھ بہا لے گئے ہیں میں خود کو بڑا ہلکا پھلکا محسوس کر رہی ہوں آپ کو اب

مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔

وہ جتن دیجئے۔ اس نے ہاتھ برہایا۔

میں وجہ دیتی ہوں اس نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا اور اپنا ہاتھ کیلاش کے مردانہ ہاتھ میں دے دیا

جسے اس نے ہلکے سے دبا کر چھوڑ دیا۔ اور ساتھ ہی برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر اپنی کار کی جانب بڑھ گیا۔ نرملہ



بھگوان سے پرارتھا کی اور اپنے ڈوتے ہوئے دل کو مضبوط کرنے لگے آنے والے لمحات ان کو کچھ بھی دکھا سکتے تھے اماؤس کا اندھیرا بھی اور ایک نئی صبح کا اجالا بھی۔ پردیپ سیدھا اپنے کمرے میں پہنچا جہاں نرملا کھڑکی میں کھڑی باہر باغیچے میں کھلے ہوئے پھولوں کو دیکھ رہی تھی اس نے پردیپ کے قدموں کی آہٹ پر بھی مڑ کر نہ دیکھا وہ اس کے عین پیچھے آ کر رک گیا۔

ناراض ہو۔ اس نے آہستہ سے اس کے شانوں کو چھوا۔

نہیں۔ وہ نئی سے بولی۔ بہت خوش ہوں۔

اب بس بھی کرو۔ اس نے اسے اپنی طرف گھمایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا میں معافی چاہتا ہوں۔ ایک پل کے لیے نرملا کو وہ پرانا پردیپ محسوس ہوا محبت کرنے والا اس پر جان دینے والا اس کا پتی۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ اس کے سحر سے نکل پڑی۔

یہ اچھی بات ہے۔ وہ خفگی سے بولی۔ پہلے کسی کی ٹانگ تو زدی جائے پھر مرہم لگانے بیٹھ جاؤ۔

ایسا نہ کہو نزل۔ وہ ندامت سے بولا میں دل سے کہہ رہا ہوں پلیز فار گیوی۔ نرملا نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا وہ اسی جانب دیکھ رہا تھا آنکھیں ملیں اور دونوں کے دل زور سے دھڑک اٹھے دونوں کے دل میں چور تھا دونوں کو پکڑے جانے کا خوف تھا جلدی سے نرملا نے آنکھیں چرائیں اور پردیپ کے دل ہی دل میں بھگوان کا شکر ادا کیا ورنہ اسے خود پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا وہ آخر اس کی پتی تھی اور انہوں نے کئی سال کی رفاقت میں ایسے لمحوں کا بھی سہما سہما نہیں کیا تھا۔

میں نے ہاتھ روم میں کپڑے رکھ دیے ہیں آپ فریش ہو جائیے جانے کب سے منہ بھی نہیں دھویا وہ نازل ہوتے ہوئے بولی۔

جو حکم سرکار کا۔ وہ مسکراتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا بستر کی پٹی پر بیٹھ کر اس نے جوتے اور موزے اتارے پھر کوٹ اور پتلون اتار کر بستر پر ہی چھینگی اور میٹھ کے بن کھولتا ہوا ہاتھ روم میں گھس گیا نرملا چند لمحوں تک اس کے کپڑوں اور جوتوں کو کھوڑی رہی وہ فیصلہ نہ کر پا رہی تھی کہ وہ کیا کرے ٹانگ ہی سہی مگر اسے پردیپ کو کتنا قریب آنے دینا چاہیے یا خود اس کے کتینا نزدیک جانا چاہیے جی ہاں تو یہی کہ وہ فوری طور پر اس کو اپنے بدن کے تصرف اور وہ حق دینے سے بچنا چاہی تھی جو وہ اس کا پتی ہونے کے ناطے ملل طور پر رکھتا تھا سوچتے سوچتے اس نے آخر کار ذہن میں کچھ فیصلے کئے اور آگے بڑھ کر اس کے کپڑے اٹھا لیے اس کی جیبوں سے تمام چیزیں اوز پر بس نکال کر بیڈ کے سرہانے رکھے اور دروازہ روپ میں موزے کپڑوں کے ساتھ لپیٹے اور جوتی کو آواز دی۔

جی بی بی جی۔ بوڑھی نوکرانی نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔

یہ کپڑے دھونے کے لیے بھجوا دو دوسرے کپڑوں کے ساتھ اس نے کپڑے اس کے حوالے کئے۔ وہ کپڑے لے کر چلی گئی تو وہ کمرے سے نکل آئی اس کا رخ دیوان صاحب کے کمرے کی طرف تھا دیوان صاحب نے اس کے قدموں کی آہٹ پر آنکھیں وہاں کیں۔ وہ تیزی سے ان کے قریب پہنچی اور بیڈ کے پاس پڑی کر ہی آگے کھبکا کر اس پر بیٹھ گئی۔

نبی مجھے خوف سا محسوس ہو رہا ہے وہ اس کی جانب دیکھ کر بولے اور پردیپ کی ساری کیفیت بیان کر دی جو چند لمحوں قبل وہاں سے جانے سے پہلے اس کے چہرے پر وار دھکی گھبراؤ میں بھی رہی ہوں پتائی مگر ذرا

پرسش اور دھتکتی۔ کو کچن میں جا کر ملی تو کیلاش کی گاڑی کوٹھی کا گیٹ بار کر چکی تھی تقریباً پانچ منٹ بعد پردیپ ایک ٹیکسی میں کوٹھی میں داخل ہوا ٹیکسی والے کو فارغ کر کے وہ گیٹ پر ٹھہرے بھگوان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے تیز تیز قدموں سے آرمہ پار کر کے سیدھا دیوان صاحب کے کمرے میں چلا آیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کی بھیجھی اور مضطرب نگاہوں نے بستر پر نیم بے ہوش پڑے دیوان صاحب کے زرد چہرے کو تاک لیا زور سے اس کا دل دھڑکا اور وہ بستر کی پٹی سے اٹھتی ہوئی نرملا کی جانب گیا جس کا متورم چہرہ اس کے ابھی ابھی رونے کا گواہ تھا۔ نرملا نے اس کے ستے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی جہاں دو تین دن سے بڑھی ہوئی شیونے عجیب ویرانی کھیر رہی تھی۔ نرملا نے ایک طرف ہو کر اس کو راستہ دے دیا وہ سیدھا آ کر بیڈ کی پٹی پر ٹنگ گیا۔

دیوان صاحب۔ وہ ہولے سے بولا۔

پردیپ۔ وہ آنکھیں بند کئے بڑبڑائے۔ آ جاؤ بیٹا پردیپ میرے بیٹے آ جاؤ۔

میں آ گیا ہوں دیوان صاحب اس نے چلتی ہوئی آنکھیں انکے چہرے پر گاڑتے ہوئے کہا اور ان کا بایاں ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

آ جاؤ بیٹا آ جاؤ۔ ان کی آواز مدھم ہوتے ہوئے رک گئی۔ اب ان کے ہونٹ مل رہے تھے مگر آواز ندارو ٹھنی کچھ لمحوں کے بعد ہونٹ بھی ساکت ہو گئے اور گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے بالکل ہی حواس سے بیگانہ ہو گئے۔

نزل۔ وہ اپنے پاس کھڑی نرملا کی طرف متوجہ ہوا یہ۔۔ یہ کیسی حالت ہو گئی ان کی وہ بڑی شاندار ایکٹنگ کر رہا تھا۔

آپ کو کیا۔ وہ پھٹ پڑی۔ کوئی مرے یا جئے آپ کو کسی کی کیا پرواہ۔ اور آنسو پینے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے رخ پھیر لیا۔

نہیں نزل نہیں اس نے کھڑے ہو کر اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ دیئے ایسا نہ کہو میں شرمندہ ہوں اپنے کئے پر مجھے معاف کر دو۔

بس بس رہنے دو یہ جھوٹی باتیں۔ آپ ہی کی وجہ سے پتائی موت کے منہ میں جا پڑے اس وقت بھی ان کے لبوں پر آپ کا ہی نام ہے اور آپ ہیں کہ۔

نزل۔ اس نے اس کا رخ پھیر کر اپنی طرف گھمانا چاہا۔

چھوڑئیے مجھے۔ وہ جھٹکے سے خود کو چھڑا کر آگے بڑھی اور تیز چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

نزل۔ پردیپ نے اسے پکارا مگر وہ نہیں رکی نزل سنو تو۔ اس نے ایک قدم آگے بڑھایا پھر رک گیا نرملا شاید اپنے کمرے میں جا چکی تھی وہ دیر دیر سے دھیرے دھیرے پلٹا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار مسکراہٹ رینگ رہی تھی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک اور دماغ میں ویانا تھا کاتھرہ جے کالی گونج رہا تھا۔ وہ چند لمحوں تک دونوں ہاتھ پہلوؤں پر رکھے دیوان صاحب کے چہرے کو گھورتا رہا پھر بڑے معنی خیز انداز میں سر ہلاتا ہوا پلٹا اس کا رخ باپ کی طرف تھا۔ اس کے کمرے سے نکلتے ہی دھیرے سے دیوان صاحب نے آنکھیں کھول دیں وہ اب تک مسلسل پردیپ کو آنکھوں کی معمولی سی درز سے دیکھ رہے تھے انہوں نے اس کے ہر انداز میں دیکھا تھا ہر حرکت کو جانچا تھا اس کی آنکھوں میں درندوں جیسی چمک اس کے ہونٹوں کی خوفناک مسکراہٹ اور اس کے چہرے پر کھٹے بڑھتے سوچوں اور فیصلوں کے رنگ انہوں نے خالی دروازے کو کھورتے ہوئے دل ہی دل میں



اجھا چھوڑ دے۔ پتائی کی گاڑی کی چابی۔ وہ ادھر ادھر دیکھ کر بولی یہ رہی اس نے پتائی سے کی رنگ اٹھایا اور اسے تھما دی آج کل باہل فارغ ہے تم اسے استعمال کرو مگر گاڑی کی رپٹ ضرور کر دینی تھی۔ کسی واردات میں استعمال ہوئی تو پریشانی ہوگی۔

وہ پہلے ہی دن کرادی تھی۔ اس نے چابی لیتے ہوئے کہا مگر ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا سکا۔ لعنت بھیجو۔ ملنا ہوگی تو مل جائے گی ذہن پر بوجھ نہ ڈالو۔ پردیپ جواب میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا کا ذہن کچھ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا اسی وقت فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ نرملہ نے پلٹ کر ریسور اٹھایا دوسری طرف ڈاکٹر پریم تھے انہوں نے ہاسپٹل میں سارے انتظامات مکمل ہونے کا بتایا۔

شکر یہ ڈاکٹر انکل میں پتائی کو لے کر کب پہنچوں۔ جی بس میں پہنچ رہی ہوں اس نے فون بند کر کے پردیپ کی جانب دیکھا۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ پتائی کو لے کر ہم ابھی ہاسپٹل پہنچ جائیں۔

تو ٹھیک ہے تم ضروری سامان پیک کر لو میں پرکاش کے ساتھ دیوان صاحب کو گاڑی میں سوار کرتا ہوں ٹھیک ہے۔ نرملہ نے کہا اور تیزی سے سامان سمیٹنے لگی پردیپ نے نیم بے ہوش دیوان صاحب کو پرکاش کی مدد سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹایا اتنے میں نرملہ ایک پاکٹ میں ضروری چیزیں لیے باہر چلی آئی۔ اس نے کندھوں پر گرم شال ڈالی ہوئی تھی بالٹ ڈکی میں رکھ کر وہ دیوان صاحب کے ساتھ ان کو سہارا دے کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پردیپ کے گاڑی کو گیٹ کے باہر نکالا اور اس کا رخ شانتی ہاسپٹل کی طرف جانے والی سڑک پر کر دیا۔ اسٹیل پٹر پر پاؤں کا دباؤ بڑھاتا چلا گیا۔

دیر ج رکھے بھگوان سب ٹھیک کر دے گا اور ہاں جب تک وہ گھر میں ہے ذرا سوتے ہی رہے ہمیں آج گفتگو میں بھی احتیاط کرنا ہوگی۔

ٹھیک ہے بنی تو یہ لو میں سونے جا رہا ہوں۔ انہوں نے ذرا سی کروٹ بدلی اور آنکھیں موند لیں۔ نرملہ نے کچھ دیر سوچا پھر ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا ڈاکٹر پریم کا نمبر ملا کر اس نے اس سے دیوان صاحب کی طبیعت کے بارے میں بات شروع کر دی اس نے جان بوجھ کر بات کو طوالت دی اور جب نہادھو کر دوسرے سوٹ میں ملبوس پردیپ اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ آخری فقرے سن کر چونک پڑا۔

لیکن ڈاکٹر صاحب اتنے زیادہ ٹیسٹ کس لیے نرملہ کہہ رہی تھی پتائی تو پہلے بھی بیمار ہوتے رہے ہیں بس اس مرتبہ کچھ زیادہ سیریس کنڈیشن ہو گئی ہے مگر بیماری تو وہی ہے ناں۔ وہ ادھر موصول ہونے والا جواب سننے لگی پھر کچھ وقفے سے بولی۔

تو ٹھیک ہے مگر میں ان کو ہاسپٹل میں نہیں رکھنا چاہتی جو بھی ٹیسٹ منٹ ہوگا گھر پر ہی ہوگا۔ مگر ڈاکٹر انکل دوسری طرف سے شاید اس کی بات رد کر دی گئی یہ کیوں ممکن نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے شاید وضاحت کی تھی وہ چند لمحے خاموش رہ کر اس کی بات سن رہی پھر بڑے مایوس لہجے میں بولی۔

ٹھیک ہے انکل جیسے آپ کی مرضی میں تیار ہوں نہیں مجھے تو صرف پتائی کی زندگی چاہئے علاج اگر وہاں زیادہ بہتر ہو سکتا ہے تو ایسا ہی کئی جی او کے۔ آپ انتظام کر لیں میں پتائی کو لے کر پہنچ جاؤں گی سننے اس نے ریسور کر پڈل پر ڈال دیا۔

کیا بات ہے نرمل۔ وہ پردیپ کی آواز جان بوجھ کر چوکی ورنہ وہ اسی وقت سے اس کی آمد سے باخبر تھی جب وہ اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا تھا کیا کہہ رہا تھا ڈاکٹر۔ وہ بھندے ہے کہ پتائی کو ہاسپٹل میں رکھا جائے نرملہ کرسی سے اٹھ گئی اس کا کہنا تھا کہ گھر پر ان کا علاج پوری طرح سے ہونا ممکن نہیں۔

تو اس میں رکاوٹ کیا ہے وہ چٹلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بولا۔ کچھ نہیں۔ بس ایسے ہی میرا جی نہیں چاہتا کہ ان کو خود سے دور کروں وہ پریشانی سے بولی۔ دور کرنے ضرورت بھی کیا ہے نرمل۔ وہ پیار سے بولا۔ کیا تمہارا دماغ پریشانی کے عالم میں بالکل زیر ہو چکا ہے بھی وہاں پرائیویٹ روم میں ہم لوگ دن رات دیوان صاحب کے پاس رہ سکتے ہیں۔

کیا۔ اس نے حیرت سے اسے دیکھا تم تم کچھ کہہ رہے ہو پردیپ۔ لگتا ہے تمہارا دل ابھی تک میری طرف سے صاف نہیں ہوا نرمل۔ وہ بددلی سے بولا۔ بھگوان کے لیے نرمل میرا دشوار کرد میں صبح کا بھولا ہوں جو شرم ہونے کے بعد رات ہی کو کسی مگر لوٹ آیا ہے۔ پردیپ۔ نرملہ نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ آج ہی پتائی کو ہاسپٹل ایڈمٹ کرادیں۔

ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ اس حالت میں دیر کرنا مناسب نہیں ہے وہ فراخ دلی سے بولا۔ ارے ہاں مجھے یاد آیا پردیپ تم ٹھیک ہی پر کیوں آئے مجھے وحشتی نے بتایا۔ وہ۔۔ پردیپ نے شرمندگی سے کہا گاڑی چوری ہو گئی۔

چوری ہوئی یا۔۔ وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔ تمہاری قسم نرمل مجھے جھوٹ بول کر کیا ملے گا وہ اسی لہجے میں بولا۔

## دکھی مایوس پریشان حال لوگوں کیلئے خوشخبری

بسم اللہ تعالیٰ اللہ حکم سے سنگ دل سے سنگ دل مرد ہو یا عورت  
بے شک سات سمندر پار ہی کیوں نہ ہو

رب العزت کے حکم سے ناس مل سے (نفس مقدس) کی برکت سے ۴ دن کے اندر اندر خود مل کر آجئے

کاروبار  
میں بندش

جن پر کالا حادو، ٹونے کا اثر۔ آسیب کے اثرات  
مفلی علم یا عمل کرایا گیا ہو اور اس کا توڑ نہ ہو رہا ہوں

گھر بیٹھے کام ہوگا۔ ہر مسئلے کا مستقل حل۔ مستقل توڑ

بے اولاد مرد ہو یا عورت، ہو یا اولاد  
کا نہ ہونا اور اولاد کا ہو کر مر جانا  
مکمل امداد سے ساتھ لکھیں۔ ہر بات میں خداوند ہند کی

سیکیم قادری نوشاہی  
مکان نمبر 105-444/A، پانی دلی سنگی، گانہاں، راسا، ساہیل، ڈوبہ، (پاکستان)  
مراکز: 0300-9695363، 0314-9695363



# موت کی منزل

۔۔۔ پرنس کریم۔ پشاور۔ قسط نمبر ۳۔۔۔

ہر روز کی طرح آج بھی میکھنا نے اپنے لیے زہر میں ڈوبے عذقی کے جیلے سنتی رہی مگر آج سسکوں سی ساری جیلے سنتی رہی کیونکہ اس کے دل میں امید کی کرن موجود تھی اسے تو آج موقع چاہے تھا آج پورا پلین بنا کر آئی تھی جسے کچھ حد تک عملی جامعہ پہنا کر چکی تھی کیونکہ پوراج جیس آتے ہی سشمانے سب پہلا کام پوراج کھانا کے بیڈروم کی صفائی کرنا تھا وہ بیڈروم میں کئی صفائی کرنے میکھنا اس کے سر پر موجود تھی چھ ہی وہ ساس سے کوئی بات کرنے لگ کر بچنے سے نکل میکھنا سنگھار میز کے پاس آگئی اور اس نے اپنا منتر مدھم آوا میں بڑھنا شروع کر دیا اور ششے پر کئی پھولیں ماریں تو ششے کا رنگ دوبارہ چم ہو گیا اس کے بعد وہ کمرے سے نکل آئی تھی شام ہوئی تو میکھنا شاور لینے چلی گئی پوراج کھانا کے آنے میں ایک گھنٹہ باقی تھا سشمانے خیر انداز میں اپنے کام میں مگن تھی لیکن میں کھانا بنا رہی تھی اس کا وجود کس سے کان بنا ہوا تھا مگر ابھی تک اس کی امید نہیں برآ رہی تھی میکھنا شاور لے کر ششے کے سامنے آگئی بال ڈرائی کرنے کے لیے ابھی اس نے ششے سے کپڑا ہٹایا تھا کہ اس نے ششے میں ہوش اڑا دینے والا منظر دیکھا سانس اس کا عکس تھا جو دیرے دیرے بدل کر ایک خوفناک چڑیل کا روپ دھار گیا تھا اس کے بال مزید لمبے ہو گئے تھے۔ چہرے پر مونے مونے بال نکل آئے تھے جو انتہائی کالے تھے آنکھیں ابل کر باہر آ گئیں اور اطراف کے دو دانت لمبے ہو کر توڑھی تک آ گئے تھے۔ حواس باختہ ہو کر پیچھے دیکھا تھا مگر کونئی نہ تھا پھر ششے کو دیکھا وہی بھیا تک عکس دیکھ کر وہ چیختی ہوئی بھاگی م مارے خوف و وحشت کے وہ بے ہوش ہو کر کارپٹ پر آگری اس کی چیخیں سن کر اس کی ساس سر سشمانے پر جا کر دور تے ہوئے اس کے بیڈروم میں آ گئے تھے وہ کارپٹ پر اوندھے منہ بے ہوشی حالت پر پڑی ہوئی تھی۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

سوچ لو کہنا آسان ہوتا ہے مگر کرنا بہت مشکل اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس راستہ پر ایک مرتبہ کوئی آجائے واپسی کے سارے دروازے اس کے لیے بند ہو جاتے ہیں۔ نارائن بابا نے کرخت آواز میں سمجھایا۔

باباجی مجھے پتہ ہے اس بات کا اور ویسے بھی میری زندگی کا تو صرف ایک ہی مقصد ہے اسے پورا کرنے کے لیے میں کچھ بھی کرنے کے لیے تیار ہوں کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہوں۔ سشمانے اٹل لہجے میں کہا۔

ہو نہ ہو ٹھیک ہے میں ہر معاملے میں تمہاری مدد کروں گا مگر تمہیں بھی بدلے میں کچھ مجھے دینا ہوگا۔ ہاں بابا میں آپ کو ہر ماہ ایک معقول رقم دوں گی میں اپنی ہر مینے کی بگار آپ کو دے دیا کروں سشمانے بابا کی بات کو سمجھتے ہوئے کہا۔

نہیں اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ہمیں تو بس اپنے دیوتا کو خوش کرنا ہے تمہیں یون کرنا ہو گا کہ



مہینے اپنی بگاری جگہ ایک نوجوان لڑکے کو لانا ہوگا میرے لیے جس کا خون اور گوشت مرے کام آئے گا مگر وہ مشکل والے نارائن بابا نے عیاری سے کہا تو سشما حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

لیکن بابا میں کیسے لاسکوں گی نوجوان لڑکے کو۔ اس نے حیرت سے کہا۔

دیکھو چھوڑی اگر کالا جادو سیکھنا ہے تو یہ لیکن ویکن اگر مگر جیسے الفاظ اپنی زندگی سے نکالنے ہوں گے خوف اور ڈر بھی خود سے دور پھینکنا ہوگا اور جیسا میں کہتا جاؤں گا مہیا کرنا ہوگا دوسری بات یہ کہ تم حسین ہو جوان ہو کسی بھی لڑکے کو اپنے پیچھے لگا کر یہاں لاسکتی ہو پھر میں جانوں اور میرا کام یاد رہے ہر مہینے تم نے ایک نوجوان لڑکے کا انتظام کرنا ہوگا بولو منظور ہے۔ نارائن بابا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں بابا مجھے منظور ہے سشما راضی ہوگئی

ٹھیک ہے اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم نے اس چھوڑی سے انتقام کیسے لینا ہوگا۔ تمہارے مسئلے کا حل یہ ہے کہ تمہیں اس مہینے کے آخری ہفتے بھر کا چلہ کرنا ہوگا یعنی ماؤس کی رات چلے کی آخری رات ہوگی چلہ رم اپنی گھر کی چھت پر بھی کر سکتی ہو بشرطیکہ کہ وہاں چار دیواری موجود ہو اس سے تمہارے پاس شکلیاں آجائیں گی مگر یاد رہے کہ چلہ ہوتا بہت خطرناک ہے اور یہ چلہ تمہیں اس طرح کرنا ہوگا کہ بابا اسے سمجھانے لگے بابا نے اسے چلے سے ہونے والا استفادہ بھی بتا دیا اور چلے کا طریقہ وغیرہ بھی سمجھا دیا اب بتاؤ کرسکوی اپنی یہ پہلا خطرناک چلہ۔ نارائن بابا نے پوچھا کیونکہ وہ سشما کے چہرے پر آتا جاتا خوف دیکھ چکے تھے۔

ہاں بابا میں کر سکتی ہوں میں یوراج کھنا کو حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں میں کسی بھی حد تک جاسکتی ہوں چاہے مجھے اس کے لیے کسی کی بھی جان کیوں نہ لینا پڑے۔ وہ ایک طرف نظریں نہکا کر بولی تھی جیسے تصور میں کسی کو مرا ہوا دیکھ رہی ہو ایک خطرناک سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر کھیلنے لگی تھی۔ اب بھی وہی خطرناک مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر کھیلنے لگی تھی اب بھی وہی خطرناک مسکراہٹ سشما کے ہونٹوں پر موجود تھی حالانکہ اب وہ سوچ سے نکل چلی تھی اب وہ مطمئن سی دوبارہ لیٹ گئی۔

ستیش کی آنکھیں دروازے پر جمی ہوئی تھیں اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کا خواب اب تعبیر کی شکل اختیار کر لے گا اور واقعی میں صبح اور اس کا دادا دروازہ توڑ کر اندر آجائیں گے تھوڑی دیر بعد ہی کی نے دروازے کا لاک باہر سے کھولا۔ دروازہ کھلا تو وہ دونوں اندر آنے لگے ستیش خوف سے دونوں کو دیکھتا رہا تب ٹرائی دھکیلتی ہوئی آ رہی تھی ساڑھی بھی تبدیل کی ہوئی تھی نیلی ساڑھی میں قیامت ڈھار ہی تھی وہ دونوں نے ستیش کو دیکھا تو ہنس رہے تھے ستیش کی نظر ان پر سے ہٹ کر ٹرائی پر گئی جس میں کیک پڑا ہوا تھا اور ساتھ میں تیز دھار چمکتے ہوئے چاقو کو دیکھ کر ستیش کی آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں اس کے خوف میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور رنگ فق ہو گیا آج میرا جنم دن ہے صبح خوشی سے بتا رہی تھی۔ مگر ستیش کی نظر میں چاقو پر جمی ہوئی تھیں دادو جی بھی ستیش کو تشویش بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے اچانک ستیش پر جنون سوار ہو گیا اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دادا جی کو دیکھا۔

تم دونوں میری ہتھیار کرنا چاہتے ہونا۔ اس سے پہلے کہ تم دونوں خبیث مجھے مارو میں تم دونوں کو

قلع قح کر دیتا ہوں اس نے اسی جنون کی سی کیفیت میں کہا اور غلٹ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر چاقو پر جھپٹ پڑا مگر دادو جی جو اس ارادے کو ہلے سے ہی بھانپ گئے تھے اس کے پیچھے سے پہلے ہی بسے سائز کا چاقو اٹھالیا۔

خبردار یہ کیا حرکت ہے پاگل ہو گئے ہو کیا دادا جی نے رعب و آواز میں کہا شمع بھی گھبرا گئی اچانک اس افتاد سے۔

ہاں پاگل ہی تو کر دیا ہے تم دونوں نے مجھے اس کمرے میں قید کر کے آدم خور بدر دجو۔ آخر کب تک تم دونوں انسانی گوشت سے اپنے پیٹ پالتے رہو گے اور کب تن انسانی خون سے اپنی پیاس بجھاتے رہو گے تم دونوں نے مجھے قید کر کے بہت اذیتیں دی ہیں اگر مارنا ہی تھا تو پہلی ہی رات مار دیتے اُتالبا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر آج میں تم دونوں کے ہاتھ نہیں آؤں گا میں ختم کر دوں گا تم دونوں کو وہ تو جیسے اپنا ذہنی توازن ہی کھو بیٹھا تھا۔ اس لیے چلا چلا کر دل کا غبار نکال رہا تھا وہ قہر قہر کانپ رہا تھا کہ موت کا خوف ہنوز طاری تھا اس پر صبح اور دادا جی حیرت سے اس کے منہ سے نکلے اول فول سن رہے تھے۔

اولڑکے یہ کیا بکواس پر بکواس کئے جا رہے ہو کوئی ڈر ڈانا خواب دیکھ لیا تھا کیا پاگل بین کا دورہ پڑا ہے تم پر تمہیں یاد رہنا چاہے کہ تم ایک چور ہو اور چوری کی نیت سے آئے تھے یہاں نہیں تو واقعی چاہے تھا کہ تمہیں اسی رات ہی زنج کر دیتے مگر ہم نے صبح کے کہنے پر تمہیں پولیس کے حوالے بھی نہیں کیا۔ دادا جی بھی غصے سے پھٹ پڑے پھر صبح کی جانب متوجہ ہوئے۔

صبح میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ اس ڈاکو کو پولیس کے حوالے کر دو مگر تم نے ہی کہا تھا کہ مجھے تو میرے سپنوں کا شہزادہ مل گیا ہے کیسے خود سے دور کروں اور اب خود دیکھو سپنوں کے شہزادے کو جس پر احسان کیا اسی سے آدم خور بدر دجو جیسے الفاظ سننے کو مل رہے ہیں دادا جی نے صبح کو بھی آئینہ دکھایا تو وہ شرمندہ ہوگئی۔

دیکھو ستیش ہم آدم خور بدر دھیں نہیں ہیں ہم بھی انسان ہیں تمہاری طرح تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے وہ ستیش کی غلط فہمی سے حیرت میں مبتلا تھی بکواس مت کر دو ڈرامے باز تم دونوں آدم خور ہو سکتے ہو آتما میں ہو سکتیں ہوں چڑیل اور جن ہو سکتے ہو کوئی بھی ماروی مخلوق ہو سکتے ہو مگر انسان نہیں تم دونوں کی حرکتوں سے بات ثابت ہوتی ہے کہ تم انسان نہیں ہو تم دونوں مجھے بدھو نہیں بنا سکتے بس اتنا بتا دو کہ تمہارا مقصد کیا ہے کہ تم دونوں میرا شکار کرنا چاہتے ہو یا مجھے ڈر کیلنا بنا چاہتے ہو اپنی طرح وہ اب بھی اپنے موقف سے ہٹنے والا نہیں تھا شمع حیرت سے اس کا منہ دیکھنے لگی۔

ارے چپ کر کہیں۔ خبیث انسان۔ میں کہتا ہوں ابھی اور اسی وقت یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ میں پولیس کو فون کر کے تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ دادا جی برداشت کی حد میں تمام ہو گئی تھیں ستیش کی باتوں سے وہ مشتعل ہو گئے تھے۔

کیا کہا چلا جاؤں یہاں سے یہ کیا کہہ رہے ہو دادا جی۔ ہاتھ آئے شکار کو اتنی آسانی سے جانے دو گئے کیا ہے ہو سکتا ہے ستیش نے طنز سے کہا کیونکہ دادا جی کی باتیں اسے کوئی نیا ڈرامہ لگ رہی تھیں کہ وہ بھاگنے لگے گا اور دادا جی اس پر پیچھے سے دار کر کے اپنی دعوت کا انتظام کر لیں گے۔



نہیں داداجی یہ کہیں نہیں جائیں گے میں خود انہیں سمجھاتی ہوں آپ اپنے کمرے میں جائیں۔ اگر یہ نہ مانے تو میں خود پوکیس کو فون کر دوں گی۔  
کیا کہہ رہی ہوں تم اب بھی اس بے وقوف انسان کی طرف داری کر رہی ہو جو اپنے ماتا پتا کا نہ ہو سکا وہ تمہارا کیا ہوگا۔

داداجی پلیر جمع نے عاجزی سے کہا اور ان کو رام کرنے کی کوشش کی تو وہ مان گئے اور چاقو سمیت کمرے سے باہر نکل گئے۔

ہونہ پتہ نہیں اب کسی فلم کے ڈائلاگ مارے گی یہ ستیش بیزاری سے سوچا۔  
دیکھو ستیش تمہیں سراسر غلط فہمی ہوئی ہے جسے میں دور کرنے کا صرف ایک موقع چاہتی ہوں تم سے کیا تم میری سنو گے اس نے پوچھا مگر ستیش خاموش رہا میری بات سن لو پلیر۔ اس نے روتے ہوئے التجا کی تو ستیش نے اثبات میں سر ہلادیا۔ شکریہ۔ بیٹھ جاؤ پلیر۔ وہ بیٹھ گیا۔

ہاں اب کہے گی کہ فلاں شخص نے فلاں طریقے سے ہم دونوں کی ہتھیا کر دی اور اب ہماری روحمیں جو بدروحمیں بن گئیں ہیں اس ویران بیٹھے میں بھٹک رہی ہیں ہم انسانوں کا شکار کرنے پر مجبور ہیں کیا تم ہماری مدد کرو گے ستیش کے ذہن میں نئی کہانی نے جنم لیا۔ مگر وہ شمع اور داداجی کو انسان ماننے پر تیار نہ تھا۔ کیونکہ بچپن میں اس نے بہت سی خوفناک کہانیاں پڑھی تھیں اور اب اسے اپنا آپ بھی کسی خوفناک کہانی کا حصہ لگ رہا تھا کہ خوفناک کہانیوں میں پڑھی جانے والی بدروحوں وغیرہ کی حرکتیں اور شمع اور داداجی کی حرکتوں میں اس نے مشابہت دیکھی تھی۔

دیکھو ستیش میں تمہیں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ میرے ماتا پتا کا انت میرے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اس کے بعد مجھے داداجی نے پالا میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ میں اور دادا جان ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا بے حد خیال رکھتے ہیں داداجی کے بعد اگر میں نے کسی سے پریم کیا ہے تو وہ صرف تم ہو مگر تم تو میری بات پر یقین کرنا ہی نہیں جانتے ہو دیکھو ستیش میں بھی اب تم سے حقیقت چھپانا نہیں چاہتی ہوں مجھے پتہ ہے کہ تم ہمیں انسان نہیں سمجھتے ہو ہم پر شک کر رہے ہو اگر کچ سننا چاہتے ہو تو سنو۔ میں اور داداجی انسان ہی ہیں کوئی بھی اور مافوق الفطرت مخلوق نہیں ہیں سمجھ گئے تم اگر یقین اب بھی نہیں آتا تو تم ہمیں چھو سکتے ہو ہمارے جسموں میں زندگی کی حرارت پاؤ گے اگر ہم آدم خور بدروحمیں ہوتے تو جس رات تم ہمارے ہاتھ لگے تھے اسی رات تمہیں ہڑپ کر جاتے اتنے دن تمہیں زندہ کیوں رکھتے تم ستیش آج تمہارے پاس موقع ہے تم تسلی کر سکتے ہو ہر طرح سے تسلی کر سکتے ہو مگر آخر میں اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم انسان ہی ہیں۔ شمع نے آہستہ آہستہ وضاحت کی تو اس کی بدگمانیاں جیسے ختم ہونے لگیں۔  
مگر تم جو مجھے گوشت کھلا رہی ہو اور شربت پلائی ہو کیا وہ انسانی گوشت اور خون سے پاک ہوتے ہیں اس نے پہلا سوال یہی کیا۔

ہاں ہاں وہ بالکل انسانی خون اور گوشت سے پاک صاف ہوتے ہیں شمع نے صفائی پیش کی اس رات میرا ر یو الور تمہارے پاس کیسے آیا تھا۔ ستیش نے دوسرا سوال پوچھ ڈالا۔ اور اس رات تم وہاں کیسے آ گئی تھی جہاں میں کوڈا تھا سوال کا دوسرا حصہ بھی پوچھ ڈالا یاد آنے پر۔  
اس رات مجھے نیند نہیں آ رہی تھی میں ویسے ہی ٹھڑکی سے جھانک رہی تھی کہ باہر کا منظر دیکھ رہی تھی

کہ مجھے کسی کا ہولہ نظر آیا جو ہمارے بیٹھے کے باہر ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ وہ تم ہی تھے ستیش میں تمہارے ارادے بھانپ گئی تھی اس لیے میں تم سے پہلے ہی صحن میں پہنچ گئی تھی مجھے پہلے سے اندازہ تھا کہ تم کو دو گے ضرور اور ویسا ہی ہوا جب تم کو دے تو میں تمہارا ر یو الور گھاس پر گر گیا میرے قریب ہی۔ میں سمجھ نہ پائی تھی کہ تم سے کیا گرا ہے میں جب ہاتھ مارا تو یہ ر یو الور تھا جسے اٹھا کر میری ہمت بڑھ گئی اور مجھے خود پورا وشواش ہو گیا کہ میں تمہیں اندر لے جانے میں کامیاب ہو جاؤ گی میں ڈرپوک خواتین میں تو ویسے ہی نہیں ہوں مگر تمہارے ر یو الور نے مجھے اور بہادر بنا دیا تھا میں تمہیں تمہارے ہی ر یو الور کے ذریعے آسانی اس کمرے تک لے آئی میرا ارادہ تمہیں یہاں بند کر کے بعد پولیس کو فون کرنے کا تھا میں نے جب تمہیں کمرے کے اندر جانے کے لیے تو تم ڈھٹ بنے رہے میں نے تمہیں دھکا دے دیا تھا جس کی وجہ سے تم گر گئے تھے اور پھر جب میں نے کمرے کی لائٹ روشن کی تو تمہارے چہرے کو دیکھ کر میں تمہیں دیکھتی رہ گئی۔ مگر پھر میں نے تمہیں کمرے میں بند کر دی اور اپنے کمرے میں آئی مگر مجھے یوں لگ رہا تھا کہ میسے میں یہاں کچھ چھوڑ کر چلی گئی ہوں شمع نے یہ سب سنواری سنائی اور آنکھیں میچ کر لیں پھر مزید گویا ہوئی۔

میں نے نئی بار پولیس کو فون کرنا چاہا مگر یہ پتہ نہیں میرا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ تم یہاں سے جاؤ مجھے تم اپنے اپنے سے لگے چند ہی پل میں میرے دل کی حالت بدل گئی تھی اور میں پولیس کو فون نہ کر سکی البتہ میں نے داداجی کو سب کچھ بتا دیا تھا وہ تیج پا ہو کر پولیس کو فون کرنے لگے مگر میں نے داداجی کو روک دیا۔

لیکن تم دن کے وقت تو کبھی نہیں آئی ہمیشہ رات کو ہی آئی ہو اور یہ کمرہ اتنا ویران کیوں ہے جس میں کسی کو بھی ڈر لگ سکتا ہے اور تمہارا بیٹھ بھی ویران سا ہے ذہن میں ابھرنے والے مزید سوالات اس نے اکٹھے ہی پوچھ ڈالے۔

در اصل دن کے وقت میں اور داداجی آفس جاتے ہیں ہماری اپنی کمپنی ہے اسے پہلے پتہ جی اور داداجی چلاتے تھے مگر پتا جی جب اس دنیا سے چلے گئے تو داداجی کمپنی کو اکیلے ہی ہینڈل کرنے لگے اور اب میں بھی ان کے ساتھ جاتی ہوں ویسے بھی گریجویشن تو مکمل ہو گئی ہے تو گھر میں فضول بیٹھنے سے کام کرنے کو زیادہ ترجیح دیتی ہوں واپسی پر میں بہت تھک جاتی ہوں اس لیے آتے ہی میں سو جاتی ہوں پھر جب اٹھتی ہوں تو اپنے اور داداجی کے لیے کھانا بناتی ہوں ہمارے گھر کا خانسامہ بھی ان دنوں نہیں آ رہا ہے کیونکہ اس کا نیا نیا ویاہ ہوا ہے یہ کمرہ اسی کا ہے ہمارے گھر میں میرے اور داداجی کے علاوہ بس ہمارا کوک ہی رہتا ہے دونو کر اور بھی ہیں جو صرف صفائی کرنے آتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں۔ تمہارے لیے بھی کھانا میں ہی تیار کرتی ہوں اپنے ہاتھوں سے اور دن کے وقت تو جان بوجھ کر تمہارے لیے کچھ کھانے کے لیے نہیں رکھتی تھی کہ تم بھوکے رہو اور یہاں سے بھاگنے کی ترکیبیں نہ سوچو۔ شمع نے کہا تو ستیش کے دل سے جیسے کوئی بوجھ اتر گیا اگر تمہیں اب بھی یقین نہیں آ رہا ہے تو مجھے چھو لو شمع نے کہا اور ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا ستیش نے اس کے ساتھ ہاتھ ملا یا تو واقعی وہ زندہ تھی ستیش تسلی ہوئی۔

اگر اس کے بعد بھی تم یہاں سے جانا چاہتے ہو تو میں کون ہوں میں تمہیں زبردستی روکنے والی دروازہ کھلا ہے تم جا سکتے ہو مگر ایک وعدہ کرنا ہو گا میرے ساتھ کہ تم چوری کبھی نہیں کرو گے اس کے بعد اور



اتنا بھی ضرور یاد رکھنا ستیش کہ میں نے تم سے بے حد پریم کیا ہے تم نے یہاں جتنے دن بھی گزارے اس میں میں نے پریم کی منزلیں طے کر لیں ہیں میں پیچھے مڑ کر دیکھنا بھی گوارہ نہیں کر سکتی۔ اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی اور روتے ہوئے کمرے سے چلی گئی دروازہ کھلا چھوڑ کر ستیش کے دل پر سے بدگمانی کے بادل چھٹ گئے تھے مگر پھر بھی کھلے دروازے کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو گیا وہ اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھ گیا اور کمرے سے نکل کر تار یک راہ راہری میں گم ہو گیا۔

صبح ہوئی تو شیخ دھڑکتے دل کے ساتھ ستیش کے کمرے میں آئی اور اسے کمرے میں نہ پا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ وہ جا چکا تھا میری دل کی دنیا ویران کر کے واقعی ڈاکو تھا وہ میرا دل لوٹ کر لے گیا میرا سکھ چین سب کچھ لوٹ کر لے گیا۔ ظالم ڈاکو۔ وہ بہت دیر تک روتی رہی پھر وہاں سے نکل کر داداجی کے کمرے میں آئی آنسو پونچھ ڈالے تھے اس نے داداجی نے دروازہ کھول دیا اور شیخ کی سوچی ہوئی آنکھیں دیکھ کر پریشان ہو گئے۔

یہ کیا بیٹا تم روئی ہو۔ داداجی نے اس کی سوچی ہوئی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔  
داداجی وہ چلا گیا ہے۔ اس نے تڑپ کر کہا۔

ذکر مت کرنا اس کا میرے سامنے دفع کر دے اور جاؤ ناشتہ تیار کر دو داداجی نے سخت لہجے میں کہا تو شیخ کو اور تکلیف ہوئی اور وہ خاموشی سے کچن کی طرف آ رہی تھی داداجی بھی میری حالت سمجھنا نہیں چاہتے یہ نہیں کیا ہو گیا ہے انہیں بھی وہ خفگی سے سوچتے ہوئے کچن میں آگئی مگر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ دنگ سی رہ گئی اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ سامنے ستیش کھڑا تھا۔

تم۔۔۔ تم وہ تو جیسے خواب دیکھ رہی تھی اس لیے بے یقینی سے انداز میں ایک لفظ۔۔۔ تم۔۔۔ ہی منہ سے نکال پائی تھی۔ مگر اس ایک لفظ کے پیچھے بہت سے سوالات تھے ستیش ہنس دیا۔

جیسی ناشتہ تیار ہے بس آپ کے لیے انڈا بنانا باقی ہے بتائے انڈے فرانی کھالیں گی یا باف فرانی یا پھر اپ کے لیے آلیٹ بنا دوں۔ وہ ایسے انداز میں پوچھ رہا تھا جیسے کچھ ہوا نہیں تھا۔

اوہ ستیش میں سمجھ رہی تھی کہ تم چلے گئے ہو مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ تم۔۔۔ یہ واقعی تم ہو۔ وہ اب بھی بے یقینی کا شکار تھی تو ستیش دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اس کے سامنے آ گیا۔

اگر یقین نہیں آتا تو چھو کر دیکھو تو تمہارا ہاتھ ہوا کی طرح میرے جسم سے آ پار نہیں ہوگا کیونکہ میں کوئی روح نہیں ہوتی ہی ہوں۔ اس نے شیخ کی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔

نہیں میں تو سمجھ رہی تھی کہ تم چلے گئے ہو میں کیوں جاؤں گا تمہاری حقیقت جان کر رات کو جب مجھے یقین ہو گیا کہ میں غلطی پر ہوں تو سب سے پہلے تو میں داداجی کے کمرے میں گیا ان سے معافی مانگی اور انہوں نے معاف بھی کر دیا اس کے بعد کچھ دیر تو کمرے میں بیٹھ کر سوچتا رہا کہ میرے پاس تو اب بھی موقع ہے کیوں نہ بھاگ جاؤں یہاں سے مگر پھر سوچا کہ یہاں ایک قاتل حینہ موجود ہے جو حسن کی دیوی ہے اور میرے لیے سونے پر ہساک یہ کہ وہ مجھ سے پریم بھی بہت کرتی ہے تو پھر میں کیوں جاؤں اتنی حسین چھوری کو چھوڑ کر اس نے شرارت سے شیخ کی آنکھوں میں جھانک کر کہا تو اس نے مسکرا کر نظریں نیچی کر لیں۔ صبح ہونے میں کچھ ہی دیر باقی تھی صبح ہوئی تو میں نے پہلا کام یہی کیا کہ داداجی کو جگایا جائے ان

کو جگانے کے بعد میں نے انہیں سمجھا دیا کہ شیخ سے میری یہاں موجودگی کا بالکل بھی نہ کہیے گا وہ میری بات مان گئے تھے اور پھر میں کچن میں آ گیا اور ناشتہ بنانے لگا ستیش نے مدعا سنایا۔ تو شیخ مارے خوشی کے جو پہلے ہی غم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اب رو دی۔ شکر یہ ستیش کہ تم رک گئے۔  
اچھا اب رونے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ میں چلا جاؤنگا یہاں سے چلو آنسو پونچھ ڈالو ستیش نے کہا تو شیخ نے آنسو صاف کر دیئے۔

ویسے بڑے تیز ہوتم داداجی کو اتنی جلدی رام کر لیا داداجی بھی تمہاری چال میں آگئے یعنی تمہارے ساتھ مل گئے میں دیکھ لوں گی انہیں۔

دیکھ لو بھی ہم خود ہی چل کر آگئے ہیں داداجی نے کچن میں آتے ہوئے کہا۔ تو شیخ لاڈ سے ان کے سینے سے لگ گئی۔

داداجی آپ بھی اس کے ساتھ مل گئے جس کا پتہ نہیں چل رہا تھا کہ پہلے چور تھا یا کسی ہوٹل میں کوک۔ شیخ نے لاڈ سے کہا۔

کوئی بات نہیں بیٹا ہم نے تو یہ شرارت تمہیں سر پرانہ دھینے کے لیے کی تھی داداجی نے وضاحت کی

ویسے میرا تو اپنا یہ خیال ہے کہ میں کوک بن جاؤں کیونکہ چوری تو میں نے چھوڑ دی ہے ستیش نے کہا اور تینوں ہنس دیئے۔

اچھا بیٹا تم دونوں ناشتہ تیار کر کے لے آؤ میں آفس جانے کے لیے تیار ہونے جا رہا ہوں داداجی کچن سے جانے لگے۔

داداجی میں آج نہیں جاؤں گی آفس۔ شیخ کے بتانے پر داداجی نے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا آنکھوں میں سوال موجود تھا دراصل آج میں پورا دن ستیش پر نظر رکھنا چاہتی ہوں کہ یہ کہیں بھاگ نہ جائے ہماری غیر موجودگی میں اس کی آنکھوں میں ستیش کے لیے پیار ہی پیار تھا داداجی نے اثبات میں سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے کچن سے نکل گئے۔

زیادہ شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے محترمہ آپ کو کیونکہ اب ہمارے پیروں میں بھی آپ کے پریم کی میٹریاں پڑ گئی ہیں ستیش نے پیار سے کہا تو شیخ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔

کیا کہا تم نے۔۔۔ پھر سے کہنا۔ وہ دوبارہ سننا چاہتی تھی۔

اوہو چھوڑو بار یہ بتاؤ تمہیں انڈا کیسا پسند ہے کس طرح بنا کر دوں ستیش نے بات ٹال کر پوچھا۔

میں ہاف فرانی کھاتی ہوں اور خود اپنے ہاتھ کا بنا کھاتی ہوں تم جیسے باورچی چور کے ہاتھ کا انڈا میں نہیں کھاؤں گی اس نے شرارت سے کہا۔

کیا کہا۔۔۔ تو ٹھیک ہے اب میں تمہارے لیے ضرور انڈا بناؤں گا تا کہ تم اے صرف دیکھتی رہو کھانا سکواس نے بھی مصنوعی غصے سے فرانی پن دوبارہ چولہے پر دیکھا پہلے ایک مرتبہ فرانی پن استعمال کر کے مائند پر رکھ چکا تھا شیخ ہستی ہوئی اسے دیکھتی رہ گئی۔

ناشتہ کرنے کے بعد داداجی آفس چلے گئے تو شیخ اور ستیش کو باتیں کرنے کا موقع مل گیا آج ستیش



کی وجہ سے وہ آفس نہیں گئی تھی شمع نے ستیش کو اپنا پورا بنگلہ دکھایا ستیش جو بنگلے سے خوفزدہ و بدمقام تھا اب اس بنگلے سے پریم کر کے لگا کر اسے یہ بنگلہ برائیں لگ رہا تھا اب دونوں اب نی وی لاؤنچ میں بیٹھے چائے پی رہے تھے اور نی وی بھی دیکھا جا رہا تھا۔  
شم نے پورن ماشی کی رات مجھے کوئی سرپرائز دینا تھا پھر دیا بھی نہیں کیا تھا وہ سرپرائز ستیش نے نی وی کی آواز آہستہ کرے ہوئے کہا۔

وہ سرپرائز تو اب بھی سرپرائز ہی ہے۔ جواب میں تمہیں اماؤس کی رات دوں گی شمع نے معنی خیز انداز میں کہا کیا مطلب یعنی اب میرے مارنے کا پلین اماؤس کی رات کا بن گیا ستیش نے شرارت سے کہا۔

ہاں یونہی سمجھ لو۔ شمع نے اور دونوں ہنس دیئے ستیش تم مجھے چھوڑ کر جاؤ گے تو نہیں شمع کے دل میں یہ دھڑکا ابھی تک موجود تھا۔

نہیں اب تو میں چاہ کر بھی یہاں سے نہیں جاسکتا اور اس کی ایک نہیں تین وجوہات ہیں اس نے مسکرا کر کہا معنی خیزی اس کے لہجے میں بھی موجودگی۔

کیا۔ شمع نے حیرت سے پوچھا۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جس گینگ کو میں چھوڑ کر آیا ہوں ان کے ساتھ میرا جھگڑا ہوا تھا اور میں نے ان میں سے ایک ڈاکو کی ہتھیابھی کی تھی پھر بھاگ کر آیا تھا اب کالیا ڈاکو اور اس کے ساتھی پورے شہر میں مجھے کتوں کی طرح تلاش کر رہے ہوں گے۔ اس رات بھی وہ مرے پیچھے تھے میں خود کو بچانے اور یہاں سے چوری کرنے کی غرض سے ہی اس بنگلے میں کودا تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ تم مجھ سے پریم کرتی ہو اور خود مجھے یہاں رکھنا چاہتی ہو اور تیسری وجہ یہ ہے کہ میں خود بھی یہی رہنا چاہتا ہوں اگر یہاں سے چلا جاؤں گا تو اپنے گھر بھی نہیں جاسکتا اور یہاں پر رہنے کی وجہ بھی تم ہی ہو شمع کیونکہ جب سے میرے دل سے تمہارے لیے بدگمانی ختم ہوئی ہے تب سے مجھے بھی تم سے پریم ہو گیا ہے ستیش کی اس طرح انکشاف پر شمع کا دل دھک سے رہ گیا۔ خوشی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مارے خوشی کے اس سے وہاں بیٹھنا نہ گیا۔ اس کی کیفیت عجیب سی ہو رہی تھی ہنسی بھی آ رہی تھی اور رونا بھی آ رہا تھا اس عجیب سی کیفیت کے ساتھ وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی۔

ارے کو۔ ستیش نے مسکراتے ہوئے پیار سے اسے روکنا چاہا مگر وہ نہ رکی تھوڑی دیر بعد ستیش اس کے کمرے میں گیا وہ بیڈ پر نظریں جھکا کر بیٹھی تھی۔ تم تو بہت بہادر بنتی تھی اور اب شرم کر یہاں آ گئی۔ ستیش نے مسکرا کر کہا۔ تو اس نے نظریں اٹھا کر ستیش کی طرف دیکھا ارے تم روئی ہو ستیش نے اس کی سوچھی ہوئی آنکھیں دیکھ کر فکر مندی سے کہا۔

ہاں۔ مگر خوشی سے غمی سے نہیں۔ خیر تم جھوڑوان سب باتوں کو تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ تم ڈاکو کیسے بنے کیونکہ کوئی بھی جرائم پیشہ انسان پیدا انکی جرائم پیشہ نہیں ہوتا ہے اور تمہاری گفتگو سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یقیناً تم ایک وقت میں نہایت شب رہے ہو گے اور اخلاقیات سے بھی تمہارا گہرا تعلق رہا ہوگا شمع نے کہا تو ستیش نے اسے سناٹنی نظروں سے دیکھا۔

تمہارے انداز سے بالکل درست ہیں شمع واقعی ایک وقت تھا کہ میں بہت شریف انسان تھا اور

اخلاقیات بھی میرے اندر موجود تھی دراصل میرے جو ماتا پتا تھے انہوں نے پسند کا دیواہ کیا تھا اور ستیش نے اسے اپنے بارے میں بچپن سے لے کر جوانی تک کی ساری کہانی سنا دی پھر جب میں نے ایف ایس سی کیا تو شروع شروع میں تم میں بہت ہی نروس رہا اپنے کام سے کام رکھتا تھا آندراؤ کبیر ہمارے کلاس کے سب سے اخلاقی لڑکے کہتے تھے جبکہ میرے خیال میں تقریباً سب لڑکے اپنی ہی بات سے سمجھ نہ تھے کیونکہ بیٹھے بیٹھے سب ان سب کی برائیاں کرتے تھے اور وہ دونوں رئیس زادے تھے اس لیے ان میں اکثر بھی زیادہ تھی وہ دونوں ہر کسی پر دھڑکے سے ہنستے تھے ٹیچرز میں ان کے برے القاب کے زو میں آ جھکے تھے۔ وہ پروفیسر راکیش جس کی داڑھی مونچھیں نہ تھیں یعنی کلین شیو کرتا تھا کو کنواری کہتے تھے پروفیسر دیو جو کہ لہبا تھا کو صحرائی اونٹ پروفیسر راجپور کو جو کہ نائے قد کا تھا کو گول گیا کہتے تھے دیگر ٹیچرز کے برے نام مجھے ٹھیک طرح سے یاد نہیں۔ ایک دوسرے کو بھی نہیں بخشتا تھا انہوں نے کبیر آند کو ٹینڈا کہتا تھا اور واقعی یہ تھا بھی ٹھکنے قد کا مونسا لڑکا اور کبھی کبھی بند گوبھی بھی کہہ دیتا اور آند کو ہنڈی کہتا یا پھر حسینہ کی انگلی کہتا واقعی یہ تھا بھی دہلا پٹلا مگر پھر تیل لڑکا۔ ٹیچرز شروع شروع میں اے روز دونوں کو بے عزت کر کے کمرے سے نکال دیتے تھے مگر وہ دونوں بے عزتی پر دھڑکتے تھے ان پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا تھا مگر جب انہیں بھی پتہ چلا کہ یہ امیر باپ کے بگڑی ہوئی اولاد ہے اور ان کے والدین کا اثر و رسوخ دیکھ کر وہ بھی ان کو بے عزت کر کے کلاس سے نکالنے سے ڈرتے تھے وہ جب بھی کسی لڑکے پر ہنستے تو مجھے بے تحاشہ غصہ آ جاتا مگر ضبط کر جاتا وہ کسی بھی لڑکے پر ایسا برائنام رکھنے جس پر رکھا جاتا اس پر ایسے چتا جیسے اس کے لیے بنا ہو کلاس کا ایک لڑکا ایسا بھی تھا جس پر وہ خوب ہنستے تھے مگر وہ خاموش رہا کرتا تھا ایک دن تو حد ہو گئی تھی مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں اپنی کلاس میں گیا تو وہ دونوں پر کسی پر باری باری ہنس رہے تھے بعض لڑکے غصے سے لال پیلے ہو جاتے تھے اور بعض اپنے آپ پر خود ہنسنے لگ جاتے تھے جس لڑکے پر وہ سب سے زیادہ ہنستے تھے اس کا نام پرساد تھا بے شکل و صورت کے لحاظ سے ذرا بھی خوبصورت نہ تھا دہلا پٹلا لاغر سا کالے رنگ کا لڑکا تھا وہ جو ہر وقت چشمہ پہنے رہتا تھا۔ نظر کا مگر اس کی باتیں بڑی زبردست تھیں وہ بے حد عقلمند تھا اس لیے بڑھائی میں سب سے آگے تھا۔ اور کبیر اور آند بڑھائی میں زیر و تھے اور ظاہر ہے ایسے شیطانی ذہن رکھنے والے لڑکے کبھی بڑھائی میں اچھے نہیں ہو سکتے جو اپنے ٹیچرز کا بھی احترام کرنا نہیں جانتے تھے اور ہر کسی پر ایسے ایسے برے نام رکھتے تھے کہ یہ زبان کی ریس تو ان سے کوئی بھی جیت نہیں سکتا تھا خیر انہوں نے کلاس کا ماحول بعض لڑکوں کے لیے خوشگوار اور بعض کے لیے ناخوشگوار بنایا ہوا تھا وہ سب بر باری باری ہنس رہے تھے ابھی میری باری نہیں آئی تھی کہ اتنے میں پرساد آ گیا اسے دیکھ کر دونوں نے طنز یہ انداز میں تہقیر لگائے یہ نہیں کیوں نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے ہنسی آ گئی۔

کیا بات ہے بھی پرساد آ گیا۔ آند نے کبیر کو ہلا کر کہا تھا۔

ہاں لاؤ پہلے مجھے کھلاؤ۔ کبیر نے اس انداز میں کہا کہ پوری کلاس ہنس دی۔ مگر مجھے اچھا نہ لگا تھا۔

آج تو پڑا فریض ہے گاڑی کا انجن۔ آند نے کہا۔

نہیں یار مجھے تو یہ گاڑی کا انجن نہیں بڈیوں کا ڈھانچہ دکھائی دے رہا تھا ویسے آج بالوں میں خوب تیل ل کر آیا ہے سالے کے بال بڑے چمک رہے ہیں اوپر سادہ نمستے۔۔ کبیر نے ہاتھ جوڑ کر کھتی کسی تو پورا کلاس ہنسنے لگے کچھ تہقیر لگانے لگا پرساد اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس وقت مجھے پرساد کی ایک بات

موت کی منزل

خون کا لالچسٹ

41

موت کی منزل

خون کا لالچسٹ

40

موت کی منزل

خون کا لالچسٹ

40

موت کی منزل

خون کا لالچسٹ



یاد آنے لگی وہ اکثر کہا کرتا تھا ہم اپنے ہی دوستوں کے عیبوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور جب کسی دوست کا عیب ہمارے ہاتھ لگ جاتا ہے تو اس کی کمزوری کو اس کی ناک کا ٹیکل بنا دیتے ہیں۔ اور کہتے اسے دوست ہے یہ کیسی عجیب سی بات ہے اس طرح کی پیاری پیاری اور با مقصد باتیں کرتا تھا وہ۔

ارے نہیں یار اس کے بال اتنے نہیں چمک رہے جتنے اس کے دانت چمک رہے ہیں لگتا ہے دانتوں کو خوب مانجھ کر آیا ہے اور ہڈیاں دیکھو کالا رنگ کیسے بیٹنگ کی طرح جگمگا رہا ہے لگتا ہے ہڈیاں بھی بالٹ کر کے آیا ہے اور پراسا داتا جی کیسی ہیں۔ آئندہ نے زور سے کہا تو سب پھر سے ہنس دیے ارے نہیں کالا بیٹنگ نہیں کالا جان دکھائی دے رہا ہے وہ دونوں اس پر طرح طرح کے برے نام دے رہے تھے

میں دیکھ رہا تھا کہ پراسا د کے چہرے پر غصے کے گہرے سائے دکھائی دے رہے تھے حالانکہ پہلے وہ برداشت کرتا تھا مگر آج انہوں نے ماتانی کیسی ہیں جیسے جملے کو اپنے چھچھور پن میں پوچھ کر پراسا د کو غصے کے اتھاہ کنویں میں پھینک دیا تھا نہیں یار مجھے تو یہ ہڈیوں کا پنجرہ نہیں بلکہ کوئی شکاری کتا۔

بکواس بند کرو تم دونوں اپنی خردار جو اس سے آگے ایک بھی لفظ بھی کہا۔ میں تم دونوں کی بکواس برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ انتہائی غصے کی حالت میں اپنا دفاع کر رہا تھا جبکہ پورے کلاس کو جیسے سانپ سونگ گیا تھا سب کی نظر پراسا د پر تھی جو آج آتش فشاں بنا ہوا تھا میں بھی اپنے غصے پر ضبط نہیں کر پا رہا تھا اس لیے میری بھی زبان پھٹ چکی تھی۔ میں چیخا

ہاں یار برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے آج تو تم دونوں نے ہر حد پھلانگ دی تم دونوں تو اس کی ماتانی تک پہنچ گئے آخر کوئی بھی اپنی ماتا کے بارے میں ایسا چھچھورے پن والے انداز میں کچھ بھی سننا پسند نہیں کرے گا۔ اور ابے چپ کر سالتے تو نے شکل دیکھی ہے اپنی بالکل استری جیسی شکل ہے تیری۔ بڑا آیا ہمیں نصیحتیں کرنے والا ناگ دیکھ ذرا اپنی وہ دونوں نجائے مجھے کیا کچھ سنائے جارہے تھے اس وقت اور میں نظر جھکا کر ادھر ادھر دوڑا رہا تھا شاید سر چھپانے کے لیے کوئی مناسب جگہ ڈھونڈ رہا تھا اور ساتھ میں سوچے جارہا تھا کہ ایسے لڑکوں کو اخلاقی لڑکے کہا جاسکتا ہے اگر میں تو پھر ایسے لڑکوں کی کلاس میں عزت کیوں ہوتی ہے میں تو اس وقت اپنے آپ کو کون سے بھی دے رہا تھا کہ پراسا د کی سائیڈ کیوں لی حالانکہ آج وہ اپنا دفاع خود کر رہا تھا مگر میں نے بھی اس کی بلا اپنے سر لے لی تھی اس دن ہمارے درمیان جھگڑا ہوتا ہوتا تھا بات بات پانی تک پہنچ جاتی اگر کلاس کے بانی لڑکوں نے معاملہ ٹھنڈا نہ کرایا ہوتا اس دن کے بعد سے میری ان سے کوئی بات نہ ہوتی تھی مگر جب میں سیکنڈ ایئر میں آیا تو میری کبیر اور آئندہ نے دوستی ہو گئی جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی مجھ پر آہستہ آہستہ انکشاف ہوا کہ یہ دونوں چوریاں کرتے ہیں اصل انکشاف تو تب ہوا جب وہ دونوں مجھے نوکری دلوانے کے بہانے کا لیاڈا کو کے پاس لے گئے یہ دونوں پہلے ہی اس کے چیلے تھے میں بہت گھبرا گیا تھا مگر کالیا نے جب مجھے سبز باغ دکھائے پیسوں کی گڈی دی اور تعلیم کے خلاف لیکچر دیا تو لالچ میں آکر میں نے بھی اپنی شرافت بالائے طاق رکھ لی اور ان کے ساتھ مل گیا ماتانی کو جب میرے کرتوتوں کا پتہ چلا تو انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا پانچ سال میں کالیا ڈاکو کے ساتھ رہا مگر جب ہم تین دوستوں میں آئندہ اور کبیر نے اس کے لیے بچے اغوا کئے اور ڈاکو بھی ڈال کر لوٹ کا مال لائے تو انہوں نے ہمیں ہمارا حصہ یہ کہہ کر نہیں دیا کہ جو بچے ہم اغوا کر کے لائے ہیں ان میں سے ایک کم ہے حالانکہ اس نے جتنے بچے اغوا کرنے کا کہا تھا ہم نے اتنے ہی بچے اغوا کیے

تھے مگر اس کی نیت میں کھوٹ آ گیا تھا اس رات ہم تینوں نے اپنا حصہ لینے کے لیے اس سے جھڑا کیا تو اس نے اسی وقت کبیر اور آئندہ کی ہتھیار کردی میں بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر وہاں سے نکلا تھا انہوں نے میرا پیچھا کیا تھا اور ایک چالاک ڈاکو اکیلے ہی میرے سامنے آیا تھا۔ اور میں نے بھی گولی مارنے میں بائیم ضائع نہیں کیا تھا بھاگتے بھاگتے میں تمہارے شمع سے محلے میں آ گیا اور جان بچانے اور چوری کرنے کی غرض سے تمہارے بنگلے میں کود پڑا ڈاکوؤں نے تو میری جان بچ گئی تھی مگر مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہاں ایک قاتل حینہ کے چنگل میں بری طرح سے پھنس جاؤں گا اس نے اپنی پوری کہانی سنانے کے بعد شمع کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور شمع کب سے ہمدن گوش تھی۔

اودہ میں تو تمہاری کہانی میں کھوئی تھی چلو شکر ہے کہ تم یہاں آ گئے ورنہ اگر پولیس کے گھر میں کود جاتے یا کسی اور بد معاش کے گھر میں کودتے تو تمہارا انجام پھر بھی برا ہی ہوتا تھا یہ قاتل حینہ تو خود تم پر مرمی ہے شمع نے بھی پیار سے کہا۔

ہاں یہ تو ہے ستیش نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔

تمہاری کہانی سن کر مجھے تمہاری ماتا اور بہنوں سے ملنے کا اشتیاق ہو گیا ہے تم مجھے پتہ بتاؤ کسی دن چلوں گی میں ان سے ملنے شمع کی بات پر ستیش نے سر دھابھری۔

کوئی فائدہ نہیں میں کئی چکر لگا چکا ہوں اپنے گھر کے گرد بہت پتہ ہر چھوڑ کر جا چکے ہیں وہاں کوئی فائدہ ہر بار دروازے پر تالا لگا دیکھ کر آخر کار میں نے مایوس ہو کر وہاں جانا ہی چھوڑ دیا تھا اس نے افسردگی سے کہا تو کچھ پتہ ہے وہ کہاں چلے گئے ہیں۔

کچھ پتہ نہیں اس نے افسردگی سے کہا۔

کوئی بات نہیں میرا دل کہتا ہے کہ تم لوگ ایک نہ ایک دن ضرور ملو گے۔ شمع نے دلاسا دیا اچھا چلو چھوڑو ان سب باتوں کو آجین میں جا کر کچھ بناتے ہیں اچھا شمع نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

اوکے۔ ستیش نے کہا اور دونوں کچن میں چلے گئے کھانا کھانے کے بعد دونوں پھر باتوں میں گم ہو گئے دن گزرتے گئے اور دونوں کا پریم پروان چڑھتا رہا۔ ستیش کی خاطر شمع بھی اپنے ہی گھر میں بند ہو کر رہ گئی تھی کیونکہ آفس تو وہ جانیں رہی تھی اور ستیش کے ساتھ کہیں باہر نہیں جاسکتی تھی مگر دونوں پھر بھی بے حد خوش تھے دونوں کے درمیان ایک پاکیزہ رشتہ موجود تھا جسے محبت کہتے ہیں۔

سشمانے سات راتوں کا چلہ بکھل کر لیا تھا یہ سات راتیں تو اس پر ویسے بھی بھاری تھیں دن میں بھی وہ خوب تھک جاتی تھی کیونکہ دونوں کی نیندیں تو طے کی نذر ہو رہی تھیں جن میں وہ خوب ڈرتی بھی تھی مگر وہ ڈھینٹ بنی رہی تھی چلے پورا ہوتے ہی اس نے محسوس کیا تھا کہ اس کے اندر ٹھکٹیاں آگئی تھیں جسے وہ ابھی تک محسوس کر رہی تھی گھر کا کام کرتے ہوئے جب گھر کے کام سے فارغ ہوتی تو پورا رات کھانا کھانے کے بعد آگئی سارا دن وہ خاموشی سے کام کرتی رہی ہر روز کی طرح آج بھی میکھانے اپنے لیے زہر میں ڈوبے نے لڑائی کے جملے سن رہی تھی مگر آج شمشا پرسکون سی ساری جملے سن رہی تھی کیونکہ اس کے دل میں امید کی کرن موجود تھی اسے تو آج موقع چاہے تھا آج وہ پورا پلن بنا کر آئی تھی جسے کچھ حد تک عملی جامعہ پہننا چکی تھی کیونکہ پورا رات جیس آتے ہی سشمانے سب سے پہلا کام پورا رات کھانا کے بیڈروم کی صفائی کرنا تھا وہ







میرا انتخاب بھی تو غلط نہیں ہے تم بھی تو واقعی آدم خور حسینہ ہو جو کسی کا بھی دل نکال کر کھلا جائے۔  
تیش نے بھی شرارت سے کہا تو اب شیخ کا منہ بن گیا تو تیش قبضہ مارے بغیر نہ رہ سکا۔  
اچھا سوری سوری میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں جس پر تمہارا منہ بن گیا میرے کہنے کا مطلب تو  
کہ تم واقعی سارہ ہو جو کسی پر بھی اپنے حسن کا سحر چھوڑ کر اپنا دیوانہ بنا لے جس طرح مجھے اپنا دیوانہ کر دے  
ہے تیش نے بیون بدلی تو شیخ بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔

آج پھر سشما میکھنا کے ساتھ کل والا کھیل کھیلنا چاہتی تھی مگر آج اسے موقع ہی نہیں مل رہا تھا میکھ  
نے کئی بار آئے میں دیکھا تھا اپنا وہم دور کرنے کے لیے مگر آج بھی وہ سشما کو زچ کرنے سے باز نہیں  
آ رہی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سشما کو دھکے دے کر یوراج پیلس سے نکال دے وہ سشما  
خوب تنگ کر کے یوراج پیلس سے نکالنا چاہتی تھی مگر ایسا ہو کر نہیں دے رہا تھا اس لیے اس نے من ہی کر  
میں فیصلہ بھی کر لیا تھا کہ کسی بھی وقت وہ سشما کو نکال باہر کرے گی۔ شام ہوتے ہی وہ جب شاور لینے  
تو سشما بھی چپکے سے اس کے کمرے میں آگئی اور پھر اپنے چلے کا دروازہ کھڑک آئینے پر چھونکا تو آئینے  
رنگ آج بھی زرد پڑھ گیا جس کا مطلب تھا وہ نے اپنا کام کر دکھایا اچانک میکھنا واش روم سے باہر  
آگئی۔ سشما گھبرا گئی صفائی کرنے کا کہہ اس کے ہاتھ میں تھا وہ جلدی سے اس کے ساتھ پڑے صوفے کو صاف  
کرنے لگی سشما کو اپنے کمرے میں اس وقت دیکھ کر میکھنا شیخ پا ہو گئی۔

تم۔۔۔ تم۔۔۔ میرے کمرے میں بغیر اجازت کے اور اس وقت کیسے داخل ہو گئی وہ دھمازی۔  
وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ میڈم صاحبہ دراصل آپ واش روم میں تھی اور میں یہ صوفہ صاف کرنا بھول گئی تھی آپ  
کے کمرے کا دروازہ بھی کھلا تھا تو بغیر اجازت ہی آگئی سشما نے نہایت معصومیت سے جواب دیا۔  
تو یہ کمرہ صاف کرنے کا وقت ہے صفائی تو پہلے کر تکی ہو تم جاہل۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔  
میرا بیڈ روم ہے۔ میکھنا کا بیڈ روم تمہاری جھونپڑی نہیں کہ جس وقت جا ہے منہ اٹھانی چلی آؤ میں تمہیں  
ابھی اور اسی وقت نوکری سے نکال رہی ہوں دفع ہو جاؤ یہاں سے اگر نہ گئی تو دھکے مار مار کر گھر سے باہر  
نکال دوں گی تمہیں اس نے سشما کو دھکا دے کر کمرے سے نکال دیا۔ تو وہ بھی معنی خیز مسکراہٹ  
ساتھ باہر نکل آئی یوراج پیلس سے باہر آکر وہ یوراج کھنا کا انتظار کرنے لگی آج بھی میں تمہیں یوراج  
کھنا کے ساتھ باہر جانے نہیں دوں گی تک چڑی مغرور میکھنا بلکہ آج تو میرا پلین ہے اس کے ساتھ باہر  
جانے کا اس نے کہا اور ایک انجانی سی خوشی اس کے دل میں پیدا ہو گئی۔

ذرا سی دیر کے بعد ہی میکھنا کے کمرے میں سے ایک بھیا تک چیخ سنائی دی تھی جس کا مطلب تھا  
وہ آئینے میں اپنا بھیا تک عکس دیکھ چکی تھی یوراج کھنا بھی اپنی لشکارے ماری لمبی گاڑی میں آ  
۔۔۔۔۔ سشما تم باہر کیوں کھڑی ہو کیا ہوا ہے کافی گھبرائی ہوئی ہو یوراج کھنا نے گاڑی کا شیشا  
اتارتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ میکھنا بی بی کو آج پھر کچھ ہو گیا ہے اور میں باہر اس لیے کھڑی ہوں کہ تاکہ آپ آئیں  
آپ کو سب کچھ بتا سکوں تاکہ آپ کسی ڈاکٹر کا بندوبست کر لیں۔ اس نے گھبرائے ہوئے انداز  
اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

اچھا۔۔۔ وہ پریشان ہو گیا۔ ہمارا ایک فیملی ڈاکٹر تو ہے میرے خیال میں ہمیں اسے ہی لے آنا چاہیے  
تم کہاں جا رہی ہو اس نے سشما سے پوچھا۔ میں گھر جا رہی ہوں دراصل میری چھوٹی سی غلطی پر میکھنا بی  
بی نے مجھے کام سے نکال دیا ہے مگر میرے دل میں پھر بھی ان کے لیے بے حد احترام ہے میں تو چاہوں گی  
کہ آپ کے ساتھ میں بھی چلی چلوں کیا آپ مجھے ساتھ لے جائیں گے میں تو میکھنا بی بی کے لیے جان  
بھی دے سکتی ہوں اس نے جذباتی پن کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

رکو میں ڈاکٹر شیکھر کو فون ہی کر دیتا ہوں اس نے جیب سے موبائل نکال کر کہا تو سشما کو بہت برا لگا  
اس نے منہ ہی منہ میں اپنا منتر شروع کیا اور موبائل کو غور سے دیکھنے لگی جیسے موبائل کو آنکھوں کے ذریعے  
سے اپنے طلسم میں لینا چاہ رہی ہو یوراج کھنا نے ڈاکٹر شیکھر کا نمبر ملایا تیل جا رہی تھی سشما نے درد تیز  
کر دیا بیلو شیکھر۔ یار۔۔۔ اچانک فون کٹ گیا۔

ارے رابطہ کٹ گیا۔ اس نے دوبارہ نمبر ملایا سشما معنی خیز انداز میں مسکرا دی فون دوبارہ ملا تو  
سشما نے دور سے ہی پھونک ماری موبائل پر جسے یوراج کھنا محسوس نہ کر سکا اور اس کا موبائل والا ہاتھ  
سشما کی طرف تھا اس لیے اس نے با آسانی بہت ہی طریقے سے پھونک ماری تھی اور ایک بر پھر رابطہ  
کٹ گیا اسے دل ہی دل میں اپنی کامیابی پر خوشی ہو رہی تھی۔

الگتا ہے نیٹ ورک کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ حالانکہ سنلنڈر بھی پورے آر ہے ہیں انہوں نے پریشانی سے  
موبائل کی طرف دیکھ کر کہا۔ ہمیں یہاں پر کھڑے رہ کر زیادہ وقت نہیں ضائع کرنا چاہیے ہوس بلکہ ہمیں  
ڈاکٹر شیکھر کو لینے جانا چاہیے کہیں میکھنا بی بی کی طبیعت اور خراب نہ ہو جائے۔

ہاں تم ٹھیک کہتی ہو چلو یوراج کھنا نے اس کی طرف دروازے کا لوک کھولتے ہوئے کہا تو اس کے  
دل میں خوشی نے انگڑائی لی خوشی خوشی وہ گاڑی میں بیٹھ گئی یوراج کھنا کے ساتھ والی سیٹ پر یہی وہ بیٹھ گئی  
تھی اور اپنی خوشی ذرا سا بھی ان پر ظاہر نہ ہونے دی۔ آج وہ اپنے محبوب کے ساتھ سفر تھی۔ یہی بات  
سارے رات سے سرشار کئے ہوئے بھی بہانہ کوئی بھی تھا مگر سفر تو پھر بھی اپنے محبوب کے ساتھ ہی  
کر رہی تھی اس کے خوش ہونے کے لیے یہی کافی تھا پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ڈاکٹر شیکھر کے  
کلینک پر موجود تھے سارے رات سے سشما بے اختیاری ہو کر انہیں دیکھتے ہی گئی تھی مگر جب بھی یوراج کھنا  
اسے دیکھتا تو وہ انجان بن جاتی کہ کہیں چوری پکڑی نہ جائے ڈاکٹر شیکھر کو اپنے ساتھ روانہ کر کے وہ  
اپنی تیزی سے واپس آر ہے تھے اس بار ڈاکٹر شیکھر یوراج کھنا کے ساتھ فرنٹ سیٹ بیٹھا ہوا تھا دونوں  
بائیں کر رہے تھے یوراج کھنا اور شیکھر دونوں دوست بھی تھے جبکہ سشما پیچھے بیٹھی ہوئی کنگلی باندھے  
یوراج کھنا کو دیکھے جا رہی تھی یوراج کھنا اور ڈاکٹر شیکھر کے ساتھ وہ بھی اندر آگئی ڈاکٹر شیکھر نے میکھنا  
کا چیک اپ کیا انجکشن لگایا اور کچھ دوائیاں لکھ کر دیں انہیں ذہنی دھچکا لگا ہے اس لیے بے ہوش ہوئی ہیں  
میں نے انجکشن لگا دیا ہے تھوڑی دیر بعد یہ ہوش میں آجائے گی چمتا کی کوئی بات نہیں ہے میں نے میڈیسن  
لکھ دیں ہیں یہ یاد سے لے آئیے گا۔ اس دوران سشما سب سے آنکھ پچا کر آئینے سے اپنا طلسم ہٹا دیا  
تھا وہ دونوں جانے لگے تو یوراج کھنا کو سشما کا بھی خیال آیا۔

آؤ سشما میں تمہیں بھی ڈراپ کر دوں۔ اس نے سشما سے کہا تو اس کے دل میں بہاری آگئی۔  
وہ خوش خوشی یوراج کھنا اور ڈاکٹر شیکھر کے ساتھ ہوئی۔ یوراج کھنا نے پہلے ڈاکٹر شیکھر کو اس کے کلینک



چھوڑا پھر سٹما کو بھی اس کے گھر سے قریب سٹاپ پر اتار کر چلا گیا۔ یوراج کھنا کی سنگت میں ہوئے آج کے لمحے اس کے لیے نہ بھولنے والے تھے بلکہ امر ہو گئے تھے جو اس نے آج یوراج کھنا کی سنگت میں گزارے تھے وہ یوراج کھنا کی سوچوں میں کم گھر کی طرف بڑھ گئی۔

رات بڑی سکون سے گزری تھی سٹما کی ذہ اب بھی بے حد خوش تھی کیونکہ آہستہ آہستہ اپنے پلیر میں کامیاب ہو رہی تھی وہ میکھنا کو پاگل بنا کر پاگل خانے بھیجنا چاہتی تھی یا پھر اسے نفسیاتی مرئیض بنا چاہتی تھی تاکہ یوراج کھنا اس سے تنگ آکر اسے چھوڑ دے گھر کا کام اس نے بڑی تیزی سے کیا کہ انسان جب خوش ہوتا ہے تو اسے کام اتنا اچھا لگتا ہے اب اسے یوراج پیس جانا تھا مگر اسے میکھنا کا کلر والا سلوک یاد آ رہا تھا کہ اس نے کس طرح سے اس کو ذلیل کیا تھا۔ اور گھر سے نکالا بھی تھا پھر اس سے یوراج کھنا کو گاڑی میں سب کچھ بتادی تھا اس نے سٹما سے کہہ دیا تھا کہ وہ میکھنا کو سمجھا دے گا۔ سٹما یہ سوچ کر یوراج پیس آگئی کہ یوراج کھنا نے میکھنا کو سمجھا دیا ہوگا۔ یوراج کھنا ابھی تک آفس نہیں گئے تھے سٹما نے اس کی وجہ سے رشما سے پوچھی تو اس نے بتایا کہ میکھنا بی بی ساری رات ڈرنی رہی تھی اور اب بھی وہ یوراج کھنا کو پریشان کئے ہوئی تھی کہ اس لیے وہ اس کی وجہ سے آفس نہیں جا پا رہے۔ شائد آج دیر سے جا میں گے اور رشما کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ یوراج کھنا اپنے کمرے سے نکلتے دکھائی دیے۔ اوکے ڈارلنگ میں جا رہا ہوں اور آج جلدی آ جاؤں گا ساتھ میں میکھ بھی تھی جس سے وہ مخاطب تھے میکھنا بڑی کزوری لگ رہی تھی چہرے کا رنگ زردی مائل تھا آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اور سرخ آنکھیں اس بات کی غمازی تھیں کہ وہ سوئی نہیں ہے سٹما نے اسے دیکھا تو دل ہی دل میں برا خوش ہوئی۔

اودہ میکھنا بی بی جی کیا بات ہے دیے تو بڑی بن ٹھن کر پورے گھر میں اترا اتر کر چلتی پھرتی تھی آن کیا ہو گیا ہے تمہیں آج تو بال تک نہیں بنائے تم نے تپتی بری لگ رہی ہو تم آج۔ کاش اتنی بری تم یوراج کھنا کو بھی لگو جتنی مجھے لگتی ہو مگر کوئی بات نہیں بہت جلد ایسا بھی ہو جائے گا۔ میرا دل کہتا ہے کہ میں اپنی منزل کے بہت ہی قریب آگئی ہوں میں اپنے پلین میں کامیاب ہوئی جا رہی ہوں بہت جلد اپنی منزل بھی پالوں گی وہ دل ہی دل میں میکھنا پر طنز کئے جا رہی تھی اسے دائمی اپنی منزل قریب آتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اس لیے دل ہی دل میں بہت خوش ہو رہی تھی مگر اسے شاید یہ نہیں پتہ تھا کہ۔

منزل کو قریب کرنا اتنا خوش نہ ہوا ہے فرایز۔۔۔۔۔ اکثر کشتیاں ڈوب جاتی ہیں منزل کے آس پاس میکھنا یوراج کھنا سے کوئی بات کر رہی تھی اچانک اس کی نظر سٹما پر پڑ گئی اس کی آنکھوں میں غم اور نفرت دور آئی تھی۔

تم۔۔۔ تم پھر آگئی۔ یہاں تمہیں تو میں نے نکال دیا تھا کام سے اور تم پھر حاضر ہو کتنی بے شرم لڑکی تم تمہیں بے عزت کر کے نکال دیا تھا میں نے اور تم اپنی بے غیرتی کے ساتھ دوبارہ واپس آگئی۔ وہ غم سے سٹما پر برس پڑی۔ سٹما کو اپنا آپ زمین پر گھڑتا ہوا محسوس ہوا کیونکہ میکھنا کے شور سے سب نوک چاکرا کھٹے ہو گئے تھے یوراج کھنا کے ماتا پتا بھی آ گئے تھے۔

میکھنا پلیر یا رکول یا رکول۔ اسے میں نے ہی کہا تھا آنے کا یوراج کھنا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

آپ نے کیوں کہا تھا اسے آنے کا جبکہ میں اسے نکال چکی تھی تمہیں پتہ ہے یہ منحوس ہے جیسے ہی اس کے منحوس قدم اس گھر میں پڑے ہیں یہاں کا سکھ چین سب کچھ ختم ہو کر رہ گیا ہے جس سے دور گرد میری نظروں سے مجھے اس سے خوف آنے لگا ہے۔ اسے سٹما پر رشک تھا کہ وہ اس پر کالا جادو کر رہی ہے۔ اور دوسری وجہ بھی تھی۔ کیا مجھے دوسری وجہ بھی بتانے کی ضرورت ہے۔

سنو لڑکی۔ دہج ہو جاؤ یہاں سے میں کہتی ہوں کہ آئندہ ہمیں اپنی شکل مت دکھانا ہم کوئی اور ماسی ڈھونڈ لیں گے اس نے چلا کر سٹما سے کہا تو سٹما نے امید بھری نظروں سے یوراج کھنا کی طرف دیکھا اس کے لیے تو وہ یہ سب برداشت کر رہی تھی۔ یوراج کھنا بھی اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں سمجھا رہا تھا کہ وہ چل جائے۔

اے تم تو بڑی ڈھیل لڑکی ہو جانے کا نام ہی نہیں لے رہی ہو لگتا ہے تمہارے پر یوراج میں بے عزتی نامی لفظ سے کوئی واقف نہیں ہے۔ تم ایسے نہیں مانو گی وہ طیش کے عالم میں سٹما کے قریب آئی اور سب کے سامنے دھکے مار مار کر یوراج کھنا پیس سے نکال باہر کیا وہ روتے ہوئے سڑک پر کھڑی تھی رشما ساتھ میں کچھ پیسے لیے اس کی طرف آئی اسے وہ پیسے دیئے جو اس کے مبینہ بھری بگاڑ تھی اسے تسلی دے کر اور ہمدردی کے چند بول بول کر وہ چلی گئی تھی سٹما کو اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا یعنی اس کے بعد وہ یوراج کھنا کو دیکھ نہ سکے گی یہ سوچ کر تو اس کا سر ہی چکرانے لگا اس کا پلین چوٹ ہو گیا تھا اسے اپنا آپ ناکامی کا شکار لگ رہا تھا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی کشتی واقعی میں منزل کے آس پاس ہی ڈوب گئی ہو۔ اس کے بعد کیا ہو گا یہ جاننے کے لیے موت کی منزل کی اگلی قسط ضرور پڑھے۔

ہمارے ہاں پرانے ڈائجسٹ اور کتابیں ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں۔  
مسٹری، اڈوینچر، دوشیزہ، پرانے ڈائجسٹ، نونہال، جگنو،  
خواتین، شعاع، کرن، پاکیزہ،  
آنچل، سچی کہانیاں، بچوں کی کہانیاں

**جواب عرض، خوفناک، ڈر**

نیز اور بہت ساری کتاب دستیاب ہیں۔

ایڈس: آصف بشار

دوکان نمبر 5 ذیشان پلازہ احاطہ شاہد ریاں اردو بازار لاہور  
0304.6200050 0315.7650471



## دھند کے یار

--- تحریر: ساحل دعا بخاری۔ بصیر پور۔ قسط نمبر ۱۔

یہ جنگل صدیوں سے چپ ہے اس کی حقیقت کو تو صرف اللہ ہی جانتا ہے مگر سننے میں آیا ہے کہ کسی جادوگر نے وہاں ایک عمل ایک خاموش عمل کیا تھا سے ایک مخصوص عرصے تک خاموش رہ کر دل ہی دل میں وہ عمل پڑھنا تھا اس کے بولنے سے چلہ ٹوٹ جاتا۔ وہ تقریباً کامیاب ہوئی چکا تھا کہ ایک چیتے نے اس پر حملہ کر دیا بے اختیار اس کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں تو پھر اس کے بعد جادوگر مر گیا اور اس جنگل کی ہر چیز گونگی ہو گئی اب وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ کوئی درندہ نہ ہی کوئی اور۔ بات کرتے کرتے اس کی نگاہ خلا میں اٹھی اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ سینے کی بائیں جانب رکھا اور لڑکھڑا کر زمین پر ڈھیر ہو گیا زور یب۔ زور یب وہ تشویش زدہ سا اسے جھنجھوڑنے لگا زور یب آنکھیں کھولو زور یب۔ وہ متحوش سا اس کی نبض ٹول رہا تھا معاسا کہت ہو گیا زور یب کی نبض ساکت ہو چکی تھی اس کی ڈری ڈری سی نظریں بدستور خلا میں بدستور گھور رہی تھیں وہ حلق سے آواز نکالے بغیر خاموشی سے مر چکا تھا ہاں وہ مر چکا تھا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

وہ بدستور تک تک دیدم دم نہ کشیدم۔ کی تفسیر بنا حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھا دھیرے دھیرے اس کے ساکت وجود میں جنش ہوئی وہ اٹھا اور شگاف میں اتر گیا اس نے جست لگائی تھی چند لمحوں بعد اس کے پاؤں پھر پٹی زمین کی سطح سے نکرائے وہ ذرا سا لڑکھڑایا تاہم فوراً سنبھل گیا اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ دونوں اطراف مختلف اشیاء کی دکانیں تھیں دکانداروں کی نگاہیں اس کے سر پر آتے جاتے لوگوں پر تھیں زہاد کی حیرت کی جوش سے ہر شے کا پتھر ہوتا تھا دکانیں دکانوں میں موجود اشیاء خواہ وہ سبزیاں تھیں یا پھل یا دیگر اشیاء ہر چیز پتھر کی تھی حتیٰ کہ دکاندار سے لے کر بازار میں چلتے پھرتے لوگ تک پتھر کے تھے ہاں بلاشبہ وہ پتھر کے ہی تھے اگرچہ وہ عام انسانوں کی طرح ہی چل پھر رہے تھے لیکن صاف عیاں

تھا کہ وہ گوشت پوست سے نہیں بنے تھے بلکہ پتھر سے تخلیق شدہ ہیں وہ میکائی انداز میں چلتا رہا اس کی نظریں سڑک کے اطراف بھٹک رہی تھی بازار میں اکا دکا لوگ چل رہے تھے وہ اسے چونک کر دیکھتے اور آگے بڑھ جاتے وہ چلتے چلتے ایک محل کے سامنے پہنچ گیا یہ وسیع و عریض محل بے حد خوبصورت تھا اس نے جانے کیا سوچ کر محل کے فراخ دروازے پر دستک دی اس کی نظریں درختوں کا جائزہ لے رہی تھیں پیڑ اور پتے بھی پتھر کے تھے قدرے توقف کے بعد اس نے دوبارہ دستک دی کوئی جواب نہ ملنے پر اس نے بھاری دروازہ دھکیلا دروازہ ایک چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا ایک چھوٹی سی پگڈنڈی تھی جو محل کے اندر جا رہی تھی پگڈنڈی کے اطراف رنگ برنگ کے پھولوں کی باز تھی بلکی سبز گھاس بھی آنکھوں کو بھلی لگ رہی تھی یہ پھول اور گھاس بھی





پھر کی ہی تھی وہ آگے بڑھتا چلا گیا صحن کی بائیں جانب ایک درخت تھا جس کے پتوں کے عقب سے پتھر پلا چاند جھانک رہا تھا صحن کے وسط میں ایک جھیل تھی اس کا شفاف پانی بھی پتھر کا ہی لگتا تھا جھیل میں چاند کا عکس واضح تھا جھیل کے بائیں کنارے پر ایک سیاہ پتھر کا ستون تھا جس کے سرے پر چستری آویزاں تھی زوہاد کو کہیں پڑھی ہوئی غزل یاد آنے لگی اسے لگا کہ اس غزل کا شاعر بھی یہاں آچکا ہے۔

پتھر کا وہ شہر بھی کیا تھا  
شہر کے نیچے شہر بسا تھا  
پیز بھی پتھر پھول بھی پتھر  
پتہ بھی پتہ پتھر کا تھا  
چاند بھی پتھر جھیل بھی پتھر  
پانی بھی پتھر لگتا تھا  
لوگ بھی سارے پتھر کے تھے  
رنگ ان کا پتھر جیسا تھا

باقی غزل کے اشعار اس کے ذہن سے محو ہو چکے تھے یہ غزل اس نے خوفناک میں پڑھی تھی اور اپنی نوعیت کی وجہ سے اسے یہ بہت پسند آئی تھی شاعر نے اگرچہ بے حس بے ضمیر احساس سے عاری لوگوں کو پتھر سے تشبیہ دی تھی تاہم وہ اس وقت واقعی ایسے ہی شہر میں موجود تھا اس کی نگاہ سیاہ پتھر کے ستون کے گرد لیٹے سنبھلے پتھر کے سانپ پر پڑی وہ تیزی سے بل لگتا جا رہا تھا اس کے ساتھ ہی اسے بانی اشعار بھی یاد آ گئے۔

کالے پتھر سے لپٹا تھا  
پتھر کی اندھی گلیوں میں  
تجے لیے پھرتا تھا  
گوئی وادیِ خونخوار تھی  
جب کوئی پتھر گرتا تھا  
سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی ایک

عجیب سا شور اسے بڑبڑا کر بھاگنے پر مجبور کر گیا وسیع و عریض محل کی بالائی منزل کی گھڑکی سے کوئی وجود تیزی سے نیچے آ رہا تھا نیچے گرتے ہی وہ کر بناک آواز میں چلانے لگا زوہاد بے ساختہ اس کی جانب لپکا۔ وہ کراہتے ہوئے کچھ بڑبڑا رہا تھا زوہاد کو صرف شاہ سنگریز کی سمجھ آئی تھی معاً اس کی گردن ایک جانب ڈھلک گئی وہ مر چکا تھا بھاری قدموں کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا اور مبہوت رہ گیا وہ نوجوان جس وجاہت کا مکمل شکا ہکا تھا کون ہو تم زوہاد کے لب پھڑپھڑائے

تم۔۔ اسے تم نے مارا ہے۔ اس کے تقاخر سے۔ شاہ سنگریز کہنے پر زوہاد کے اندر غصے کی ایک شدید لہر سراپت کر گئی۔

بلاشبہ اسے ہم نے مارا ہے کسی اور میں اتنی ہمت نہیں کہ شاہ سنگریز کی سلطنت میں بنا اجازت قدم بھی رکھ سکے۔ تم کون ہو اور اندر کیسے آئے۔ تقاخر سے بولتے بولتے وہ یکا یک چونکا۔

میں زوہاد ہوں رہی بات یہاں آنے کی تو میں تمہاری ہی طرح چل کر آیا ہوں زوہاد عام سے انداز میں بولا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئے بنا اجازت ہماری سلطنت اور خصوصاً ہمارے محل میں داخل ہونے کی وہ غصیلے لہجے میں بولا۔

میں نے کئی مرتبہ دستک دی تھی مگر کسی نے دروازہ نہیں کھولا تو میں نہ چاہتے ہوئے بھی اسے وضاحت دینا پڑی اور تم نے ابھی ہم سے صرف کھر درے لہجے میں بات کی بلکہ ہم سے سارے عمل کے متعلق جواب طلبی کی تھی۔

ابھی ہم سے معافی مانگو شاہ سنگریز کا لہجہ تحکم سے بھر پور تھا۔

معافی۔ زوہاد حیرت سے اچھلا۔ کس بات

کی معافی اگر بلا اجازت محل میں داخل ہونے کی وجہ سے کہہ رہے ہو تو میں بتا چکا ہوں کہ میں نے دستک دی تھی اور اگر اس کی وجہ سے کہہ رہے ہو تو تم نے ٹھیک ہی کہا مگر میں کسی کو اذیت میں دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا پھر بھی سوری اس نے لٹھ مار لہجے میں معذرت چاہی۔

او کے کیا یاد کرو گے جاؤ معاف کیا اس کا شاہانہ انداز زوہاد کو آگ لگا گیا۔ اس نے بمشکل خود پر ضبط کیا۔ شاہ مالا۔ شاہ سنگریز نے آواز دی فوراً ہی ایک نوعمر سا لڑکا موبوب انداز میں نمودار ہوا۔ شاہ سنگریز نے اسے عجیب سے انداز میں کچھ کہا شالا مالا نے چند لوگوں کو پکارا وہ ائے تو ان کے ہاتھ میں پتھر توڑنے کے اوزار تھے وہ آگے بڑھے اور اس شخص کے مردہ وجود کو گھسنے ہوئے لے جانے لگے جس نے تھوڑی دیر قبل دم توڑا تھا وہ محل کی عمارت کے عقب میں ادبھل ہو گئے شاہ سنگریز بھی اسی سمت بڑھا تو زوہاد بھی اس کے ہمراہ ہو لیا وہاں کا منظر تقریباً خیر تھا دیاں کوئی بڑے پتھر پڑے تھے جن کی سطح ہموار تھی جگہ جگہ کئی لوگ بندھے ہوئے تھے اس مردہ شخص کو انہوں نے ایک پتھر پر رکھا اور اس پر بھاری ضربیں لگانے لگے چند لمحوں میں وہاں سنگ چور تھا پھر وہ لوگ ایک اور آدمی کو اٹھالائے وہ عجیب سی زبان میں چلاتے ہوئے احتجاج کرتے ہوئے خود کو چھڑانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا انہوں نے اسے اسی پتھر نما چبوترے پر لٹا دیا وہ چار لوگ تھے اور ان چاروں نے اس کے ہاتھ پاؤں تقسیم کر لیے وہ اس کی کہنیوں اور گھٹنوں پر ضربیں لگانے لگے وہ کرب و اذیت سے چلا رہا تھا شاہ سنگریز کے لبوں پر خط اٹھانے والی مسکراہٹ تھی زوہاد مزید ضبط نہ کر سکا اور تیزی سے ان کی جانب لپکا

چھوڑ دو اسے۔ وہ کڑکتی ہوئی آواز میں بولا وہ یکثرت رک گئے اور سر اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھنے لگے پھر اپنے کام میں مگن ہو گئے اس شخص کی کہنیوں سے بازو اور گھٹنوں سے ٹانگیں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکی تھیں چلاتے چلاتے اس کا گلہ بیٹھ چکا تھا پھر وہ شدت تکلیف سے بے ہوش ہو گیا۔ انہوں نے اسے اٹھا کر بے دردی سے نیچے پٹا اور ایک اور بندش زدہ کی جانب بڑھنے لگے زوہاد کا ضبط انتہا کو پہنچ چکا تھا رسیوں میں جکڑا شخص بے ساختہ وایلا کرنے لگا وہ لوگ اسے اٹھانے لگے تھے جب زوہاد تیزی سے لپکا اس نے اس شخص کو ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا دیا جو اس بندش زدہ کو جھک کر اٹھا رہا تھا شاہ سنگریز کے اشارے پر وہ سب اس پر پل پڑے وہ اگرچہ تنہا تھا مگر پھر بھی اس کا پلڑا بھاری تھا چند منٹ میں وہ ان کی اچھی خاصی دھلائی کر چکا تھا شاہ سنگریز کی آنکھیں خون چھلکانے لگیں اس نے چند مزید لوگوں کو پکارا اور اگلے چند منٹ میں زوہاد بے بس ہو چکا تھا۔

تم نے نہ صرف ہمارے کام میں مداخلت کی بلکہ ہمارے آدمیوں کو مارا بھی۔ اس کی کم سے کم سزا موت ہے۔ شاہ سنگریز کی آنکھوں میں سفاکی تھی اور لہجہ برف تھا۔

اچھا۔ اور تمہارے آدمی جو ظلم کر رہے تھے وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔

بہت چل رہی ہے تمہاری زبان ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گی ابھی اس نے اپنے آدمیوں کو چند ہدایات دیں وہ اثبات میں سر ہلانے لگے پھر وہ زوہاد کی جانب پلٹا۔ یہ لوگ کڑا احاطہ لینے گئے ہیں اس میں فریادی کریں گے تمہیں ہم۔ اس کے لپوں پر سفاک مسکراہٹ کھیل رہی تھی زوہاد نے جی سے سر جھٹکا اور آنکھیں موند لیں۔



وہ جذبے چھین لو مجھ سے  
جو میری روح میرے دل میں بستے ہیں  
جنہیں خود میں سونے کے لیے سینے ترستے ہیں  
وہ لمحے چھین لو مجھ سے  
جو میرے ذہن کی تاریکیوں میں شمع روشن ہیں  
میری خلوت کی خوشبو ہیں  
میری یادوں کے گلشن ہیں  
وہ بیڑیوں میں جکڑا بے حد نڈھال انداز  
میں آنکھیں موندے ستون سے ٹیک لگائے  
ہوئے تھا اس کی لمبی مڑی ہوئی پلکوں کے عقب  
میں زوہا کا نازک سراپا چم سے اتر آیا اس کی  
بڑی بڑی حیران آنکھیں اور روشن چہرہ۔  
وہ چہرے چھیل لو مجھ سے  
جو خال و خند نہیں اب آئینے میں میری صورت  
کے  
جو ہر پہلو سے عکس صوفشاں ہیں میری صورت  
کے  
وہ رشتے چھین لو مجھ سے  
جو میرے ذہن و دل میں روشنی کے بیج بوتے ہیں  
جو رگ رگ میں لہو کی چاپ سے منسوب ہوتے  
ہیں  
اسے فرحان یاد آرہا تھا۔ اس کا عزیز  
از جان دوست گل پوش اس کی اکوٹی لاڈلی بہن  
آریان اس کا بے حد لاڈلہ معصوم ساجدہ وہ اس  
سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ اس کی ماما کو واپس  
لائے گا اور اب وہ خود حالات کی سفاک  
زنجیروں میں جکڑا بے بس تھا۔  
وہ آنکھیں چھین لو مجھ سے  
جو میری روح کو نوہ  
جو میری ذات کا لہجہ  
جہاں ڈھلتا ہے آئینوں میں

احساسات کا لہجہ  
وہ لیے چھین لو مجھ سے  
جو ویران آنکھوں میں ابھی تک بجو رہے ہیں  
ابھی تک سانس لیتے ہیں۔  
ابھی تک مسکراتے ہیں  
یہ سب کچھ چھین لو مجھ سے۔۔۔ مگر  
اے ظالمو۔ مجھ سے میرا احساس مت چور  
طلب کی آس مت چھینو  
جو میرے ضبط کی پہچان ہے  
وہ پیاس مت چھینو  
میرا احساس مت چھینو  
اس نے آہستگی سے پلکیں اٹھائیں اس  
آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئیں سامنے ایک  
بڑا کڑاؤ آگ پر رکھا تھا آگ بجھ کر ہی تھی آگ  
جو ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے آگ جو کسی  
رحم نہیں کرتی کسی پر ترس نہیں کھاتی آگ جو دل  
اور روح کو بھی بعض اوقات لپیٹ میں رہتی ہے  
اب آگ پر اس کی موت کا سامنا  
ہو رہا تھا۔ نارنجی زرد داغ پٹیں ہنس رہی تھی آگ  
پر رکھے کڑھاؤ میں تیل اب کھول رہا تھا جوا  
جول آگ اسے جلا رہی تھی توں توں وہ غصے سے  
کھولتے ہوئے احتجاج کر رہا تھا جیتے جاگے  
انسانوں کا احتجاج پر اثر پہتا تھا اس کی آواز  
کون کان دھرتا اس آواز کو احتجاج کو سننے کے  
لیے احساس کی ضرورت ہوتی ہے جو بد قسمتی سے  
اب خال خال لوگوں میں ہی باقی رہ گیا ہے بیش  
لوگ ہیں احساس عاری ہو چکے ہیں جہاں  
احساس نہیں ہوتا جو کسی کی تکلیف کو کسی کی بھی  
بہی کو کسی کے درد کو محسوس نہیں کر سکتا وہ دل دل  
نہیں پتھر ہوتا ہے اور وہ تو غیر تھے ہی پتھر بھارا  
قدموں کی آواز پر اس نے رخ پھیر کر دیکھا شا

نگرین اک شان سے باوقار انداز میں چلتا اس  
کے مقابل آگیا زوہاد رک پھیر کر تڑختی لکڑیوں  
اور کڑکتے تیل کو دیکھنے لگا اس کا چہرہ سیاٹ تھا۔  
ہم سے زندگی کی بھیک نہیں مانگو گے شاہ  
نگرین نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔  
زندگی اور تم سے۔ وہ استہزائیہ  
ہنسا۔ زندگی اور موت پر صرف اللہ قادر ہے کسی  
اور سے زندگی کیسے مانگی جاسکتی ہے۔ وہ مستحکم  
انداز میں بولا تو شاہ نگرین کٹنی ہی دیر کچھ بول نہ  
پیا کچھ لمحات خاموشی سے آگے سر کے پھر اس نے  
اپنے لوگوں کو اشارہ کیا وہ آگے بڑھے اس سے  
پہلے کہ وہ اسے اٹھاتے زوہاد ان کا ارادہ  
بھانپ کر خود اٹھ کھڑا ہوا اس کے اس اقدام کو  
شاہ نگرین نے حیرت سے دیکھا تھا جنہیں موت  
سے ڈر نہیں لگ رہا۔  
موت بھی کوئی ڈرنے والی شے ہے بھلا۔  
اس کا ایک وقت مقرر ہے سوڈرنا کیا۔ اس کی  
آنکھیں مسکرا رہی تھیں وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا  
اپنی موت کی جانب چل دیا اس کے پیراگرچہ  
بیڑیوں میں جکڑے تھے تاہم اس کی چال میں  
لڑکھڑاہٹ نہ تھی وہ مستحکم قدم رکھتا ہوا کڑھاؤ کی  
جانب بڑھ رہا تھا نہایت باوقار چال تھی اس کی  
شاہ نگرین یہ دستور متغیر زدہ تھا اس سے قبل بھی  
اس نے کتنے ہی لوگوں کو موت کے گھاٹ  
اتارا تھا ان سب کے چہرے کا رنگ ہلدی  
ہو جاتا تھا اور وہ چیختے چلاتے تھے اس سے اپنے  
ناکردہ گناہوں کی معافیاں مانگتے تھے جبکہ زوہاد  
اس کا حیرت زدہ ہونا فطری تھا اس نے دلچسپ  
نظروں سے زوہاد کو دیکھا جو کڑھاؤ کے عین  
قریب پہنچ چکا تھا دفعتاً اس کے ذہن میں جھکا کا  
سا ہوا وہ بے ساختہ ہلکا ہٹا ہٹا ہٹا ہٹا ہٹا ہٹا  
بارعب آواز کی بازگشت لگتی ہی دیر چل میں گونجتی

رہی زوہاد ٹھٹھک کر رک گیا اس کی سوالیہ نظریں  
شاہ نگرین پر جمی تھیں ہمیں ایک ایسے ہی بہادر اور  
نڈر انسان کی ضرورت تھی وہ زیر لب بڑبڑایا اور  
تیزی سے زوہاد کے پاس پہنچا۔  
تم کافی بہادر ہو موت کی آنکھوں میں  
آنکھیں دالنے کی ہمت رکھتے ہو ہمیں ہماری  
بیوی شہزادی مرمر واپس لا دو۔ وہ اگرچہ نرم  
انداز میں بول رہا تھا مگر آنکھوں میں وہی مخصوص  
تحکم تھا زوہاد نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور  
بے ساختہ ہنستا چلا گیا تمہاری بہادری بس بے  
بس لوگوں تک ہی محدود ہے زوہاد کا لہجہ طنزیہ تھا  
شاہ نگرین نے ناگواری سے اسے دیکھا وہ  
ہمارے دوست کے قبضے میں ہے اور اہم اس  
سے جنگ نہیں چاہتے وہ مدھم لہجے میں بولا۔  
واہ کیا دوست ہے۔ وہ آپ کی بیوی کو  
کڈنیپ کئے ہوئے ہے او ر آپ جنگ  
نہیں چاہتے واہ وہ سردھننے لگا۔  
افوہ۔ پہلے پوری بات تو سن لو بلکہ اندر آؤ  
وہ جھلا کر بولا اور اسے ہمراہ لیے کل میں چلا گیا۔  
اس دن موسم کافی خوشگوار تھا پتھر کا سورج  
اپنا اس دن کا آدھا سفر طے کر چکا تھا زوہاد اس  
وقت شاہ نگرین کے خوبصورت محل کی ایک دیدہ  
زیب خواب گاہ میں موجود تھا شاہ نگرین نے  
اسے بھی اپنی داستان سنائی تھی وہ اور فولا دکاز  
دوست تھے فولا دے پناہ طاقتور تھا اور اپنے قبیلے  
کا مردار تھا حیلہ اس کی منکبت تھی فولا دے شاہ  
نگرین اور مرمر کی شادی پر ساتھ لایا تھا کچھ  
عرصے بعد شاہ نگرین نے فولا دے کے پاس جانے کا  
پروگرام بنایا تو شہزادی مرمر بھی تیار ہوئی فولا د  
کازان کی آمد پر ہمیشہ کی طرح بہت خوش ہوا تھا  
وہ چند دن وہاں رہے حیا اور مرمر کی خوب دوستی



ہو چکی تھی اس دن وہ لوگ واپسی کے لیے نکلے والے تھے۔

حلیہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو چند دن وہاں رہنا ہم تمہیں اپنی سلطنت کی سیر کروائیں گے شہزادی مرمر نے خواہش ظاہر کی حلیہ جھٹ سے تیار ہو گئی انہوں نے واپسی کے لیے شارٹ کٹ رستہ اختیار کیا تھا یہ راستہ چپ نگر کے جنگل سے ہو کر گزرتا تھا جنگل کے قریب انہوں نے خیمہ لگایا تھا رات در تک وہ باتیں کرتے رہے آدھی رات کے قریب کہیں جا کر وہ سوئے تھے اگلی صبح بیدار ہونے پر یہ لرزا خیز انکشاف ہوا کہ حلیہ غائب ہو گئی ہے انہوں نے آس پاس کا اچھی طرح جائزہ لے ڈالا مگر اسے نہ ملتا تھا وہ نہ ملی شاہ نگر نے واپس جا کر فولاد سے سازا سازا بیا ن کیا فولاد نے بھی ہر ممکن کوشش کی اسے ڈھونڈنے کی مگر بے سود خیال تھا وہ چپ نگر کے جنگل میں ہے۔ فولاد نے جنگل میں بھی جی آدی بھیجے تھے مگر وہ بھی لوٹ کر نہ آ سکے۔

حلیہ کو تم نے کم کیا ہے جب تک مجھے وہ نہیں لا کر دو گے میں مرمر بھانسی کو نہیں جانے دوں گا۔ اس نے اپنا فیصلہ سنایا۔ جو اب اس کا بھی پارہ ہائی ہو گیا۔

ہم دیکھتے ہیں تم کسے رو کو نگرے مرمر کو نوبت ہاتھ پائی تک پہنچ گئی شاہ نگر نے فولاد کا ذہنی طور پر بے حد شکستہ ہو چکا ہے آپ فی الحال جاییے ہم نہیں رہیں گے یوں شاہ نگر نے لوٹ آیا۔ بعد میں اس نے کئی مرتبہ شہزادی مرمر کو واپس لانے کی کوشش کی مگر بے سود اس نے اپنے آدمیوں کو بھی بھیجا تھا تاہم ان میں سے کچھ مارے گئے کچھ قید ہو گئے اور کچھ بھاگ گئے وہ چونکہ خود اس کے مقابل نہیں جانا چاہتا تھا اس لیے اب اس کی خواہش تھی کہ زوہاد شہزادی مرمر کو واپس

لائے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں یعنی زوہاد عمر تمہاری مدد کروں گا کیوں وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ تو کیا تم ایسا نہیں کرو گے شاہ نگر نے لہجہ سرد تھا۔

ہرگز نہیں۔ زوہاد بے اختیار نفی میں سر ہلا گیا۔ میں کسی ایسے سفاک شخص کی مدد نہیں کر سکتا جو لوگوں کو معذور کر کے خوش ہوتا ہو اس کی بات پر شاہ نگر نے کے لب بھینچ گئے قدرے توقف سے بولا تو لہجہ ہموار ہو گیا۔

اصل میں ہم شہزادی مرمر کی فرمائش یہ ایک ہستی سے دور محل تیار کروار ہے ہیں اس کی ہی خواہش تھی کہ وہ محل ان لوگوں کے جسمانی پتھروں سے تیار کیا جائے اور ہم ایک بات واضح کر دیں کہ ان کے یہ اعضا دوبارہ مکمل ہو جاتے ہیں جیسا کہ تم لوگوں کے بال یا ناخن اگر تراش دیئے جائیں تو دوبارہ اگ آتے ہیں شاہ نگر نے اس کی بات پر زوہاد نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

ہم جھوٹ نہیں بول رہے چند دن بعد خود دیکھ لینا وہ نرمی سے بول رہا تھا مگر پھر بھی درد تو انہیں ہوتا ہی ہے ناں۔ اس کی سماعتوں میں ان کی درد اذیت میں ڈوبی چیخیں گونج رہی تھیں۔ ٹھیک ہے شاہ نگر نے ایک طویل سانس لی۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اب کسی کو یوں اذیت نہیں دیں گے۔

تو پھر ٹھیک ہے میں بھی شہزادی مرمر کو واپس لاؤں گا انشاء اللہ۔ اس کا لہجہ پر عزم تھا۔

وہ ہنس رہا تھا مگر اس سے ہموائی نہ تھی کہ دھوپ چھاؤں کا عالم تھا جدائی نہ تھی

زوہاد اس وقت اسی تالاب کے کنارے موجود تھا جس میں کسی جادوگر کی روح قید تھی اصل میں وہ پہلے اس کا بتایا گیا چل کر نا چاہتا تھا مطلوبہ پتھر اسے شاہ نگر نے کے توسط سے مل گیا تھا بھی کچھ دیر قبل ہی وہ شاہ نگر نے کے غلام شالا مالا کے ہمراہ آیا تھا زوہاد عمر یہ چلہ بظاہر آسان ہے لیکن اسے کرنے والا جانتا ہے کہ یہ کس قدر کھن ثابت ہوتا ہے۔ تمہیں کسی مخصوص جگہ بیٹھ کر اس پتھر پر نظریں جما کر بیٹھنا ہو گا بنا چلیں جھکائے جتنی دیر تم ایسا کر سکو آہستہ آہستہ اس محل کا دورانیہ بڑھتا جائے گا اور جس دن تم پورے دو گھنٹے ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس دن یہ پتھر تمہاری نظروں سے غائب ہو جائے گا۔ اور تم کامیاب ہو جاؤ گے پھر اس نے اسے وہ عمل بتایا جو اسے تین مرتبہ روزانہ عمل شروع کرنے سے پہلے پڑھنا تھا وہ قدیم سنسکرت زبان کا مگر چھوٹا سا تھا جو زوہاد نے جلدی ہی یاد کر لیا اس کا شعر یہ ادا کر کے وہ شالا مالا کے ہمراہ نیچے اتر گیا۔ شاہ نگر نے اس کے لیے محل کا عقبی حصہ مخصوص کر دیا یہاں تمہیں گھاس کا فرش تھا اور اکاد کا درخت تھے اس نے اللہ کا نام لے کر محل شروع کر دیا پتھر اس کے سامنے گھاس پر رکھا تھا وہ بمشکل بیس منٹ ہی عمل کر سکا اور یہ بھی اس لیے تھا کہ وہ اور فرحان بھی کبھی رشتہ لگا کر کھیا کرتے تھے کہ کوئی زیادہ ذہیر چلیں جھکے بغیر رہ سکتا ہے کبھی وہ جیت جاتا تھا اور کبھی فرحان۔۔ فرحان کیا خیال ہے آتے ہی اس کا دل اداسی سے بھر گیا فرحان اس کا عزیز از جان دوست۔ کاش وہ آتے ہوئے اس سے مل پاتا اس نے سر جھٹک کر پتھر اٹھایا اور اندر چل دیا ایک کمرہ شاہ نگر نے اس کے لیے مخصوص کر چکا تھا۔ جو کافی آرام دہ تھا بستر پر دھم سے

گرا اور کچھ ہی دیر میں سو گیا۔

یہ راز بہار گلشن ہے اس راز کو کیا سمجھے کوئی پھولوں کو رلا یا شبنم نے رات کو شبنم خود روئی

وہ پھولوں کی باڑ کے قریب بیٹھا تھا صبح کا اجالا دھیرے دھیرے دبیز ہو رہا تھا پھولوں پر شبنم کے آنسوؤں کی نمی قطروں کی صورت نکھری تھی اسے زوہاد یاد آ رہی تھی وہ صبح اکثر ننگے پاؤں باہر نکل جاتی تھی اس کے لان میں قطار کی صورت گلاب لگے تھے پھولوں پر ٹھہرے شبنمی موتیوں کو انگلیوں کی پوروں پر اٹھاتا اس کا دل پسند مشغلہ ہوا کرتا تھا وہ شفاف موتی اس کے چھوتے ہی نکھر جاتے تھے اور جب بھی وہ کسی موتی کو اٹھانے کی کوشش میں کامیاب ہو جاتی تو اس کی خوشی دیدنی ہوتی تھی۔

صاحب ناشتہ کریں شالا مالا کی آواز اسے خیالوں کی دنیا سے کھینچ لائی وہ اس کے ساتھ چل دیا شاہ نگر نے اس کے انتظار میں تھا ناشتہ شروع ہو گیا آج اسے چلہ شروع کیے ہوئے چالیس دن ہو گئے تھے پتھر کا رنگ بتدریج تبدیل ہوتا چلا گیا تھا پہلے ہلکا سرمئی اور اب سفید ہونے لگا تھا ناشتہ کے بعد وہ اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ گیا اس نے تین مرتبہ محل پڑھا اور پتھر پر نظر جمادی وہ بے حد منہمک انداز میں پتھر کو گھور رہا تھا دھیرے دھیرے وہ پتھر اس کی نظروں سے غائب ہونے لگا جو کئی دو گھنٹے مکمل ہوئے پتھر غائب ہو گیا اس کے لبوں پر جانے کتنے عرصے بعد مکر اہٹ نے چھب دکھائی۔ مبارک ہو تم کامیاب ہو گئے ہو اب تم صرف نظروں کی مدد سے بڑے بڑے پہاڑوں کو پل بھر میں ریزہ ریزہ کر سکتے ہو شاہ نگر نے کی آواز پر وہ چونک کر پلٹا ہاں زوہاد عمر



میں ابھی اس جادوگر کی روح کے پاس سے آ رہا ہوں اور اس نے بتایا ہے کہ اب تمہیں یہی عمل طلبی آگ پر کرتا ہوگا پھر تم جو نبی بھی ذہن میں آگ کا الاء گئے جس شے کو دیکھو گے۔ اسے آگے اپنی لپیٹ میں لے لے گی وہ مزید بتا رہا تھا طلبی آگ زہاد زریب بڑبڑایا ہاں طلبی آگ شاہ سگریز نے یہ کہتے ہی سامنے کچھ بڑھ کر پھونکا آگ بھڑک اٹھی بالکل یوں کے آگ زہاد حیرت سے دیکھتا رہ گیا عمل شروع کرو شاہ سگریز کی آواز پر وہ چونکا پھر سر جھٹک کر عمل کا آغاز کیا اس کی نظریں تاریخی شعلوں پر پھٹک رہی تھیں آگ کے کتنے رنگ ہوتے ہیں مگر یہ بے رنگ بھی ہوتی ہے ہاں محبت کی آگ بے رنگ ہی تو ہوتی ہے دکھائی نہیں دیتی مگر اپنے ہونے کا احساس بھرپور طریقے سے دلاتی ہے دل تو اس کی لپیٹ میں آتا ہی ہے یہ روح تک کو جاٹ لیتی ہے اور اس آگ کا دھواں بظاہر کسی کو بھی دکھائی نہیں دیتا ہے تاہم یہ کثیف دھواں دل سے حلق تک بھر رہتا ہے سانس لینا بھی بے حد دشوار گزار ثابت ہوتا ہے دھیرے دھیرے سانسیں گھٹنے لگتی ہیں اور دل راکھ ہو جاتا ہے پھر روح سکتی ہے اور سانس حلق میں دم توڑ دیتی ہیں یہی محبت کی انتہا ہے لیکن محبت کی کوئی انتہا نہیں ہے یہ انسان کو فکری اتھاہ تاریکیوں میں پہنچا کر بھی زندہ رہتی ہے بھی مرنے نہیں ہے نہ ہی اسے کوئی مار سکتا ہے آپ کسی انسان کو تو مارتے ہیں محبت کو نہیں کیونکہ محبت لازوال ہے محبت اگر چہ فنا کر دیتی ہے مگر کبھی فنا نہیں ہو سکتی۔۔۔

دو گھنٹے پورے ہوتے ہی آگ دھیرے دھیرے زہاد کی آنکھوں میں جذب ہونے لگی اس کی آنکھیں جل رہی تھیں بے تحاشا جل رہی تھیں اس کے لبوں سے ٹھٹی ٹھٹی سی کراہیں برآمد

ہونے لگیں دھیرے دھیرے ساری آگ اس کے سحر آنکھوں میں جذب ہو گئی اس آگ کی اس کے دماغ تک جا پہنچی تھی اس نے کرب آنکھیں میچ لیں آہستہ آہستہ آگ کی پیش قدمی چلی گئی چند ثانیے بعد وہ ٹھیک تھا وہ باہر نکل گیا کابی دیر چلنے کے بعد وہ پہاڑوں تک جا پہنچا۔ فلک یوں پہاڑ پر غرور انداز میں سر تانے کھڑے تھے اس نے ایک پہاڑ پر نگاہیں جمادیں جو وہ نظریں اٹھاتا گیا پہاڑ بھی اوپر چلا گیا۔ اس کی پلکیں بے ساختہ پھٹکیں اور اس کے ساتھ ہی ایک دہلا دینے والا اعصاب دھماکہ ہوا مغرور پہاڑ گر گر ریزہ ریزہ ہو گئی کتنی ہی دیر کر چیوں کا غبار اڑتا رہا غرور چکا تھا اور غرور تو ہوتا ہی کھرنے کے لیے۔ جنوبی سمت میں شفاف چمکدار پانی کا دریا بہا تھا پھری لہریں پر شور انداز میں کناروں سرخ رہی تھیں گویا کسی کو نکلنے کو بے تاب تھیں اس میں آگ لگ سکتی ہے اس کی حیرت کی انتہا رہی جب پانی میں آگ لپکنے لگی پانی کی لہریں آگ سے گھبرا کر بے قراری سے چل رہی تھیں بل کھا رہی تھیں۔ اس نے جنوبی آگ بھانے سوچا آگ فوراً بجھ گئی وہ ایک دم پلٹا اور واپس چل دیا شاہ سگریز بے چینی سے ٹپکتے ہوئے اس انتظار کر رہا تھا آؤ زہاد۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ کیسا ہاجر۔

وہ محض سر ہلا کر رہ گیا کہاں رہتا ہے فلاں اس کے ہتھکڑیاں روہ مسکراتے ہوئے اسے سمجھانے لگا۔ میں کسی کو تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں وہ تمہیں اس کی سرحد تک چھوڑ آئے گا۔ شاہ سگریز کی ہدایت پر ٹھلا مالا کا باپ زہاد کو پتا کسی کو لینے چلا گیا کچھ دیر میں ایک ادھیڑ عمر ایک سفری بیک لیے آگیا اس بیک میں زہاد

ضروریات کا سامان کپڑے اور خشک میوے وغیرہ تھے شاہ سگریز نے اسے دعاؤں کے سائے میں رخصت کیا تھا دعا جو تقدیر بدل سکتی ہے دعا جو ہر مشکل ٹال سکتی ہے اور دعا جس کی بھی طوفان کا رخ موڑ سکتی ہے وہی دعا جسے مانگنے کی اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے تلقین فرمائی ہے۔

لاکھ دوری ہو مگر عہد نبھاتے رہنا جب بھی بارش ہو میرا سوگ مناتے رہنا جب سے گئے ہو تب سے عادت ٹھہری بس کنارے پر کھڑے ہاتھ ہلاتے رہنا وہ اس وقت تالاب کنارے بیٹھی تھی زہاد کو لگے ہوئے انچاس دن ہو چکے تھے وہ پہروں پہن کر انتظار کر رہی تھی وہ ایک پل کو بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہوئی تھی ہاں اپنی ذات سے غافل ہو چکی تھی جب کوئی کسی سے محبت کرنے لگتا ہے تو وہ محبت اس کی رگوں میں خون کی مانند گردش کرنے لگتی ہے جدائی سنہا بڑا کٹھن ہوتا ہے پھر لیکن یہ جدائی بغض لوگوں کے مقدر میں لکھ دی جاتی ہے نارسائی کی افیت اور جبر نارسائی کا کرب مسلسل ایک کک ہے اور جبر مسلسل افیت رسائی ہر محبت کا نصیب نہیں مگر جس کا نصیب ہے وہ بلاشبہ دینا کا خوش نصیب ترین انسان ہے اس کی قسمت پر رشک کیا جاسکتا ہے زہاد کی محبت بھی اس کی رگوں میں خون کی مانند گردش کر رہی تھی وہ دور تھا مگر اس کی نظروں سے اس کا پرکشش چہرہ کبھی اوجھل نہیں ہوا تھا اس کی دلکش آواز اس کی سماعتوں میں محفوظ تھی معاوہ بری طرح چونکی اس نے دھند کی سمت دیکھا اور ٹھٹھک کر رہ گئی۔ کوئی دھند کے پار جا رہا تھا اس کی پشت پر سفری بیک لٹک رہا تھا

اور اس کا رخ دھند کی جانب تھا اسے شناخت کرتے ہی وہ خوف و تحیر سے چینی اور اسے پکارتے ہوئے بے ساختہ اس کی جانب لپکی تھی۔

جو خوابوں خیالوں میں سوچا نہیں تھا تو نے مجھے اتنا پیار دیا میں جب بھی جہاں بھی کڑی دھوپ میں تھا تیری زلف نے مجھ پر سایہ کیا۔ اس کی دلکش گنگناہٹ فضا میں پھیلی ہوئی تھی وہ فولاد کا زکی سرحد میں قدم رکھ چکا تھا شاہ سگریز کا آدمی تھوڑی دیر قبل واپس مڑ گیا تھا یہ جگہ کچھ عجیب سی تھی اکا دکا درخت تھے جن کی شاخیں زمین کو چھو رہی تھیں کافی دور آبادی کے آثار دکھائی دے رہے تھے اسے ابھی مزید چلنا تھا زندگی ایک سفر ہے اور آخرت اس کی منزل ہے موت تو ایک پڑاؤ ہے چلتے رہنا ہی زندگی کا نام ہے بعض اوقات ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا اور وقت گزرتا چلا جاتا ہے وقت جو کبھی رکتا نہیں ہے وقت جو بنپاؤں کے بھاگتا ہے اور کبھی لوٹ کر نہیں آتا وقت جو برا بھی ہے اور اچھا بھی ہے یہ جب اچھا ہوتا ہے تو ہم اس کی قدر نہیں کرتے اور جب یہ برا ہو جاتا ہے تو یہ ہمارا احساس نہیں کرتا ہے جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے وقت نہیں اپنی قدر کرنا سکھاتا ہے اور بڑی بری طرح سکھاتا ہے ابھی وقت ہماری مٹھی میں ہے سوچ لیں کہ اس کی قدر کرنی ہے یا سیکھنی ہے وہ چونکا تب جب عجیب سے لوگوں نے اسے اپنے نرغے میں لے لیا وہ تعداد میں چار تھے اور ان کے ہاتھوں میں ترشول نما ہتھیار تھے وہ اسے دھیلے ہوئے ایک جانب لے جانے لگے وہ جب چاپ چلا گیا۔ وہ لوگ اسے لیے ایک ایک قیم الثمان عمارت میں لے گئے یہ بلند و بانگ عمارت فخر سے سراٹھائے



کھڑی تھی وہ لوگ ہال میں داخل ہوئے یہ کافی وسیع اور دیدہ زیب تھا سامنے ہی ایک نشست پر ایک مضبوط جسامت کا نوجوان براجمان تھا۔ کون ہوتم۔ نووارد اس کا لہجہ چٹان سا مستحکم تھا۔

میں زوہاد عمر ہوں شہزادی مرمر کو لینے آیا ہوں زوہادی بات پر وہ بری طرح چونکا۔ میں اس طرح اس کو نہیں جانے دوں گا۔ وہ تب تک یہاں رہے گی جب تک حیلہ نہیں مل جاتی۔

یہ سچ کہہ رہے ہیں ہم تب تک نہیں جائیں گے جب تک حیلہ وہاں نہیں آ جاتی۔ وہ خوشبو کے ایک جھونکے کی مانند آئی تھی اتنا مکمل حسن وہ مہبوت سارہ گیا۔

سن لیا تم نے شاہ سنگریز سے کہا کہ اگر وہ مرمر بھا بھی کو واپس چاہتا ہے تو پہلے اسے حیلہ کو واپس لانا ہوگا فولاد کا زکالہ لہجہ فولاد ہی تھا۔ اگر میں اسے ڈھونڈنے کی کوشش کروں وہ مستفسر ہوا۔

تم۔۔ ٹھیک ہے کوش کرلو۔

وہ اک بادل جو میرے نام سے منسوب ہوا میرے صحرائیں تو برسائیں نہیں تھا شاید شہر میں جس کی بار کے چرے ہیں بہت میں وہ بازی کھیلا بھی نہیں تھا شاید

اور وہ چپ گمر کا جنگل زوریب نے سننے کی طرف اشارہ کیا زوریب فولاد کا ملازم تھا اور زوہاد کے ہمراہ آیا تھا زوہاد چونکہ راستوں سے نا آشنا تھا اس لیے فولاد نے زوریب کو اس کے ساتھ بھیجا تھا اس جنگل کا نام چپ گمر کیوں ہے اس نے سوالیہ انداز میں زوریب کو دیکھا۔ اس لیے کہ وہاں خاموشی کا راج ہے یہ

جنگل صدیوں سے چپ ہے اس کی حقیقت کو تو صرف اللہ ہی جانتا ہے مگر سننے میں آیا ہے کہ کسی جادوگر نے وہاں ایک ٹل ایک خاموش عمل کیا تھا سے ایک مخصوص عرصے تک خاموش رہ کر دل میں وہ عمل پڑھتا تھا اس کے بولنے سے چلر ٹوٹ جاتا۔ وہ تقریباً کامیاب ہوئی چکا تھا کہ ایک چتے نے اس پر حملہ کر دیا بے اختیار اس کے حلق سے چیخیں نکلے گئیں تو پھر اس کے بعد جادوگر مر گیا اور اس جنگل کی ہر چیز گونگی ہو گئی اب وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ کوئی درندہ نہ ہی کوئی اور۔ بات کرتے کرتے اس کی نگاہ خلا میں اٹھی اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ سینے کی بائیں جانب رکھا اور لڑکھڑاکر زمین پر ڈھیر ہو گیا زوریب۔ زوریب وہ تشویش زدہ سا اسے جھجھوڑنے لگا زوریب آنکھیں کھولو زوریب۔ وہ متحوش سا اس کی نبض نڈل رہا تھا معاسکت ہو گیا زوریب کی نبض ساکت ہو چکی تھی اس کی ڈری ڈری سی نظریں بدستور خلا میں بدستور گھور رہی تھیں وہ حلق سے آواز نکالے بغیر خاموشی سے مرچکا تھا

ہاں وہ مرچکا تھا۔ زوہاد ساکت نظروں سے اسے دیکھے جارہا تھا لیکن اسے زوریب کے تم مردہ وجود میں سے بے پناہ خوف محسوس ہوا اس کی دلکش چہرے پر ہراس کی پرچھائیاں لہرائے لگیں اس نے ایک نظر زوریب کے ہاتھ پڑا لی پھر میں اس خالم دنیا کی آخر دیکھنا چاہتی ہوں اور بری طرح چونک گیا۔ اس کے ہاتھ سے دھواں اٹھ رہا تھا وہ بے ساختہ پیچھے ہٹا اس کی آنکھوں میں خوف و ہراس جم کر رہ گیا تھا ہم نے یہ کہانی شبنم گل۔ دل جلے اور ایم وارث آصف خان نیازی کی تنقید سمیٹنے کے لیے لکھی ہے دیگر قارئین کی تنقید کے لیے بھی ہمارے دروازے کھلے ہیں سو پلیز ہری اپ۔۔ باقی اگلے شمارے میں پڑھئے۔

## غزل

ساحل پہ اڑتے پیچھی تو اترانہ چھوڑ دے اگر جان جائے گہرائی تو ساحل پہ آنا چھوڑ دے تو مت ہوا میں اڑتا ہے بڑی اوچھی ہے پرواز تیری آجائے جو میرے بچرے میں تو پر پھیلا نا چھوڑ دے تو اک آزاد پیچھی ان لہروں سے تیرا کیا رشتہ ان لہروں میں بہہ جاؤ گے یہاں آنا جانا چھوڑ دے گہرائی میں اس کی پتھر ہیں تو کیوں اس کا دیوانہ ہے پتھر کبھی موم نہیں بنتے تو دل لگنا چھوڑ دے تیرے اندر جو شعلے ہیں جوش جنوں کے جرم الفت میں یوں سب کی نظروں میں آنا چھوڑ دے

کشور کرن۔ چٹوکی

## نظم

میں تیری آنکھ کے آئینے میں اپنی تصویر دیکھنا چاہتی ہوں بس جاؤ ان ہاتھوں کی لکیروں میں اب میں اپنی لکیروں میں تقدیر دیکھنا چاہتی ہوں تم خواب نہیں حقیقت۔ بن کے ملو مردہ وجود میں سے بے پناہ خوف محسوس ہوا اس کی دلکش چہرے پر ہراس کی پرچھائیاں لہرائے لگیں اس نے ایک نظر زوریب کے ہاتھ پڑا لی پھر میں اس خالم دنیا کی آخر دیکھنا چاہتی ہوں اور بری طرح چونک گیا۔ اس کے ہاتھ سے دھواں اٹھ رہا تھا وہ بے ساختہ پیچھے ہٹا اس کی آنکھوں میں خوف و ہراس جم کر رہ گیا تھا ہم نے یہ کہانی شبنم گل۔ دل جلے اور ایم وارث آصف خان نیازی کی تنقید سمیٹنے کے لیے لکھی ہے دیگر قارئین کی تنقید کے لیے بھی ہمارے دروازے کھلے ہیں سو پلیز ہری اپ۔۔ باقی اگلے شمارے میں پڑھئے۔

## غزل

میں نے ہاتھ زخمی کیے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں جس انہوں نے ٹھکرا دیا غیروں سے شکوہ کیا کریں ہم پیچھی تھے آزاد فضا کے اپنوں نے ہم کو قید کیا

پر کاٹ کے ہم کو اڑا دیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں ہم آگے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے مڑ کر دیکھا نہ تھا جب منزل ہم سے دور ہوئی رستوں سے شکوہ کیا کریں نہ واقف تھے ساگر کی گہرائی سے آنکھیں بند کر کے کود موجود نے ہم کو اچھال دیا سمندر سے شکوہ کیا کریں اک چمن سے ہم نے پھول چٹا پھولوں سے الگ وہ لگتا تھا اس پھول نے ہی لب زخمی کیے اب چمن سے شکوہ کیا کریں ہم تنہا تھے تنہا رہے کرن کسی اپنے نے اپنا نہیں کسی اپنے کا نہ ساتھ ملا تھا بیویوں سے شکوہ کیا کریں کشور کرن۔ چٹوکی

ہم لوگ خزاؤں کا اٹلہ ہیں مری جاں گرتے ہوئے پیڑوں کو سنبھالے نہ دیا کر (ایم عمر علوی، بورپوالہ) ایک دن وہ میرے عیب کھانے لگا فراز جب خود ہی ٹھک گیا تو مجھے سوچنا پڑا (خالد ادرائے پکدرہ، ضلع دیر) بے رخی اس سے بڑی کیا ہوگی ایک مدت سے ہمیں اس نے ستایا بھی نہیں (شبانہ، پکدرہ دربار ضلع دیر) یہ کم تو نہیں تو میرا معیار نظر ہے اے دوست میرے واسطے کچھ اور نہ بن تو (ناہیدہ کنول، دوکوٹہ میلہ سی) اظہار الفت نہ سہی مگر یہ تو بتا کیوں تو نے میرا چین چرا رکھا ہے (شازیہ، ایم میلہ سی، وہاڑی) عجب رنگوں میں گزری ہے زندگی اپنی دلوں پہ راج کیا پھر بھی پیار کو ترے (فصیر احمد رحمانی، چچہ دہلی)



# غلام

۔۔۔ تحریر: سجاد حسن ۔۔۔ جھولے والا ملتان ۔۔۔

عالیہ کو مسلمان کے قدموں کی آواز سنائی دی اور وہ اس کے قریب پہنچ گیا جذبات سے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے عالیہ کا گھونگھٹ الٹا اور انتہائی حسین لاکٹ اس کی گردن میں ڈال دیا عالیہ نے لاکٹ دیکھا اور حیرانگی سے مسلمان کو دیکھا اور مسلمان نے اس کی آنکھوں کو چوم لیا۔ یہ پتھر ہی تو ہماری محبت کی کامیابی کا ضامن ہے عالیہ اٹھو اپنے سر اور ساس کو سلام کرنے نہ چلو کی کہان ہیں وہ اس نے حیرانی سے پوچھا آنکھیں بند کرو مسلمان نے کہا۔ عالیہ نے معصومیت سے آنکھیں بند کر لیں اور پھر مسلمان کے کہنے پر جب اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک ایسی دینا میں پایا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ سنگ مرمر کا عالی شان گل تھا چاروں طرف قیمتی زرد و جواہر جڑے ہوئے تھے دو طرفہ حسین و جمیل عورتیں خون لیے کھڑی تھیں اور سامنے ایک معمر بزرگ اور خاتون بیٹھی تھی۔ میری امی اور ابا جان۔ مسلمان نے سرگوشی کی اور عالیہ کا سر خود بخود سلام کے لیے چمک گیا خوش آمدید دہن ہمیشہ خوش رہو دونوں نے دعا میں دیں اور زرد و جواہر اس پر شمار کئے جانے لگے اسے حسین زیورات سے لاد دیا گیا۔ اور پھر راگ رنگ کی محفل جم گئی عالیہ خواب کے عالم میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا رات تین بجے اس محل کے ایک کمرے میں اسے پہنچا دیا گیا جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کمرے کی دیواروں میں ہیرے جڑے ہوئے تھے جن سے فوس فزج منتشر ہو رہی تھی ایک سونے کا چھپرکھٹ موجود تھا۔ یہ میرا گھر ہے عالیہ اس دن برگلہ کے درخت کے نیچے تم بیٹھی تھیں تم مجھے پسند آ گئی اور میں تمہیں بے پناہ چاہنے لگا میں نے تمہیں وہ پتھر دیا جسے تم نے قبول کر لیا یہ ہمارے ہاں منگنی کی رسم ہوتی ہے میں نے اپنے والدین سے کہا کہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن عالیہ ہم میں اور تم میں ایک فرق ہے ہم آرتھی ہیں اور تم مٹی سے بنی ہوئی ہو میرے والدین نے کہا کہ اگر تمہارے سر پرست اپنی خوشی سے تمہاری شادی میرے ساتھ کر دیں تو انہیں اعتراض نہ ہوگا۔ اور میں ڈرا نیور بن کر تمہارے گھر پہنچ گیا۔ تم۔ تم جن ہو مسلمان۔ الحمد للہ مسلمان ہوں اور تمہارا پرستار تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی عالیہ میں تمہاری دنیا میں تمہارے ساتھ ساتھ رہوں گا میرے والدین نے اجازت دے دی ہے میں ولیمہ بھی تمہاری دنیا میں ہی کر سکتا ہوں میری ایک خوب صورت کوٹھی موجود ہے ایسی کوٹھی جو تمہارے دشمنوں نے خواب میں نہ دیکھی ہوگی کل سب کو اس کوٹھی میں بلا میں گئے اور اس وقت ان کی حالت قابل دید ہوگی میں نے تم سے یہ راز چھپا کر اپنے دل میں ہمیشہ چور محسوس کیا ہے کیا تم اس بات پر مجھے ٹھکرادو گی عالیہ۔ نہیں مسلمان نہیں عالیہ اس نے اس کے سینے میں سر چھپا دیا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

گھر کے تمام لوگ ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں جھلسا دینے والی لو اس نے اداسی سے کھڑکی کھول کر آرام کر رہے تھے باہر تخت لوچل رہی تھی اور لو کا پھپھرا جیسے انتظار ہی کر رہا تھا ایک زنا





دارتھیر اس کے گال پر پڑا اور اس کا گلہ متمنا گیا۔ اس نے جلدی سے کھڑکی بند کی میرے خدا کیسی شدید لوچل رہی ہے اس نے سوچا اور چٹنی لگا کر واپس اپنے بستر کی طرف چل پڑی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی گھڑی کی سوئیاں دو بج رہی تھیں اسے ٹھیک چار بجے باورچی خانے کی طرف جانا تھا شام کی چائے ٹھک پانچ بجے لگتی تھی گویا ابھی آرام کرنے کے لیے دو گھنٹے تھے آرام کا وقت بھی اسے شدید گرمی اور لو کی وجہ سے مل گیا تھا ورنہ اگر دوسرے لوگ باہر ہوتے تو کسی نہ کسی کام میں الجھا دیتے اس وقت بھی کوئی کام اس کے سپرد کیا جاسکتا تھا کچھ نہ سہی تو چچی اماں کے پاؤں ہی دبائے ہوتے لیکن اس وقت اگر چچی اماں اس سے پاؤں دلوائیں تو اسے بھی ایئر کنڈیشنڈ کمرے کی ٹھنڈک نصیب ہو سکتی تھی اور یہ بات کسی کو گوارا نہ تھی اس نے ایک گہری سانس لی اور اس کی نگاہ آئینے پر جا پڑی لو کے پھیڑے سے سرخ گال ابھی تک توس و فرح کا منظر پیش کر رہے تھے وہ آہستہ آہستہ آنے کی طرف بڑھ گئی اور آئینے نے اس کا سراپا پیش کر دیا۔ دن رات کی جھڑکیاں بات بات میں طعنے پر قدم پر بے عزتی طرح طرح کے الزامات دن رات کی ٹھٹھن اس زندگی میں تمام لوازمات تھے لیکن اس کا حسن شاید انہی لوازمات سے ٹھہر رہا تھا ایسی بھی کیا بے غیرت زندگی ایک لمحے کا سکون میسر نہیں تھا لیکن حسن و جوانی تھی کہ پھولی پڑ رہی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام محرومیوں کی کسر اسے تو بہ شکن حسن دے کر پوری کر دی تھی لیکن کسی کام کا یہ حسن جو ہر وقت ملامت کا شکار بنا رہتا تھا چچی اماں کا بس نہیں تھا ورنہ زہر دے کر ہلاک کر دین وہ اس حسن و جوانی پر بھی کڑی تنقید کرتی تھی عالیہ نے صابن سے منہ دھونا تک چھوڑ دیا تھا اب اس کے بس کی بات تو نہیں تھی کہ وہ اپنی شکل بگاڑ لیتی شکل

بگاڑ بھی لیتی تو جسم کا ایک ایک نقش چیخ چیخ کر قیامت خیز حسن کی تشبیہ کر رہا تھا نہ جانے کب وہ آئینے سے حسن کا خراج وصول کرتی رہی پھر اب ٹھنڈی سانس لے کر آئینے کے سامنے سے ہٹ کر بستر پر گر پڑی بارہ سال کی عمر تھی جب ماں باپ کار کے حادثے کا شکار ہو گئے تھے وہ اسکول میں تھی جب اسے حادثے کی اطلاع ملی وہ بے ہوش ہو گئی پورے چار دن کے بعد بھائی آیا تھا دادی اماں بیٹے کی نشانی کو گلے لگا کر آئیں لیکن چچی کو اس نشانی سے ہمیشہ سے چڑا اور اب تو مستقل عذاب بن رہی تھی بہر حال دارتھیر کی زندگی میں تو ان کی نہ چل سکی لیکن دادی کی آمد بند ہوتے ہی اس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے دادی کے علاوہ گھر کا ہر فرد اس سے نفرت کرتا تھا چچا جان تو بیوی کے غلام قسم کے انسان تھے بھائی نشانی پر بھی رحم بھی آجاتا تو چچی جان کے قہر کی وجہ سے خاموش رہتا چچی جان کی بہن خالہ فوزی کی ساتھ رہتی تھی بیوہ اور لا ولد تھیں لیکن اللہ تعالیٰ یہ دونوں مرتبے ان کی فطرت کو سامنے رکھ کر ہوئے ہی دیئے تھے ہلاکی جلا د اور کینہ و رختا تو انھیں بات بات میں ناک بھوں چرہانا ان کی عادت تھی خاص طور پر عالیہ ان کے عتاب کا نشانہ رہتی بلکہ چچی سے زیادہ اسے خالہ فوزی سے ہوا چڑھتا تھا وہ کنکس شہر اور عظمیٰ تو بچپن میں تو وہ ٹھہر ہی رہیں لیکن جوانی آئی تو عالیہ کے مقابلے میں بری طرح احساس کمتری نے ان کے دلوں میں عالیہ کے لیے نفرت پیدا کر دی عالیہ کا معمولی لبا اس میک اپ سے عاری چہرہ ان کے ہزار ہا میک اپ زدہ چہروں سے کہیں بڑھ کر حسین تھا بہت قہاریب میں انہیں اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا چنانچہ گھر کی قہاریب عالیہ کا مکمل بایکٹ کر دیا تھا بہر صورت کون سی قہارت تھی جو عالیہ کے

انتظامات نہ کیے گئے تھے وہ ہر عذاب کو خاموشی سے جھیل رہی تھی اس کی زندگی میں کوئی بہار نہ تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کا مستقبل کیا ہوگا بستر پر بیٹھی وہ انہیں خیالات میں نہ جانے کب تک کھولی ہوئی رہی اس دیوار کے ساتھ لگی ہوئی گھڑی نے تین بجائے اور وہ خیالات کے بھنور سے نکل آئی ابھی تو ایک گھنٹہ باقی ہے اگر لیٹ گئی تو شاید نیند آجائے اور یہ نیند اس کے لیے قیامت ہوئی اگر ذرا بھی دیر ہو جاتی تو گھر والے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیتے کمرے میں تنہا بیٹھ بیٹھے دل گھبرانے لگا یا ہر لوچل رہی تھی ورنہ بایں باغ میں چلی جاتی۔

اونہہ لو کیا کرے گی اچھا ہے بیمار ہو جاؤں کچھ دن تو سکون سے مل جائیں گے مریضی جاؤں تو کیا ہے کون سی قیمتی زندگی ہے جو کسی کو تکلیف ہوگی۔ اس نے سوچا اور یہ سوچ اس قدر شدید ہوئی کہ وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئی دروازہ کھولا اور باہر نکل آئی باہر قدم رکھتے ہی گرمی کی حقیقت معلوم ہوئی لیکن کمرے میں بھی نہیں رہا جاسکتا تھا وہ گرمی کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھتی رہی اور رہاداری سے نکل کر صدر دروازے پر آ گئی صدر دروازے کے باہر دھوپ کا راج تھا وہ صدر دروازے سے بھی باہر نکل آ گئی۔ درحقیقت آگ برس رہی تھی گھاس زرد ہو رہی تھی البتہ برگد کا سایہ دار درخت چھوم رہا تھا جس کے نیچے مالی کی چار پائی کچھی ہوئی تھی مالی بے چارہ بھی اپنے کواٹر میں ٹھسا ہوا تھا تمام ملازموں کے کواٹروں کے دروازے بند تھے کچھ ملازم جو ڈیوٹی پر تھے اندر تھے اور باقی اپنے کواٹروں میں آرام کر رہے تھے وہ تیز قدموں سے درخت کی طرف بڑھ گئی برگد کا سایہ بے حد خوشگوار تھا اس نے تمام دھوپ اور لو اپنے اندر جذب کر کے نیچے ٹھنڈی چھاؤں اور ہوا

بکھیر دی تھی کتنا رحم دل ہے یہ برگد کا درخت خود دھوپ میں ہے اور دوسروں کو چھاؤں دیتا ہے۔ اس نے سوچا اور اس کے دل سے ایک ٹھنڈی آہ نکل گئی مالی کی چار پائی پر پاؤں لٹکا کر وہ بیٹھ گئی برگد کے پتے لو سے مل کر ایک دل کش نغمہ بکھیر رہے تھے وہ اس نغمے میں گم ہو گئی تھی اور تھوڑی دیر کے لیے اپنے تمام غم بھول گئی یہاں بھی کوئی نہ تھا ویرانی جو اس کا مقدر تھی لیکن نہیں برگد کا درخت اس کا ہمدرد تھا وہ گیت سنار ہا تھا اس کی نگاہ ایک چمکدار نقطے پر جم گئی اور ذہن نہ جانے کن کن خیالات کا منج بن گیا بہت دیر گزر گئی اچانک اسے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی اور وہ چونک پڑی اس نے مڑ کر دیکھا اور ایک سایہ سا اس کے سر سے گزر گیا لیکن پیچھے تو کوئی نہیں تھا اس نے دائیں بائیں دیکھا قدموں کی چاپ کسی بھی ممکن ہے کوئی گلہری سوکھے پتوں سے گزرتی درخت پر چڑھ گئی ہو اس نے سوچا اور پھر پرسکون ہو گئی ظاہر ہے اس گرم دوپہر میں سب اس جیسے دیوانے تو نہیں بن سکتے تھے لیکن وہ سایہ۔ اونہہ اب وہ وہی بھی ہوتی جا رہی تھی سایہ خود اس کا ہوگا جو مڑنے سے پڑا ہوگا اور اس نے اپنے ذہن سے خیال نکال دیا اور پھر اسی چمکدار نقطے کو تلاش کرنے لگی جو برگد کی جڑ میں تھا نقد ایسے مل گیا تھا لیکن اس بار وہ بے خیال نہ ہو سکتی وہ چمکدار چیز کیا ہے جیسے وہ بہت دیر سے دیکھ رہی تھی لیکن اس کے بارے میں اس نے ابھی تک نہیں سوچا تھا ایک سفید سی چمکدار چیز تھی وہ چار پائی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ گئی اور اس نے برگد کی جڑ سے دودھیا رنگ کا خوبصورت پتھر اٹھالیا جو دل کی شکل میں ترشا ہوا تھا اس کے کچھ حصوں پر مٹی لگ گئی تھی جسے اس نے دوپٹے سے صاف کر لیا کیسا خوبصورت پتھر ہے جانے کہاں سے آیا ہے قیمتی بھی معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کسی زیور



سے نکل گیا ہو لیکن اس درخت کے نیچے اور پھر اس کی تراش بھی ویسی نہیں تھی کہ کبھی زیور سے اکھڑا ہوا معلوم ہو اس کے علاوہ کافی پرانا بھی معلوم ہوتا ہے وہ پتھر کو ہتھیلی پر رکھ کر دیکھنے لگی بلاشبہ وہ بے حد حسین اور جاذب نگاہ ہے اسے وہ پتھر بے حد پسند آیا وہ اسے اپنے پاس رکھے گی اگر کسی نے اپنا بتایا تو اسے واپس کر دے گی اس خیال کے تحت اس نے ایسے مٹی میں دبا دیا اور چار پائی پر آٹینچی بنھنے کے بعد بھی وہ کافی دیر تک پتھر کو گھورتی رہی پاگل دل کی شکل ہے نجائے کون سے پتھر سے تراشا گیا ہے ممکن ہے پلاسٹک کا ہو لیکن پتھر کا نہ ہوتا تو اتنا وزنی نہ ہوتا کچھ بھی ہو اب تو وہ اس کا اپنا ہے اس نے اسے رکھ لیا اور اس وقت اس کے کانوں میں ایک مردانہ آواز آئی شکر یہ ایک بار پھر وہ اچھل پڑی اس بار اس کے کانوں نے دھوکہ نہیں کھایا تھا ضرور کوئی اجنبی آواز تھی جس نے شکر یہ کا لفظ ادا کیا تھا وہ بدحواسی سے کھڑی ہو گئی کون ہے۔ اسے پھر وہ چاپ اور سایہ یاد آ گیا اور اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھا لیکن چلچلاتی ہوئی دھوپ اور لوگ کے پیٹروں کے علاوہ اور کچھ بھی نہ تھا پھر اس کی نگاہ درخت پر اٹھ گئی۔ ممکن ہے کوئی اوپر درخت پر چھپا ہوا ہے پریشان کر رہا ہو لیکن درخت کے پتے سناں تھے اوپر تک درخت صاف پڑا تھا اسے کچھ خوف سا محسوس ہونے لگا اور وہ چار پائی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی پتھر اب بھی اس کی مٹھی میں ہی موجود تھا وہ تیز تیز قدموں سے صدر دروازے کی طرف چل پڑی اور پھر دوبارہ اپنے کمرے میں آ گئی عجیب بات تھی اسے کانوں پر بھروسہ تھا اور اسے صاف طور سے لفظ شکر یہ سنا تھا کافی دیر تک وہ متاثر رہی پھر اس کی نگاہ کھڑی پر پڑی چار بجنے میں صرف دس منٹ باقی تھے وہ سب کچھ بھول کر خود کو

اس نے تو زندگی میں کبھی میک اپ نہیں کیا تھا ادنیٰ ہر مواریت ہی ایسا ہے عجیب بات ہے تم لوگ سونے کے نالے کھاؤ تب بھی ایسا رنگ نہ نکال سکیں اللہ میاں بھی بعض اوقات خوب مذاق کرتا ہے فوزی خالہ نے ٹکڑا لگایا لیکن اس کی بات اس بات میں بھی غلطی اور شرمہ کی تنقید تھی اس لیے وہ دونوں منہ بنا کر خاموش ہو گئیں وہ باہر نکل آئی ابھی بہت سے کام تھے سورج اب بھی قہر برسا رہا تھا لیکن وہ گرمی سے بے خبر کاموں میں مصروف ہو گئیں شام ہوئی اور پھر رات وہ سب کچھ بھول گئی تھی برگد کے نیچے سے لینے والا پتھر شکر یہ کے الفاظ کوئی بات اسے یاد نہ تھی گیارہ بجے سب کے خواب گاہوں میں مٹ جانے کے بعد اسے فرصت ملی اور وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی کمرے میں پہنچ کر اس نے گہری گہری سانس لیں دن بھر کی پیش کے بعد کمرہ اب بالکل ٹھنڈا ہو چکا تھا وہ خاموش مسہری پر بیٹھ گئی آئینہ سامنے موجود تھا اور وہ سوچنے لگی کہ کچھ بھی ہو وہ اب بھی اس سب سے اچھی سب سے باوقار لگتی ہے شاید ان کی ضرورت سے زیادہ جلن کی یہی وجہ ہے عام طور پر اس کے لیے سادہ اور معمولی کپڑے کے لباس بننے تھے لیکن اس کی مرحوم ماں کے چند جوڑے اب بھی اس کے پاس موجود تھے قیمتی جوڑے جنہیں وہ کبھی بھی اپنے کمرے میں پہن لیتی تھی آج بھی نجائے کیوں اس کا دل چاہا کہ وہ کوئی عمدہ لباس پہنے اور یہ خواہش اتنی شدید ہوئی کہ وہ اس سے باز نہ رہ سکی اس نے الماری کھولی کہ ایک خوبصورت جوڑا نکالا اور غسل خانہ میں جا کر اسے پہننے لگی زرکار جوڑے نے اسے حیرت بنا دیا تھا اس نے باہر نکل کر آئینے میں اپنی نگاہ دیکھی اور خود ہی شرمائی کاش اسی وقت سے دیکھنے والا کوئی ہوتا اور ایمان داری سے اس کے بارے میں کچھ کہہ سکتا اس نے سوچا اور دفعتاً

اسی وقت ایک آواز اس کے کانوں میں گونج اٹھی چشم بددور۔ وہ اچھل پڑی اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں دروازہ کی طرف دیکھا لیکن دروازہ تو اندر سے بند تھا اس نے مسہری اور پھر پورے کمرے کے دوسرے کونوں میں دیکھا لیکن کوئی نہ تھا یہ میرے کان کیوں بننے لگے ہیں آخر اس وقت شکر یہ کی آواز اور اب وہ اس تصور کے ساتھ ایک اور انکشاف ہوا شکر یہ والی آواز اس آواز سے مختلف نہیں تھی ایک ہی آواز اور یہ نرم نرم انداز کون سے کس کی آواز ہے وہم صرف وہم ورنہ اور کون آسکتا تھا اس نے پھر دل کو تسلی دی اور آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی رات اپنی تھی اب کسی کے بلانے کے امکانات نہیں تھے انہیں کپڑوں میں بستر پر آ لیٹی تکیہ اونچا کر کے وہ دراز ہو گئی اور لیٹے لیٹے اسے اس خوبصورت پتھر کا خیال آ گیا اس نے سائیدریک کی دراز کھولی اور پتھر نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا کیسا پیارا پتھر ہے وہ سوچنے لگی اور پھر اسے چمکانے کے لیے اس نے اسے اپنے لباس سے رگڑا پتھر حقیقت چمک اٹھا لیکن اس کے ساتھ کمرے کے اوپر روشندان سے کوئی پرندہ اندر گھس آیا ایک دو تین چار اور مہموت سی انہیں دیکھتی رہ گئی یہ چمکاؤں میں اور ان میں سے تین چمکاؤں نے نیچے اتر آئیں اور اچانک لمبی ہو گئیں۔ عالیہ کی آنکھیں دہشت سے پھٹ گئیں وہ ان چمکاؤں کو انسانی روپ اختیار کرتے دیکھ رہی تھی عجیب بھیاں تک شکلیں تھیں اس نے چیخنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی آواز بھی دہشت کی وجہ سے نہ نکل سکی خوف سے اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے ہم سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے عالیہ ہم تمہارے غلام ہیں تمہارے خیر خواہ ہیں ہم کسی بھی حالت میں تمہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے ہم سے خوف نہ کھاؤ کاش ہم کسی خوبصورت شکل میں تمہارے



سامنے آتے اور تم ہم سے خوفزدہ نہ ہوتیں کیا یہ خواب ہے عالیہ نے سوچا اور آنکھیں ملنے لگیں۔ لیکن وہ خواب نہیں تھا درحقیقت تین انسانی ہولے اس کے سامنے تھے۔ ان کی شکلیں بھیانک ضرور تھیں لیکن الفاظ اور لہجہ بے حد نرم تھا۔

تم کون ہو۔ اس نے ہمت کر کے پوچھا۔ تمہارے خادم ہمیں حکم دو ہم کیا کریں ہم تمہارے لیے ہر کام کر سکتے ہیں۔

میں کیا حکم دوں مگر تم میرے غلام کیسے بن گئے

یہ بتانے کی اجازت نہیں ہے وقت آنے پر نہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ وہ وقت کب آئے گا۔

بہت جلد بہت ہی جلد تم بالکل فکرمات کرو تمہارے برے دن گزر گئے اب کوئی تمہیں آنکھ نہیں دکھا سکے گا ہم تینوں کو تمہاری خدمت پر مامور کر دیا گیا ہے عالیہ خشک ہونوں پر زبان پھیرنے لگی وہ تینوں ادب سے اس کے سامنے جھکے کھڑے تھے اگر کوئی کوہ نہیں ہے تو ہمیں اجازت دیجئے کیا ہم جاسکتے ہیں۔ ہم تم جاذ خدا کے لیے جاؤ۔

ہم حاضر ہوتے رہیں گے اگر آپ ہم سے خوف کھاتی ہیں تو آپ کو تکلیف ہوگی آپ دل سے یہ خوف نکال دیں اور ہاں ہمارے جانے کے بعد آپ کو نیند نہیں آئے گی یقیناً آپ ہمارے بارے میں سوچتی رہیں گی اس لیے آپ یہ شربت پی لیں آپ کو یہ سکون نیند آئے گی ان مین سے ایک نے اوپر ہاتھ بڑھایا اور عالیہ نے اس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت شربت بلوریں گلاس دیکھا جس میں یکے گلابی رنگ کا شربت تھا عالیہ یوں ہی خوف زدہ تھیں لیکن گلاس اس کے بالکل قریب تھا وہ جیسے گاڑے شربت سے نفیس خوشبو اٹھ رہی تھی۔ نجانے وہ کیا تھا لیکن وہ تینوں اس کے قریب

کھڑے تھے اس لیے اس نے باطل خواستہ شربت اس کے ہاتھ سے لیے کر منہ سے لگایا اور پھر گلاس اس وقت جتنا شربت ختم ہو گیا بلاشبہ اس نے اتنا خوش ذائقہ شربت اس سے قبل نہیں پیا تھا ایک لمحے میں اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا جسم پھول کی طرح ہلکا ہو گیا ہو پورے جسم کی تھکن گویا چھوٹی تھی اور پھر اس کی آنکھیں براسرار انداز میں بند ہونے لگیں اور وہ گہری نیند سو گئی۔ صبح کو جب اس کی آنکھ کھلی تو دھوپ کا ایک دھبہ اس کی مسہری کے عین سامنے دیوار پر موجود تھا یہ دھبہ ٹھیک پونے آٹھ بجے یہاں ہوتا تھا اس نے بدحواسی سے کھڑکی کی طرف نگاہ دوڑائی پونے آٹھ بجے تھے ٹھیک آٹھ بجے گھر کے تمام افراد ناشتے کی میز پر ہوتے تھے اور انہیں اٹھ بے ناشتہ دینا اس کی ذمہ داری ہوتی تھی گویا صرف پندرہ منٹ تھے۔ اگے ہاتھ پاؤں پھول گئے آج ضرور موت آگئی تھی آٹھ بجے ناشتہ نہ ملتا تو وہ اس کے سب اسے کھا جاتے وہ کچھ کی طرح مسہری سے اٹھ گئی اس کے جسم پر دو کپڑے تھے جو اس نے رات کو تبدیل کئے تھے اس وقت یہ کپڑے بھی وبال بن گئے تھے انہیں اتارنے میں دو تین منٹ خرچ ہو جائیں گے۔ بہتر حال اگر انہوں نے اسے ان کپڑوں میں دیکھا تو مزید مصیبت آئے گی میرے اللہ میرا مشکل آسان کر اس نے رو ہانے انداز میں کہا کہ کپڑے بدلنے لگی منہ پر بھی اٹے سیدھے چھین مارے بالوں کو بھی نہیں سنوارا اور باورچی خانہ کی طرف چوروں کی طرح دوڑی کوئی اسے رات میں دیکھ نہ لے فوزی خالہ کی لعین طعن آج بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی گھوڑی ہو رہی تھی جوانی پھٹی پڑ رہی ہے کیسی مست نیند ہے سو ہوگی کم بخت وغیرہ وغیرہ بانٹتے کانٹتے دل سے باروچی خانے میں داخل ہوئی اسے کوئی بہانہ

نہ سوجھ رہا تھا جھوٹ بولنے کی عادت نہیں تھی نہ دروازے کے اندر داخل ہوتے ہی اس کے پاؤں جم گئے تھے نجانے ناشتے کس نے تیار کیا تھا تمام ناشتہ تیار تھا چائے کا پانی کیشی پر کھول رہا تھا ہر چیز قرینے سے لگی تھی یا خدا کیا گھر والوں نے اسے سوتا دیکھ کر خود ناشتہ تیار کیا تھا اگر یہ بات تھی تو پھر تو اور مصیبت آئے گی اس نے بھاری بھاری قدم اٹھائے اور چائے کا پانی اتار لیا اسے دوسری لتی میں ڈال کر پیتہ ڈالی اور سر پوش ڈھک دیا اور پھر تمام چیزیں اس نے ٹرائی پر سجائیں دل میں ہول اٹھ رہا تھا اب کوئی آیا اور اس پر ہم پھنسا۔ لیکن کوئی نہ آیا سب سبہ قدموں سے وہ ٹرائی دھکیلتی ہوئی باورچی خانے سے نکل آئی اور ناشتے کے کمرے میں طرف بڑھنے لگی اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے مجرم بھاسی کے تختے کی طرف بڑھتا ہے ناشتے کے کمرے میں حسب معلوم سب موجود تھے وہ نظریں جھکائے میز کے قریب پہنچی سب خاموش تھے جیسے کوئی اہم بات ہو گئی ہو اس نے ناشتہ میز پر لگایا اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے آخر کا پتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے ناشتہ سرو کر دیا کسی نے کچھ نہ کہا اور ناشتہ میں مصروف ہو گئے تب اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اس نے نظریں اٹھا کر ان سب کے چہروں کی طرف دیکھا کیا وہ سب پاگل ہو گئے تھے اگر نہیں تو انہوں نے اس سے ناشتے کے بارے میں استفسار کیوں نہیں کیا۔ اسے رابھلا کیوں نہیں کہا لیکن ان میں کسی کے چہرے پر ایسے کوئی آثار نہیں تھے یا خدا کیا ماجرا ہے کیا ان لوگوں میں سے کسی نے ناشتہ تیار نہیں کیا دفعتاً فوزی خالہ نے پیالی آگے بڑھائی میرے لیے چائے ڈال دے اور وہ کسی مسجد سے بیرے کی طرح آگے بڑھی اس نے فوزی خالہ کی پیالی میں چائے بنائی اور پیچھے ہٹ گئی۔

پھر بھول گئی روزانہ کہتی ہوں میری چائے نمک ڈال کر دیا کر مگر شہزادی کو یاد کہاں آسکتا ہے فوزی خالہ کو آخر موقع مل گیا اس نے جلدی سے اپنی غلطی محسوس کی اور نمک دانی سے تھوڑا سا نمک نکال لیا لیکن فوزی خالہ کو جلن نکالنے کا بہترین موقع ملا تھا وہ اس موقع کو ہاتھ سے کیسے جانے دیتی انہوں نے لپک کر اس کے ہاتھ سے نمک دانی چھین لی۔

اب تو میں خود بھی ڈال سکتی ہوں تمہارے زحمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

وہ نمک دانی لے کر اکسری پر بیٹھیں لیکن نجانے کرسی کیسے پیچھے کھسک گئی اور فوزی خالہ بری طرح نیچے گریں گرتے گرتے انہوں نے میز کی ٹاپ پکڑنے کی کوشش کی لیکن چائے کی پیالی ہاتھ میں آگئی نتیجہ میں وہ نیچے گرین اور چائے ان کے اوپر فوزی خالہ کی چیخوں نے زمین آسمان ایک کر دیا تھا چائے کھولتی ہوئی تھی ان کے چہرے اور سینے پر بڑی تھی وہ ذبح کئے ہوئے کبوتر کی طرح پھڑپھڑانے لگی اور سب لوگ ان پر دوڑے آئے۔ یہ ناشدنی جو کچھ نہ کرادے کم ہے چچی اماں کے الفاظ سنائی دیے بہر حال ابھی عالیہ کو ڈانٹنے کا موقع نہیں تھا پہلے فوزی خالہ کی خبر لینی تھی تمام گھر والے ناشتہ وغیرہ بھول گئے فوزی خالہ کی تیار داری ہونے لگی چاچا جان ڈاکٹر کو فون کرنے لگے دوسرے لوگ فوزی خالہ کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے جانے لگے وہ کیا کرتی کھانے کی میز کے پاس کھڑی رہی اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا فوزی خالہ نے خود ہی اٹھ کر نمک دانی چھیننے کی کوشش کی تھی کرسی پیچھے کھسک گئی اور وہ اسے دوبارہ برابر کرنے بھول گئی تھیں اس ان کے جل جانے کا کافی افسوس تھا لیکن فوزی خالہ کی چیخوں پر اسے ہسی آگئی غصے کا انجام ہی برا ہے اس کے منہ



سے نکلا اور اسی وقت اس کے کان کے قریب مہی کی سی جھنجھٹا ہٹ گئی۔

آپ کو ستانے والوں کو آپ کے غلام معاف نہیں کریں گے جو بھی آپ کے ساتھ براسلوک کرے گا ہم اس کا براہ راست کر دیں گے۔

وہ پھر خوف سے اچھل پڑی یہ الفاظ نہایت کا واہم نہیں تھے بالکل صاف الفاظ تھے اور آواز بھی وہی تھی جو اس نے ان خوفناک لمبے دانتوں والی چمکا ڈوروں کی سنی تھی اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھا وہ معصوم اور سیدھی سادی ضرور تھی لیکن بچے در بچے واقعات کو وہ نظر انداز نہیں کر سکتی تھی تمام واقعات ایک ہی سلسلے کی کڑی معلوم ہوتے تھے اس کا مقصد ہے کہ کوئی براسرار قوت اس کی مدد کر رہی تھی لیکن یہ انوکھے غلام کون تھے کس کی نظر عنایت اس پر ہو گئی تھی برگرد کے درخت کے نیچے سے ملنے والا پھر شکریہ کے الفاظ پھر رات کو نظر آنے والی شکلیں شربت اور پھر صبح کو ناشتہ کی تیاری یہ سب کیا ہے اس کا دل لرز رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ایک انجان سی خوشی بھی تھی نجانے یہ براسرار قوتیں اس سے کیا چاہتی تھیں کہیں یہ اسے نقصان نہ پہنچائیں وہ کافی دیر تک ناشتہ کی میز کے پاس کھڑی رہی اور تھوڑی دیر کے بعد چچی اماں اندر داخل ہوئی۔

اب یہاں کھڑی سوگ کیوں منارہی ہو جاؤ خوشی سے ناچوگا وعیش کرو تہاری دل مراد لیکن ابھی جملہ پورا نہیں ہوا تھا کہ وہ بری طرح اچھیلیں اور پھر مسلسل اچھلتی رہی اس کے ساتھ ہی ان کے منہ سے ارے ارے نکل رہا تھا چچی اماں خاص فرہم تھیں اور ان کا اچھلنا مشکل تھا لیکن اس وقت وہ دیوانہ دار اچھل رہی تھیں پھر ان کے منہ سے نکلا۔

اری کم بخت دیکھ دیکھ تو سہی میری میض میں کیا گھس گیا ہے اور عالیہ دوڑی اس نے میض

بشکل اٹھائی تو اس سے ایک چھپکلی نکل کر فرش پر دوڑنے لگی چچی اماں کی چیخیں بھی خالہ فوزی کے کم نہ تھیں وہ چھپکلی سے بہت ڈرتی تھیں اور یہ تصور ان کے لیے روح فرسا تھا کہ ان کے بدن سے چھپکلی رینگتی رہی تھی ان کی چیخیں بھی اس کمرے تک پہنچ گئیں جہاں ابھی خالہ فوزی کی تیمارداری ہو رہی تھی سب لوگ خالہ فوزی کو چھوڑ کر ناشتہ کے کمرے میں پہنچ گئے چچی اماں اب بھی اوئی اوئی کہہ کر اچھل رہی تھی۔

کیا ہوا بیگم کیا ہو چا چا جان نے گھبرا کر پوچھا چاچی اماں پسینے میں شرابور ہو رہی تھیں اکھڑے ہوئے سانس سے بولیں بچہ کئی آج تو بچہ کئی چھپکلی چڑھ گئی تھی کمر پر اللہ اس بچی کو خوش رکھے جان جو کیوں میں ڈال کر چھپکلی نکال دی ورنہ نجانے کیا حشر ہوتا ہائے چچی جان نے مختصر الفاظ میں ہانپتے ہوئے داستان سنا ڈالی۔ ویسے عالیہ کے اس کارنامے سے ان کا مزاج بدل گیا تھا ان کے نزدیک یہ بہت بڑی بات تھی چچا جان نے سکون کا سانس لیا کوئی خاص حادثہ نہیں ہوا تھا انہوں نے چچی کو سنبھالا اور پھر اس کمرے میں لیے جہاں خالہ فوزی بستر پر نیم مردہ پڑی تھیں عالیہ کی طرف ابھی بھی کسی نے توجہ نہیں کی تھی عالیہ کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ ابھر آئی اگر چھپکلی والا واقعہ بھی اتفاق نہیں ہے تو اس کے یہ غلام بے حد دلچسپ ہیں نجانے اسے کیوں یقین ہونے لگا کہ چھپکلی والا واقعہ اتفاق نہیں ہے کیونکہ اس کے غلام اسے بتا چکے تھے کہ اس کو تکلیف پہنچانے والوں کو وہ پریشان کریں گے گویا چھپکلی انہیں کی طرف سے تھی کیونکہ چچی خان اسے لعن طعن کر رہی تھیں اس نے گردن جھٹک دی یہ تصور عجیب تھا کہ براسرار شکلیں خود کو اس کا غلام کہتی تھیں بہر حال اس نے ناشتہ کی میز کی طرف دیکھا خالہ فوزی کی مصیبت

نے ناشتہ خراب کر دیا تھا اب نجانے گھر کے لوگ ناشتہ کریں گے بھی یا نہیں ابھی وہ یہ سوچ رہی تھی کہ غلطی اور شمسہ اندر آگئیں انہوں نے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور کرسیاں کھیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

تم تو جانتی ہو عالیہ خالہ فوزی سکی ہیں ڈرنا سا نمک ڈال دیتی تو یہ سب پر مصیبت نہ آتی ہمارا ناشتہ بھی خراب کر دیا اب پڑی ہائے ہائے کر کے سب کو بور کر رہی ہیں۔

بس غلطی ہو گئی لیکن زیادہ وقت بھی تو نہ گزرا تھا کہ ایک سینکڑ میں نمک ڈل جاتا تھا عالیہ نے کہا۔

تم نے ناشتہ کر لیا نجانے کیوں غلطی کو اس کا خیال آ گیا۔

ابھی نہیں۔ کرلوں گی وہ آہستہ سے بولی کیونکہ وہ ہمیشہ ناشتہ باورچی خانے میں کرتی تھیں آج تک کسی نے اس کو اس قابل نہیں سمجھا تھا کہ اسے ساتھ ناشتہ کرایا جائے آؤ ہمارے ساتھ ہی ناشتہ کر لو غلطی نے پیشکش کی لیکن وہ اپنی حیثیت میں رہنا چاہتی تھی غلطی کے دوبارہ کہنے پر وہ بھی اس کے ساتھ نہ بیٹھی لیکن یہ تبدیلی اسے بہت عجیب سی لگی دونوں نے ناشتہ کر لیا۔ تو وہ برتن سمیٹ کر چل پڑی یہاں پہنچ کر کچھ اور حیرتیں اس کی منتظر تھیں رات کے چھوٹے برتن جو اسے صاف کرنے ہوتے تھے دھلے دھلائے الماری میں سجے ہوئے تھے دیگر تمام کام تیار تھے وہ حیرت زدہ کھڑی اس تمام کارنامے کو دیکھتی رہی اب تو کس ویں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا وہ اس صورت حال سے بھی خنودہ می اور خوش تھی تھی نجانے یہ سب کچھ کیا ہے کیوں بے ملازم ابھی پکانے کے لیے چیزیں نہیں لایا تھا اسے اور بھی کوئی کام نہیں تھا اس لیے وہ ناشتہ کے برتن صاف کرنے لگی لیکن اچانک اسے

محسوس ہوا جیسے کسی غیر مرئی قوت نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے ہوں اس کے ساتھ ہی ایک منمنائی ہوئی آواز گونجی یہ سب کام اب آپ کے کرنے کے نہیں ہیں یہ ملازم کب کام آئیں گے براہ کرم ہمیں شرمندہ نہ کریں وہ پھر خنودہ ہو گئی غیر مرئی شے سے اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے اس نے خوف زدہ نظروں سے ہر برتنوں کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تمام برتن پلک جھپکتے ہی صاف ہو گئے تھے میرے خدا یہ کیا اسرار ہے اس کے منہ سے بڑبڑانے کے انداز میں نکلا کئی منٹ تک وہ بیٹھی سوچتی رہی اور پھر ایک گہری سانس لیے باہر آگئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے کہاں جائے برتن وغیرہ دھونے کا کام تو ساڑھے نو بجے تک ہوتا تھا اس کے بعد کپنے کے لیے آ جاتا تھا اور وہ اس میں مصروف ہو جاتی تھی لیکن برتن دھل چکے تھے پکنے کا ابھی وقت نہیں ہوا تھا دفعتاً اسے خیال آیا کہ اخلاقاً اسے بھی فوزی خالہ کو دیکھنے جانا چاہیے فوزی خالہ جل گئی تھیں اور وہ ابھی تک انہیں دیکھنے نہیں گئی تھی اس کے قدم ان کے کمرے کی طرف اٹھ گئے گھر کے دوسرے لوگ اب بھی اس کمرے میں تھے یہاں تک کہ چاچا جان بھی آفس نہیں گئے تھے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی ڈاکٹر نے فوزی خالہ کے چہرے پر کوئی مرہم لگا دیا تھا ان کا پورا چہرہ چلنا ہو رہا تھا البتہ انہیں کھلی ہوئی تھیں انہوں نے نفرت بھری نظروں سے اسے دیکھا اور کہتے ہوئے بولی۔

اب جلنے پر نمک چھڑکنے آئی ہو اب کیوں اپنی محسوس شکل دکھائی۔

خالہ مجھے افسوس ہے اس نے بھرائے ہوئے انداز میں کہا۔

آپ خود ہی کچھ زیادہ غصے میں آ گئی تھیں فوزی باجی نمک بعد میں ڈالا جاسکتا تھا اور پھر میں



آپ سے کہہ چکا ہوں کہ چائے میں نمک نہ پیا کریں نقصان دہ ہوتا ہے چاچا جان نے کہا۔

ہاں گویا میری ہی غلطی تھی ٹھیک کہتے ہو میاں گوشت سے ناخون جدا نہیں ہوتے سوہ تمہاری سمجھتی ہے میں کون ہوں بیوی کی بہن کلڑوں پر پلنے والی خالہ فوزی نسو لے بہانے لگیں اب آپ تو بلا وجہ بات کا جتنگر بنا دیتی ہیں چاچا جان گھبرا کر بولے ایسی ہی ناگوار سی گزر رہی ہے تو ہاتھ پکڑ کر نکال دیجئے گھر سے ان کی لاڈلی سے کچھ نہیں کہا جاتا جب وہ چائے میں نمک پتی ہیں تو آخر کیوں یاد نہیں رکھا جاتا چچی جان سے بہن کے آنسو برداشت نہ ہو سکے اور وہ ان کی حمایت میں بول پڑیں۔ خدا سے ڈریں بیگم میں نے کچھ کہا بھی ہو چاچا جان۔ چاچا جان دورخی مار برداشت نہ کر سکے کلیجہ پوچ لیتے ہو اور کہتے ہو کچھ نہیں کہا۔ ارے میں اس کم بخت کی وجہ سے نہیں جلی تو اور ابھی خالہ فوزی جملہ پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ روشن دان سے ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی اور پیتل کے اس گلدان پر بیٹھ گئی جو خالہ فوزی کے سر کے عین اوپر رکھا تھا چڑیا بیٹھتے ہی اڑی اور گلدان خالہ کے سر پر آ پڑا ارے مرگئی۔ مرگئی۔ مرگئی۔ خالہ فوزی دھاڑیں مارنے لگیں۔ ایک بار پھر لے دے چچ گئی نکل جا مردود یہاں سے کیا میری بہن کی جان لے کر دم لے گی چچی جان جوش غضب میں اس کی طرف بڑھیں وہ شاید اسے دھکے دے کر نکالنے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن ان کے اوندھے منہ مرنے کا دھماکہ بہت زور دار تھا نہ جانے ان کے پاؤں کہاں پھنس گئے چچی جان کی لائیوں کی تمام چوڑیاں ٹوٹ گئیں اور کلڑے ان کی کلائیوں میں چبھ گئے ہائے امی غلطی اور شرمہ فوزی خالہ کو چھوڑ کر چچی جان کی طرف پلکیں چاچا جان البتہ سیدھے کھڑے تھے اور آج ان کے چہرے کے تاثرات

اور دونوں سے مختلف تھے۔

اب بھی عبرت حاصل کر دیکھ بے زبان کا نگہبان خدا ہوتا ہے باجی فوزی نے دوسرے اس پر الزام لگایا انہیں دونوں مرتبہ سزا ملی اور آپ بھی جذبات میں نقصان اٹھانے لگیں اگر اب بھی آپ نہ سنبھلیں تو انجام جو ہوا اس کی ذمہ داری صرف آپ پر ہوگی وہ سخت کچے میں بولے اس وقت ایک ملازم اندر آ گیا۔

صاحب ایک شخص آیا ہے کہہ رہا ہے ڈرائیور کے بارے میں اشتہار پڑھ کر آیا ہے ملازمت کا خواہش مند ہے۔

آؤ عالیہ چاچا جان نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑے دروازے کی طرف بڑھے۔

ارے میری بہن بے ہوش ہو گئی ہے ڈاکٹر کو تو بلاؤ چچی جان اپنی تکلیف بھول کر خالہ فوزی کے چہرے کی طرف دیکھ کر بولیں جن کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ اور پیشانی اور گالوں تک لڑھک آیا تھا ڈاکٹر ہمارا باپ کا ملازم نہیں ہے جو بار بار دواؤں کسی ملازم کو بھیج کر دوسرے ڈاکٹر کو بلوائیں چاچا جان کی جرات پر سخت حیرت ہوئی اس سے قبل تو وہ بیگم بلی بنے رہتے تھے اس وقت وہ شیر کیسے بن گئے تھے اور اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولے عالیہ بیٹے میری آنکھیں بند نہیں ہیں میں تمہارے ساتھ ان لوگوں کا رویہ دیکھ رہا ہوں بعض حالات میں میں بھی مجبور ہوں مجھے تم سے کچھ گفتگو کرنی ہے ڈرائنگ روم کو پنپالوں جو ڈرائیور کے لیے آیا ہے اور انہوں نے ملازم کو آواز دے کر اس شخص کو بلانے کے لیے کہا دودھ جیسا رنگ سپرے بال نیلی آنکھوں والا دبلا پتلانہ جوان معمولی فیس کی پتلون اور نمب پنے ہوئے تھا چہرے سے شرافت نپکتی رہی اندر آ گیا اس نے ادب سے سلام کیا ارا ایک طرف کھڑا ہو گیا

چاچا جان نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر گردن ہلا کر بولے۔

بیٹھ جاؤ اور وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کچھ تعلیم یافتہ ہو۔

جی ہاں۔ واجبی سی تعلیم ہے لکھ پڑھ لیتا ہوں وہ آرام سے بولا۔

ڈرائیونگ لائسنس موجود ہے۔

جی ہاں۔ اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر سامنے رکھ دیا چاچا جان کاغذ کو دیکھنے لگا کتنی تنخواہ لوگے سلمان میاں۔ اس کے علاوہ دو تین باتیں واضح کر دوں تمہیں یہاں رہنا ہوگا ایسا انداز شرط ہے اپنے کام سے کام رکھو گے۔

مجھے منظور ہے جناب میں سر چھپانے کی جگہ چاہتا ہوں تنخواہ جو ملے مل جائے میرے اخراجات زیادہ نہیں ہیں۔

ٹھیک ہے دو ہزار روپے دیں گے کھانے اور کپڑے وغیرہ ہماری طرف سے تمہارا ساتھ اور کون ہے۔

تہا ہوں۔

کیا تمہیں منظور ہے

جوئی جناب جب کپڑے اور کھانا آپ دو گے تو مجھے دو ہزار کی کیا ضرورت ہے ایک ہزار کافی ہیں اس نے کہا اور چاچا جان گردن ہلانے لگا ٹھیک تم چاہو تو آج سے ہی کام شروع کر دو چاچا جان نے کہا اور سلمان نے گردن ہلا دی اس نے ایک بار بھی عالیہ کی طرف نہیں دیکھا تھا لیکن عالیہ اس کے دل کی دنیا تو بڑی طرح ڈانوں ڈول ہو گئی تھی اس نو جوان کے چہرے میں نجانے کیا بات تھی اس کے دل میں ایک کسک پیدا ہو گئی چاچا جان نے ملازم کو بلا کر کہا ڈرائیور والا کوڑا کوڑا کھانے کا دے دیا جائے اور اس کی تمام ضروریات کا خیال رکھا جائے اس کے جانے کے بعد چاچا

جان عالیہ سے گفتگو کرنا چاہتے تھے کہ چچی جان اندھی طوفان کی طرح اندر داخل ہوئی اور عالیہ کی طرف رخ کر کے بولیں۔

تم جاؤ مجھے بات کرنی ہے اس نے چاچا کی طرف دیکھا اور ان کے چہرے پر کشمکش پا کر وہ

دیہاں سے اٹھ گئی یوں بھی اس وقت اٹھ جانا جاتا تھی بھی نجانے کیا ہو رہا تھا نہ جانے یہ دن کیسے گزر رہے تھے سلمان ایک ڈرائیور کی حیثیت میں اس

گھر میں آیا تھا لیکن نجانے کیوں اس کا دل اسے ڈرائیور تسلیم نہیں کر رہا تھا ایسی حسین صورت والا

ڈرائیور نہیں ہو سکتا وہ سیدھی باورچی خانے پہنچ گئی اور ایک بار پھر وہ اچھل پڑی چولہوں پر دیکھا چڑھی

ہوئی تھی کھانا تقریباً تیار تھا حالانکہ ابھی صرف پونے گیارہ بجے تھے اس نے تمام ہنڈیاں کھول

کر دیکھیں بڑی عمدہ خوشبو اٹھ رہی تھی ابھی تک جن حالات سے گزری تھی ان کو وجہ سے ناشتہ کرنا بھی

بھول گئی تھی روز کا معمول تھا کوئی نئی بات نہیں تھی اس نے ڈھکی ہوئی پلٹیں کھولیں اور پھر ٹھنک کر رہ

گئی۔ ناشتہ بالکل تازہ تھا اور گرم تھا۔ جب کہ اب تک اسے بالکل خراب ہو جانا چاہیے تھا لیکن وہ

پراسرار غلام۔ اس نے ناشتہ شروع کر دیا اور حیرانہ رہ گئی اتنا مزیدار ناشتہ اس نے پہلے کبھی نہیں

کیا تھا یا اللہ اس قدر عنائتیں کیسے برداشت کر سکے گی وہ سوچنے لگی اور ایک بار پھر اس کے ذہن کے

چور دروازے سے سلمان کھس گیا وہ خود کو ملامت کرنے لگی بڑے بڑے حسین نو جوان اس

نے دیکھے تھے غلطی کی بات جس سے چل رہی تھی وہ بھی دجہی تھا حالانکہ خود عالیہ کو اس کے سامنے سے

دور رکھا گیا تھا کیونکہ گھر کے سب لوگ عالیہ کے حسن سے خوفزدہ تھے سب جانتے تھے کہ اس کے

سامنے غلطی یا شمشہ کی دال گنا مشکل ہے لیکن بہر حال کسی طرح عالیہ نے اسے دیکھ لیا تھا اسے اس



کی وجاہت پسند آئی تھی لیکن عظمیٰ کے لیے خود اس کے دل میں آج تک کوئی تحریک نہیں پیدا ہوئی تھی لیکن سلمان اس کی نیلی آنکھیں کتنی پرکشش تھیں نجانے بے چارہ کن حالات کا شکار تھا اور نجانے اس نے ناشتہ بھی کیا ہے یا نہیں اس احقانہ سوچ پر وہ خود ہی شرمائی پھر اس نے ذہن دوسری طرف نکالنے کی کوشش کی دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں جا گئے مگر کئی فضا آج بہت خراب تھی چاچا جان بھی آفس نہیں گئے تھے چچی سے ان کی خاصی کھٹ پھٹ ہو گئی تھی کھانے سب نے اپنے اپنے کمروں میں کھائے تھے اور پھر دروازے بند کر کے لیٹ گئے تھے وہ بھی حسب معمول اپنے کمرے میں جا بھی ناشتہ دیر سے کیا تھا اس لیے کھانا بھی نہیں کھایا وہی گرم دوپہر۔ اور دوپہر کے خیال سے اسے وہ پتھر یاد آگیا پتھر اپنی جگہ رکھا ہوا تھا اس نے بڑی جاہت سے اسے اٹھایا اور بغور دیکھنے لگی کیسا پیارا پتھر ہے وہ اس کا کیا کرے کیوں نہ اسے لاکٹ میں جڑوالے اور ہر وقت پہن رہے لیکن یہ کیسے ممکن تھا اگر وہ اسے پہنتی تو گھر والے اس کی بوئیاں نوچ ڈالتے پھر اپنے کمرے میں سہی مگر لاکٹ کس سے بنوائے گی کہاں سے بنوائے گی۔ اپنی احقانہ سوچ پر وہ خود ہی مسکرا دی اور مسہری پر درواز ہو گئی لیکن وہی تنہائی بے اختیار اس کا دل چاہا کہ برگد کے درخت کے نیچے پہنچ جائے وہی ٹھنڈی چھاؤں وہی خوبصورت فضا لیکن اس کے ساتھ ایک ہلکا سا خوف اس کے ذہن میں ابھر آیا وہ خوف ناک غلام اسے یاد آگئے لیکن ان غلاموں نے اب تک اسے نقصان نہیں پہنچایا تھا بلکہ وہ اس سے تعاون کر رہے تھے وہ ہر نازک لمحے میں نہ صرف اس کی مدد کر رہے تھے بلکہ اسے برا کہنے والوں کا دماغ بھی درست کر رہے تھے پھر ان سے ڈرنے کی کیا

ضرورت تھی وہ تو اس کے ہمدرد ہیں اس خیال نے سے ڈھارس دی اور وہ دروازہ کھول کر اپنے کمرے سے نکل گئی حسب معمول باہر چلائی ہوئی دھوپ پڑ رہی تھی چہرہ جھلسا جا رہا تھا لیکن اچانک اس نے اپنے اوپر ایک سایہ دیکھا اور اس کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں لیکن اوپر کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا وہ سایہ ہوتا وہی انوکھے غلام اس نے سوچا وہ اس کے کس قدر خیال رکھتے ہیں اور وہ دل ہی دل میں ان کی ممنون ہوئے بغیر نہ رہ سکی اس وقت وہ اس سائے سے خوفزدہ بھی نہ ہوئی تھی اور اس کے نیچے نیچے برگد کے درخت تک پہنچ گئی مالی کی چار پائی اس طرح بھی ہوئی تھی اس نے ایک گہری سانس لی اور چار پائی پر بیٹھ گئی اس وقت اس کی نگاہ درخت کے دوسری طرف پڑی کسی کے بازو نظر آ رہے تھے کوئی درخت سے پشت لگائے منہ دوسری طرف کئے ہوئے بیٹھا تھا۔

مالی اس نے آواز دی۔ اور بیٹھا ہوا آدمی جلدی سے اٹھ کر اس کے سامنے آگیا عالیہ کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ یہ سلمان تھا۔ آپ۔ اس کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی

میرا نام سلمان ہے مالکن۔ اس نے ادب سے کہا اس کی نیلی آنکھوں میں محبت کے لڈو پھوٹ رہے تھے اجنبی مردوں سے ہمکلام ہونے کا اسے شاز و تادری اتفاق ہوا تھا۔ اس لیے اس کی پیشانی عرق الود ہو گئی تھی۔

آپ کو تکلیف ہو رہی ہے میں چلا جاؤں اس نے پوچھا۔ لیکن اس کے منہ سے آواز نہ نکل سکی کوادر ٹکی چھت تپ رہی تھی اس لیے درخت کے نیچے آگیا میں جا رہا ہوں آپ اطمینان سے بیٹھیں اس نے قدم بڑھائے اور وہ بے ساختہ بول پڑی۔

رکو۔ بیٹھ جاؤ۔ کیا حرج ہے نجانے یہ الفاظ اس نے کس طرح ادا کئے تھے۔ شکر یہ۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اسی جگہ بیٹھ گیا اور وہ متوجش ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی یہ شکر یہ اس شکر سے مختلف نہیں تھا جو وہ ایک دن پہلے سن چکی تھی لیکن پھر اسے اپنی بے وقوفی پر غصہ آیا نجانے وہ اتنی احمق کیوں ہوئی جا رہی ہے۔ میرا نام عالیہ ہے وہ بولی۔

انتہائی مناسب نام ہے اس نے کہا۔ تم نے کھانا کھالیا۔ اس نے گھبراہٹ میں دوسرا سوال داغ دیا۔

مجھے نہیں معلوم مہمان کو کھانا کون دیتا ہے۔ ارے اس کا مطلب ہے کہ تم ابھی تک بھوکے ہو۔ اس نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

میرے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے کافی عرصے سے بیروزگار ہوں اکثر دوپہر کا کھانا تم ہی کھاتا ہوں اس نے کہا اور عالیہ کا دل ہمدردی سے دھڑک اٹھا اس کی یہ بات اسے بڑی درد بھری لگی اور وہ بے ساختہ اٹھ گئی۔

آؤ۔ آؤ میں بہت شرمندہ ہوں پلیز آؤ۔ آپ کیا تکلیف کریں گی مالکن۔

پھر مالکن۔ میں عالیہ ہوں اور بس آؤ اس نے کہا اور وہ اٹھ گیا ہمدردی میں عالیہ اس نازک پوزیشن کو بھول گئی اسے صرف یہ یاد رہا کہ وہ بھوکا ہے اور اسے لیے ہوئے کچن میں آئی اور پھر اس نے کھانا نکالا باورچی خانے میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی مہمان وہ بیٹھ سکے اس لیے وہ ٹرائی لیے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی وہ ہلکا سا مرد تھا جسے وہ بے حد پسند کرتی تھی اور پھر اس نے میز پر کھانا رکھ دیا اور اس کو گہری نظروں سے دیکھا

آپ نے بھی نہیں کھایا ہوگا مس عالیہ۔ تمہیں کیسے معلوم۔ تھوڑا سا پڑھا لکھا ہوں علم القیافہ میں بھی شدید رہی تھی میں نے ناشتہ دیر سے کیا تھا چھوٹا منہ بڑی بات مالک اور ملازم کا احساس رکھتا ہوں لیکن نجانے دل کیوں یہ حرکت کرنے کو چاہ رہا ہے کہ آپ سے بھی شرکت کی درخواست کروں کچھ اس انداز میں یہ بات کہی تھی کہ عالیہ روندہ کر سکی او اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

نجانے وہ کون سا جذبہ تھا جس نے ایک لحظہ اجنبیت دور کر دی تھی ورنہ وہ ایک شرمیلی لڑکی تھی کھانے کے بعد وہ اس سے اس کے بارے میں پوچھتی رہی اور وہ گھول مول سے جواب دیتا رہا پھر اچانک عالیہ کو اپنی موجودہ پوزیشن کا احساس ہوا اور اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

ارے بس اب تم جاؤ کسی نے دیکھ لیا تو موت ہی آجائے گی اور وہ شکر یہ ادا کر کے چلا گیا۔ عالیہ بے سدھ ہو کر مسہری پر گر پڑی یہ کیا ہو گیا ہے اسے کیا ہو گیا تھا۔ وہ بہر حال اس کے لیے اجنبی تھا لیکن اس خیال پر دل نے پکار کر کہا کہ وہ اجنبی نہیں ہے مگر وہ ایک ڈرائیور ہے صرف ڈرائیور نہ جانے کون ہے کہاں سے آیا ہے ذہن اسی کشمکش میں مبتلا تھا لیکن اس سوچ میں ایک انوکھی لذت تھی اور نجانے کتنا وقت گزر گیا جب ہوش میں آئی تو پانچ بج چکے تھے ایک دم اس کا دل دھک سے ہو گیا صبح گئی تھی لیکن اب شامت زیادہ دور نہیں تھی ہانپتی کانپتی باورچی خانے میں پہنچی تو ٹرائی چائے سے بجی ہوئی تھی وہ آنکھیں بند کر کے دیوار کے ساتھ ٹکھ گئی۔

میرے معبود یہ سب کیا ہے میرے انوکھے ہمدرد میں کس منہ سے تمہارا شکر یہ ادا کروں وہ ٹرائی دھکیلتی ہوئی باورچی خانے میں سے نکل آئی ناشتہ کے کمرے میں بھی موجود تھے خالہ فوزی کو صبح سے



کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا اس لیے وہ اپنی تمام تکلیف بھول کر ناشتہ کے کمرے میں آگئی تھی وہ اس وقت خالہ فوزی کی چائے میں نمک ڈالنا نہ بھولی تھی اور دن گزرتے رہے سب لوگ سلمان سے بہت خوش بنتے بڑا ہنس مکھ نوجوان تھا عظمیٰ اور شمرہ اس پر کبھر پھر کر چکی تھیں ظاہر ہے وان کے معیار کا نہ تھا ذیے اس دوران ایک خاص بات یہ ہوئی تھی کہ نجانے گھر کے سب لوگوں کو عقل کس طرح آگئی تھی انہوں نے یہ بات صاف طور سے محسوس کر لی تھی کہ اگر عالیہ کو برا بھلا کہا جاتا ہے تو غیبی طور پر اس کی سزا مل جاتی ہے اس لیے وہ محتاط ہو گئے تھے دوسری طرف سلمان انتہائی بے باکی سے عالیہ کے دل میں داخل ہو گیا تھا وہ عالیہ سے بے پناہ محبت کرنے لگا تھا اور اس نے واضح طور پر اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا۔ عالیہ اس اظہار پر اسے سرزنش نہ کر سکتی تھی اس کی دنیا میں تو اب سلمان کے سوا کچھ بھی نہ تھا اس کی تنہائیاں سلمان کے خیال سے منور تھیں اکثر وہ بد خواص ہو جاتی وہ سوچتی کہ وہ سلمان کی کیسے ہو سکتی ہے اس گھرانے میں لاکھ وہ سب کی نظروں کا کاشا تھی لیکن چاچا جان کیسے پسند کرتے کہ ان کے بھائی کی بیٹی ڈرائیور کے ساتھ منسوب ہو جائے سلمان کی ہر بات کے جواب میں خاموش رہتی آخر ایک دن برگد کے درخت کے نیچے سلمان نے اس سے سوال کیا۔

آپ کی خاموشی مجھے وسوسے میں ڈالے ہوئے ہے میں عالیہ کہیں میری محبت کی نظر نہ نہیں ہے خدا را اگر ایسی کوئی بات تو مجھے بتادیں میں معنوی انسان ہوں اپنی دینا میں لوٹ جاؤں گا لیکن آپ نے مجھے انجھن میں رکھا تو میں پاگل ہو جاؤں گا اور عالیہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس سے کھل کر گفتگو کرے۔

۱۰ اپنی دینا میں لوٹ جاؤ سلمان تم نہ جانے کیا

سوچ رہے ہو یہ ماحول یہ گھر انہیں قبول نہیں کرے گا لاکھ یہاں میری عزت نہ سہی لیکن وہ لوگ کبھی بھی پسند نہیں کریں گے۔

میں صرف تمہاری بات کر رہا ہوں عالیہ مجھے صرف اپنی مرضی بتا دو باقی معاملات میں قسمت پر چھوڑ دوں گا۔ اگر میں تمہاری مرضی کے بعد تمہیں حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو مجھے تم سے شکوہ نہ ہوگا۔

میں میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں سلمان میں تم سے دیوانہ وار محبت کرتی ہوں میری دنیا میں تمہارے سوا رکھا کیا ہے میں ایک بد نصیب لڑکی ہوں میری خدا نہ کرے میری غصہ کا سایہ بھی تمہارے اوپر پڑے یہاں سے ملازمت چھوڑ دو کہیں اور چلے جاؤ یہ ظالم تمہاری زندگی بھی خراب کر دیں گے وہ دیوانہ وار بولتی چلی گئی۔ اس کے جذبات پھٹ پڑے اور اس نے سلمان کا سر اپنے سینے میں چبھ لیا اور سلمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

خدا کرے تمہاری پوری زندگی مجھے مل جائے تم خود کو منحوس کیوں کہتی ہو عالیہ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ تم ان لوگوں کو نہیں جانتے ہو سلمان۔

یہ سب لوگ مجھے نہیں جانتے ہیں عالیہ باقی معاملات مجھ پر چھوڑ دو سلمان نے بڑے اعتماد سے کہا اور نجانے کیوں عالیہ کے دل کو بڑی دھواڑ ہو گئی دوسرے دن دوپہر کو جب برگد کے درخت کے نیچے ان کی ملاقات ہوئی تو سلمان مسکرا رہا تھا۔

کیا بات ہے عالیہ نے پوچھا۔

آج میں نے چنگاڑی ڈال دی ہے بس تماشا دیکھو لیکن شرط یہ ہے کہ ابھی خوفزدہ نہ ہونا اور مجھ سے برابر ملتی رہنا اگر تم نے اس کے خلاف کچھ کیا تو میں کامیاب نہ ہو سکتا ہوں گا۔

کیا کیا ہے تم نے عالیہ نے خوفزدہ

ہو کر پوچھا۔

وہ دیکھو سلمان نے اشارہ کیا اور عالیہ نے صدر دروازے کی طرف دیکھا اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ خالہ فوزی اس طرف آرہی تھی دوسرے لمحے سلمان نے اسے بازوؤں کی گرفت میں لے لیا خالہ فوزی نے دور سے ان دونوں کو دیکھا اور کانوں کو ہاتھ لگانے لگیں۔ اور پھر واپس چلی گئیں۔ عالیہ کا دل بری طرح اچھل رہا تھا۔

اب کیا ہوگا اس نے رو ہائے انداز میں کہا۔

سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہوگا۔ تم فکر مت کرو جب تم نے معاملات میرے اوپر چھوڑ دیے ہیں تو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں لیکن ایک شرط ہے رات کو اس جگہ پھر ملو گی۔

کیوں میری موت کا سامان کر رہے ہو سلمان۔ وہ لرزتے ہوئے بولی۔

تمہاری موت نہیں دونوں کی زندگی کا سامان کر رہا ہوں سلمان نے جواب دیا اور وہ ہانپتی ہوئی اندر آگئی۔ لیکن خاف معلوم سکون رہا رات کو وہ پھر سلمان کے پاس گئی اور سلمان نے اسے دوسرا سینہ دکھایا اس بار خالہ فوزی اکیلی نہ تھیں ان کے ساتھ چچی جان بھی تھیں وہ بالکل ہی ہلکا انگوٹھی یہاں تک کہ دوسرے دن اسے خوف سے بخار ہو گیا ناشتہ تو اس کے مہربان غلاموں نے تیار کر دیا تھا بخار کے ہی عالم میں ناشتہ لے گئی۔ اور اس نے عظمیٰ اور شمرہ کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ دیکھی پول کھل گیا۔ اس نے سوچا اور پھر اپنے کمرے میں آگئی اس روز دوپہر کو وہ برگد کے درخت کے نیچے بھی نہ جاسکی اس خاموشی سے اس کا دل اور دہل رہا تھا دو بجے تھے کہ سلمان ڈیپ پاؤں اس کے کمرے میں گھس گیا۔ اور وہ جھپٹ پڑی۔

کیا کر رہے ہو سلمان خدا کے لیے باز

آ جاؤ۔ میں مر جاؤ گی۔

کیس بائیں کر رہی ہو۔ وہ تمہیں تو بخار ہے شاید خوف کی وجہ سے ہے آؤ تمہیں تماشا دکھاؤں اور اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی سلمان اسے گھیسٹ کر خالہ فوزی کے عقبی کھڑکی پر لے گیا اندر سے خالہ فوزی اور چچی جان کی گفتگو کی آواز آرہی تھی ایسا کام کرو عظمیٰ یہ چچی جان کا نام تھا کہ سانپ بھی مرجائے اور لاشی بھی نہ ٹوٹے حرامزادی کو اپنی صورت پر بڑا ناز ہے ڈرائیور کے لیے بندے کی تو مزا آجائے گا۔ اس سے انتقام لینے کا اس سے اچھا طریقہ نہیں ہے اپنے میاں کو اس کے کروت دکھا دو اور پھر کہہ دو کہ اگر عزت پیاری ہے تو ڈرائیور ہی سے اس کی شادی کر دیں ورنہ یہ ناشدنی جانے کیسا گل کھلائے گی روز رات کو وہاں جاتی ہے۔ چچی جان نے پوچھا بلاناغہ خالہ فوزی بولیں ٹھیک ہے آج رات کو ہمدرد چاچا میاں کو لاڈلی بیٹی کے کروت دکھا دوں گی چچی جان نے کہا اور عالیہ کے پیروں کی جان نکل گئی سلمان اسے سہارا دے کر اس کے کمرے تک لایا اور وہ در درنہ انداز میں بولی۔

چلے جاؤ سلمان خدا کے لیے چلے جاؤ نجانے کیا ہونے والا ہے تم کیا کر رہے ہو

سب کچھ ٹھیک ہو رہا ہے عالیہ خدا کے لیے میرے پروگرام کے آخری حصے کو اور پورا کرادو آج رات ضرور آؤ اگر تم آج نہ آئیں تو میری ساری محنت اکارت جائے گی۔

تم خالہ فوزی کی سازش کی تفصیل سننے کے بعد بھی یہ کہہ رہے ہو۔

ہاں خالہ فوزی تو اس وقت ہماری سب سے بڑی معاون ہیں پلیز عالیہ آخری خواہش ہے اس کے بعد تمہیں تکلیف نہ دوں گا سلمان نے التجا کی اور وہ اس التجا کو نہ ٹھکرا سکی۔



رات کی تاریکی میں اس کے پاؤں اسے  
برگد کے درخت کے نیچے لے گئے پھر اس نے اپنی  
آنکھوں سے خالہ فوزی چچی اور چاچا جان کو دیکھا  
جوان دونوں کو دیکھ کر خاموشی سے واپس چلے گئے  
تھے دوسرے دن وہ ناشتہ بھی نہ لے جا سکی اس  
سلسلے میں اس سے قیصر بھی نہ کیا گیا وہ اپنے  
کمرے سے بھی نہ نکلی تھی پھر عظمیٰ نے دروازے پر  
آواز دی اس نے دروازہ کھول دیا۔

ابو بلار بے ہیں عظمیٰ نے مسکراتے ہوئے  
کہا۔ اور پھر وہ کمر میں گدگدی کر کے بولی دولت تو  
آئی جانی چیز سے عالیہ اپنے انتخاب پر میری طرف  
سے مبارک باد قبول ہو چچ سچ سلمان لاکھوں میں  
ایک ہیں جنہیں سچ محبت مل جائے وہ رکھی سوھی  
کہا کرتی گزارہ کر لیتے ہیں اور عالیہ زرد چہرہ لیے  
چاچا جان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی اس نے  
کمرے کے دروازے سے سلمان کو نکلتے ہوئے  
دیکھ لیا تھا وہ اس کو دیکھ کر مسکرایا۔ چاچا جان کے  
چہرے پر سنجیدگی تھی انہوں نے عظمیٰ سے چلے جانے  
کے لیے کہا اور اس کے جانے کے بعد خود اٹھ کر  
دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ بھاری آواز میں بولے۔

عالیہ تم میرے مرحوم بھائی کی نشانی ہو میں  
اعتراف کرتا ہوں کہ تمہیں اس گھر میں کوئی سکون  
نہیں مل سکا میں خود بھی ان لوگوں سے عاجز ہوں  
لیکن افسوس انہیں بدلنے سے مجبور ہوں۔ میری  
خواہش ہے کہ تمہاری تمام محرومیاں سرال جا کر  
اور اچھا شوہر پا کر دور ہو جائیں لیکن وہ معمولی  
ڈرائیور ہے میں نہیں یہ آخری خوشی دینے کے لیے  
تیار ہوں مجھے تمہاری اور سلمان کی محبت پر کوئی  
اعتراض نہیں ہے لیکن میرا فرض ہے کہ میں تمہیں  
ایک معمولی سے مستقبل سے باخبر کر دوں اس کے  
باوجود اگر تم سلمان کے ساتھ خوش رہ سکو تو مجھے  
بتا دو اس میں تکلیف سے کام نہ لو مجھے تمہارے اوپر

فخر ہے میں اجازت دیتا ہوں کہ تم کھل کر مجھے  
جواب دو عالیہ کا سر جھک گیا۔ اس کے گمان میں  
بھی نہ تھا کہ حالات اس قدر سازگار ہوں گے۔  
تم اگر سلمان کے ساتھ خوش رہو تو صرف  
گردن ہلا دو یہ کافی ہے اور نجانے کس وقت نے  
عالیہ کی گردن ہلا دی ٹھیک ہے میری بچی اللہ تعالیٰ  
تمہارا دامن خوشیوں سے بھر دے چاچا جان کی  
بھرائی ہوئی آواز نکلی اور ایک شام ایک سادہ سے  
ماحول میں سلمان اور عالیہ کا نکاح بڑھوا دیا گیا۔  
جلہ عروسی عالیہ کا کمرہ ہی تھا عظمیٰ اور خیمہ کافی دیر  
تک اس سے مذاق کرتی رہیں اور پھر چلی گئیں اس  
کے بعد عالیہ کو سلمان کے قدموں کی آواز سنائی  
دی اور وہ اس کے قریب پہنچ گیا جذبات سے  
کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے عالیہ کا گھونگھٹ  
الٹا اور انتہائی حسین لاکٹ اس کی گردن میں ڈال  
دیا عالیہ نے لاکٹ دیکھا اور حیرانی سے سلمان کو  
دیکھا اور سلمان نے اس کی آنکھوں کو چوم لیا۔  
یہ پتھر ہی تو ہماری محبت کی کامیابی کا ضامن  
ہے عالیہ اٹھو اپنے سر اور ساس کو سلام کرنے نے چل  
گی کہاں ہیں وہ اس نے حیرانی سے پوچھا آنکھیں  
بند کر سلمان نے کہا۔

عالیہ نے معصومیت سے آنکھیں بند کر لیں  
اور پھر سلمان کے کہنے پر جب اس نے آنکھیں  
کھولیں تو خود کو ایک ایسی دنیا میں پایا جو اس کے  
وہم و گمان میں بھی نہ تھی وہ سنگ مرمر کا عالی شان  
محل تھا چاروں طرف قیمتی زرد جواہر جڑے ہوئے  
تھے دوطرفہ حسین و ذلیل عورتیں خون لیے کھڑی تھیں  
اور سامنے ایک معمر بزرگ اور خاتون بیٹھی تھی۔  
میری امی اور ابا جان۔ سلمان نے سر گھٹکی  
اور عالیہ کا سر خود بخود سلام کے لیے جھک گیا خود  
آمدید گمن ہمیشہ خوش رہو دونوں نے دعا میں دہرا  
اور زرد جواہر اس پر شمار کئے جانے لگے اسے

زہرات سے لا دیا گیا۔ اور پھر راگ رنگ کی  
محفل جم گئی عالیہ خواب کے عالم میں یہ سب کچھ  
دیکھ رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا رات تین  
بجے اس محل کے ایک کمرے میں اسے پہنچا دیا گیا  
جنس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکا تھا کمرے کی  
دیواروں میں ہیرے جڑے ہوئے تھے جن سے  
توس قزح منتشر ہو رہی تھی ایک سونے کا چہرہ کھٹ  
موجود تھا۔

خدا کے لیے سلمان مجھے بتاؤ تو سہی یہ سب کیا  
ہے ہم کہاں آگئے ہیں۔ تنہائی ملنے پر عالیہ نے بے  
قراری سے پوچھا۔ یہ میرا گھر ہے عالیہ اس دن  
برگد کے درخت کے نیچے تم بیٹھی تھیں تم مجھے پسند  
آگئی اور میں تمہیں بے پناہ چاہنے لگا میں نے تمہیں  
وہ پتھر دیا جسے تم نے قبول کر لیا یہ ہمارے ہاں مکنی  
کی رسم ہوتی ہے میں نے اپنے والدین سے کہا کہ  
تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن عالیہ ہم میں اور تم  
میں ایک فرق ہے ہم آتشی ہیں اور تم مٹی سے بنی  
ہوئی ہو میرے والدین نے کہا کہ اگر تمہارے سر پر  
ست اپنی شیش سے تمہاری شادی میرے ساتھ  
کرویں تو اس شیش سے عرض نہ ہوگا۔ اور میں ڈرائیور  
بن کر تمہارے گھر پہنچ گیا۔

تم۔۔۔ تم جن ہو سلمان۔  
الحمد للہ مسلمان ہوں اور تمہارا پرستار تمہیں  
کوئی تکلیف نہ ہوگی عالیہ میں تمہاری دنیا میں  
تمہارے ساتھ ساتھ رہوں گا میرے والدین نے  
اجازت دے دی ہے میں ولیمہ بھی تمہاری دینا میں  
ہی کر سکتا ہوں میری ایک خوب صورت کوٹھی موجود  
ہے ایسی کوٹھی جو تمہارے دشمنوں نے خواب میں نہ  
سچائی ہوگی کل سب کو اس کوٹھی میں بلا میں گے  
اور اس وقت ان کی حالت قابل دید ہوگی میں نے  
اس سے یہ راز چھپا کر اپنے دل میں ہمیشہ چور محسوس  
کیا ہے کیا تم اس بات پر مجھے ٹھکرا دو گی عالیہ۔

نہیں مسلمان نہیں عالیہ اس نے اس کے سینے  
میں سر چھپا دیا وہ خوفناک غلام بھی تم نے ہی بھیجے  
تھے۔ ہاں میں اپنی عالیہ کو نوکروں کی طرح کام  
کرتے کیسے دیکھ سکتا تھا سلمان نے جواب دیا  
اور عالیہ کی ٹھوڈی بلند کر کے اس کی آنکھوں کو چوم  
لیا۔

دوسرے دن سب کے لیے حیرانگی کا دن تھا  
سب ہی ایک عالی شان کوٹھی میں ولیمہ کی دعوت پر  
موجود تھے اور سلمان اور عالیہ ایسے لباس میں تھے  
کہ شاید ہی ایسا لباس کسی نے اس سے پہلے  
دیکھا تھا سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں  
اور ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے عالیہ کے  
چہرے پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی اس نے تمام  
کہانی سنائی تھی کہ سلمان عام انسان نہیں ہے یہ  
بہت ہی امیر کبیر انسان ہے اور یہ سب کچھ اس نے  
میری محبت میں ڈوب کر کیا ہے وہ اتنا امیر ہونے  
کے باوجود بھی ایک معمولی سا ڈرائیور بن کر کئی ماہ  
رہا ہے۔ سب ہی اس کی کہانی سن کر حیران ہو رہے  
تھے ان کی زبانیں گنگ تھیں وہ جو کچھ سمجھ رہے تھے  
سب کچھ اس کے الٹ ہو گیا تھا وہ چاہتے تھے کہ  
عالیہ ہمیشہ غلامی کی زندگی بسر کرے لیے وہ تو راج  
کرنے والی بن گئی تھی کئی نوکروں کی لائینیں اس  
کے سامنے لگی ہوئی تھیں۔ اس شعر کے ساتھ  
اجازت۔

مدی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے  
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ہیں آنکھوں میں اپنے اداسیاں تو بہت مگر  
ہوئوں پر مسکراہٹ کو سجا رکھا ہے  
کاش کبھی کوئی تو ہماری گمراہیوں کو سمجھے کہ  
ہم نے خود کو خود میں ہی چھپا رکھا ہے  
(ساحہ شہباز علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)



# پراسرار قبرستان

--- تحریر: خوشبو سلیم قادری۔ کراچی ---

بیٹا تم میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لو میں جانتا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے میں نہیں چاہتا کہ بھاگ  
وہی تم کو اڑ کر کہیں اور لیجائے۔ لیکن اچانک ہی وہ دونوں زمین پر منہ کے بل گرے۔ عالی بیٹا سے  
کچھ دور گرا تھا اور بیٹا اس پر اسرار قبر میں گڑی مٹی عالی اٹھا اور تیزی سے قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے  
ایک لمحہ سے پہلے ہی بیٹا کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قبر سے باہر نکال لیا۔ پھر بیٹا کو ساتھ لے کر ایک طرف  
کو بھاگ نکلا لیکن بیٹا تیز اندھی سے پیچھے گر گئی وہ دونوں بیٹا کی طرف بڑھے کیونکہ وہ اس کا شکار  
کرنا چاہتے تھے ان کی نظر میں اس ماہ کا شکار بیٹا ہی مٹی وہ تیزی سے بیٹا کی طرف بڑھے اور اس کو  
جا پکڑا اس کو چھوتے ہی ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے ایک طرف  
بھاگنے لگے ان کا رخ قبر کی طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں بھاگتے  
بھاگتے وہ دونوں ہی قبر میں جا گئے ان کے منہ سے چیخیں گونج رہی تھیں بیٹا یہ سب دیکھ کر حیران  
ہو رہی تھی وہ تیزی سے ان کی طرف بھاگی دیکھا تو آگ نے پوری طرح ان کو اپنی لپیٹ میں لے  
رکھا تھا وہ جل رہے تھے ہوائیں اسی طرح طوفانی تھیں ان کی راکھ تیز اندھی اور طوفانی ہواؤں میں  
گول گول گھوم کر قبر میں جذب ہونی جا رہی تھی اور وہ دونوں ہی ایک بار پھر قبر میں دفن ہو کر رہ گئے  
ان کے دفن ہوتے ہی تیز ہواؤں اور آندھی کا زور ٹوٹ گیا۔ موسم یکدم ہی خوشگوار ہو گیا آسمان  
بالکل صاف ہو گیا بیٹا نے دیکھا کہ عالی بہت ہی دور پریشان کھڑا تھا اس نے جب بیٹا کو زندہ  
حالت میں دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بھاگا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ بیٹا زندہ بچ گئی ہے  
ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

تیز طوفانی ہواؤں اور طوفانی بارش نے موسم کو  
بہت ہی خطرناک بنا دیا تھا ہر طرف سیاہ  
اندھیرا کھڑا ہوا تھا حسین نے بہت منع بھی کیا تھا لیکن  
عالی گھر سے نکل آیا۔ کیونکہ ان دونوں کو دوست کی  
شاہدی میں جانا تھا ایک تو نوٹی پھونی سڑک اور پھر یہ  
موسم خراب تیز ہواؤں کی وجہ سے ان کی گاڑی کا رخ  
مڑ گیا اندھیرے کی وجہ سے وہ گاڑی چلا نہیں پا رہا تھا  
اچانک ان کی گاڑی ایک درخت یا دیوار سے ٹکرائی  
اور گاڑی رک گئی دونوں دوست گاڑی سے اتر گئے  
طوفانی بارش سے بچنے کے لیے کسی سہارے کی تلاش

جولائی

خونکڑا جگست 81

پراسرار قبرستان









عالی تم سمجھ رہا ہو پھر بھی اپنی زندگی کو مشکل میں ڈال رہے ہو جو کام کہا تھا وہ کرو حالانکہ یہ کام ہم خود بھی کر سکتے ہیں لیکن ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ ایسا کرنے کی ہم کو بہت بڑی سزا ملی ہے ہم نے گردیا با کی مرضی کے خلاف کئی انسانوں کا خون پیا تھا انہوں نے ہمیں اس قبر میں دفن کر دیا۔ اب ہم کسی کا بھی خون نہیں کر سکتے کیونکہ اب ہم کسی بھی طرح اس قبر میں دوبارہ بند نہیں ہونا چاہتے بھاگ وٹی نے کہا اور عالی چپ چاپ اس کی باتیں سن رہا اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کو سڑک کے درمیان تین نوجوان کھڑے دکھائی دیے ان کو دیکھ کر وہ رو گیا اور گاڑی کو تیز کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہو گیا وہ عین اس کے سامنے آ گئے تھے اس کو مجبور گاڑی روکنا پڑی بھائی ہم کو لفٹ چاہیے ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے ہمیں فلاں جگہ جانا ہے ہماری مدد کرو۔

نہیں نہیں مجھے جلدی ہے میں تم لوگوں کی مدد نہیں کر سکتا وہ ڈر رہے ہوئے انداز میں بولا۔ اس کی بات سنتے ہی اس نے اپنا پستول عالی پر تان لیا سالا سیدی اور پیاری زبان سمجھتا ہی نہیں ہے چل دو رازہ کھول ورنہ تیری گردن اڑا دیں گے۔

دیکھو میری بات سنو میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم کسی مشکل میں پھنسو عالی نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

سالے تم ہمیں مشکل میں ڈالو گے۔ اتنا کہہ کر اس نے اس کو گاڑی سے باہر پھینچ لیا اور اس پر کونوں کی بارش کر دی۔ اور گاڑی میں بیٹھ گئے لیکن ان سے گاڑی سٹارٹ نہ ہوئی کجخت نجانے کیسی گاڑی رکھی ہے اس نے جو سٹارٹ ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے وہ غصہ سے بولا اور پھر گاڑی سے باہر نکلا اور عالی سے بولا اس کو تم ہی سٹارٹ کر سکتے ہو چلو بیٹھو گاڑی میں اس نے زبردستی اس کو گاڑی میں بیٹھا دیا۔ عالی

کے گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی خود بخود سٹارٹ ہو گئی وہ تینوں یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئے گاڑی چلنے لگی عالی جانتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے اور پھر وہی ہوا جس کا اس کو خوف تھا تو اسی وہ آگے گئے تھے کہ ہر طرف سے گرد و غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ اس گرد و غبار سے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا پھیلنے لگا۔ اور ساتھ ہی گاڑی سفید دھوئیں سے بھرنے لگی وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا جب کچھ دیر بعد موسم پھر نئے ٹھیک ہوا سب کچھ دکھائی دینے لگا تو اس نے دیکھا کہ گاڑی میں سے وہ تینوں نوجوان غائب تھے وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن وہ جان گیا تھا کہ گاڑی میں سفید دھوئیں کا مطلب کیا تھا اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ دونوں اس گاڑی میں گھس گئے تھے اور ان تینوں کو غائب کر کے لے گئے تھے۔ اس کا یہ شک کچھ ہلکی دیر میں حقیقت کا روپ دھار گیا جب اس کو بھاگ وٹی کی آواز سنائی دی۔

عالی شکر یہ تم نے ہماری مدد کی ہمیں کھان کو کچھ دیا۔ ہم بہت خوش ہیں۔

دیکھیں تم یہ سب کچھ ٹھیک نہیں کر رہے ہو۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا یہ سنتے ہی وہ غصے سے سرخ ہونے لگی۔ اچھا اچھا جاؤ تم اور شہر میں ہی رہنے کا بندوبست کرو ہم تم کو ملتے رہیں گے اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئی اور عالی کچھ سوچتا رہا پھر شہر کی طرف چل دیا۔ اس نے اپنا رخ فلیٹوں کی طرف کر لیا وہ کوئی فلیٹ لینا چاہتا تھا اور وہاں ہی رہنا چاہتا تھا اس نے ایک جگہ گاڑی کھڑی کی اور مالک سے ملا جلد ہی اس کو ایک عدد فلیٹ مل گیا اس نے اپنا سامان فلیٹ میں رکھا اور کچھ ضروری چیزیں لینے کے لیے وہ بازار چلا گیا۔ اور ایک شاپ داخل ہو گیا۔ ایک بہت ہی عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے لڑکی شاپ سے کچھ چیزیں لے رہی تھیں اس نے کال چادر اوڑھ رکھی تھی اس کے چہرے کے نقش

بہت ہی خوبصورت تھے سانولی سی رنگت اس پر بہت نکل رہی تھی وہ عالی کے پاس سے گزر گئی عالی کم سم اس کو دیکھتا ہی رہ گیا شاپ کے مالک نے اس کو اپنی طرف متوجہ کیا تو وہ ہوش میں آگیا۔ عالی بھی کچھ چیزیں لینے کے بعد دکان سے باہر نکلی گیا اس نے دیکھا تو کچھ فاصلے پر وہی لڑکی جاری تھی عالی کو بھی اسی راستے سے جانا تھا لہذا راستہ ایک ہو گیا ان دونوں کا پھر وہ دونوں ایک ہی فلیٹ میں داخل ہو گئے جو فلیٹ عالی نے گراہ پر لیا تھا اس کے ساتھ والا گھر اس لڑکی کا تھا آج پہلی دفعہ عالی کے دل میں خوشی محسوس ہوئی تھی وہ اس لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا پھر اس نے اپنے دل سے تمام خیال نکال دیئے تھے اس لڑکی سے دودھ رہتا چاہیے میں اپنی وجہ سے اس لڑکی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے وہ لڑکی کسی مصیبت میں پھنس جائے پہلے بھی میری وجہ سے کسی جانیں چلی گئیں ہیں اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی عالی نے دروازہ کھولا تو سامنے وہی لڑکی کسری تھی اکیس بائیس سالہ سانولہ رنگ رشتی بال سیدھے سادھے کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں نرے پکڑے کھڑی تھی اس نے ایک گہری نظر عالی پر ڈالی۔

آپ لوگ نئے آئے ہیں اس فلیٹ میں۔

یہ میری چچی نے بھجوا دیا ہے۔ اس نے کہا تو عالی نے اس کے ہاتھ سے ٹرے پکڑ لی اور وہ فوری چلی گئی عالی نے دروازہ بند کر دیا دوسری صبح وہ دس گیارہ بجے شاپ کے لیے گھر سے باہر نکلا تو وہ لڑکی بھی گھر سے باہر نکل رہی تھی عالی بھاگ کر اس کے پاس پہنچ گیا کہ یہ آپ کا۔ وہ تیزی سے بولا۔

کس بات کا۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے بولی

کل کھانے دیئے گا۔ وہ مسکرا دی۔ آپ کہاں جا رہی ہیں۔

گھر کا سامان لینے جا رہی ہوں۔ کیا آپ کے گھر میں کوئی اور نہیں ہے

ہے لیکن۔۔۔

لیکن کیا۔

کچھ نہیں۔

کیا کچھ نہیں کیا آپ بتانا نہیں چاہتی۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں وہ دراصل میرے والدین کا انتقال ہو چکا ہے لہذا وہ کچھ دیر کے لیے رک گئی پریشانی اور دکھ نے اس کے چہرے کو اپنے حصار میں لے لیا۔ عالی کو بہت دکھ ہوا مجھے آپ کے متعلق نہیں پوچھنا چاہیے تھا میں نے آپ کو بہت دکھی کر دیا ہے۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چلو اپنا موڈ ٹھیک کر دو پھر چائے پیتے ہیں۔

نہیں مجھے چائے نہیں پینی مجھے جلدی ہے۔ وہ تیزی سے بولی۔

تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں ہے۔

جی جیٹا۔ وہ اتنا کہہ کر چلی گئی۔

اور پھر دوسرے وہ اس کے فلیٹ پر چلا گیا

گیٹ پر تیل دینے پر گیٹ اسی لڑکی نے ہی کھولا۔

جی آپ۔ وہ کچھ پریشان ہی ہو گئی۔

یہ ایک لاکٹ ہے آپ کے لیے لایا تھا اس پر

اللہ کا نام پاک لکھا ہوا ہے۔ اس نے اللہ کے نام کو

چوم لیا اور پھر بولی۔

یہ تو سونے کا ہے۔

ہاں سونے کا ہے۔ یہ ہماری دوستی کی نشانی ہے

اور دوستوں میں سب چلتا ہے۔ اچھا اب میں چلتا

ہوں اتنا کہہ کر وہ واپس چل دیا اور لڑکی اس کو دیکھتی

رہ گئی۔ وہ گھر چلا آیا۔

۔۔۔۔۔



لڑکی تو تم نے ہمارے لیے بہت ہی خوبصورت منتخب کی ہے۔ بھاگ وقتی نے عالی سے کہا۔

نہیں بھاگ وقتی تم نے اس کے بارے میں سوچنا بھی مت وہ میری دوست ہے اگر اس کو کچھ ہو گیا تو میں تم دونوں کو واپس اسی قبر میں دفن کر دوں گا۔ عالی نے گھبراتے ہوئے کہا۔

عالی تم ہمارے راستے کی رکاوٹ بنو گے ہم تمہاری زندگی تباہ کر دیں گے۔ تم ابھی تین ماہ تک اپنے پاس رکھو اس کے بعد ہم اس کو واپس کیونکہ ابھی ہمارے پاس دو بندے موجود ہیں دو ماہ کی خوراک موجود ہے۔ اور پھر اس نے ایک دم فلیٹ کو الٹ کر رکھ دیا جیسے بہت بڑا زلزلہ آگیا ہو دروازے پر زور سے دستک ہوئی تو عالی کی آنکھ کھل گئی وہ تیزی سے باہر دروازے کی طرف بھاگا دیکھا تو باہر بیٹا کھڑی تھی وہ اس کو سوتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئی۔

کیا بات ہے دن کے بارہ بج گئے ہیں اور آپ ابھی تک سوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ تمہارے چہرے پر خون۔۔۔ وہ خون کو دیکھ کر دھتک سی رہی تھی کیا اندر آنے کو نہیں کہو گے۔

کیوں نہیں آؤ آؤ وہ ایک طرف ہٹتے ہوئے بولا۔ تو لڑکی اندر چلی گئی۔ یہ تمہارے فلیٹ کو کیا ہوا اچانک عالی ہاتھ روم میں گھس گیا اس نے دیکھا واقعی اس کے وجود سے خون بہہ رہا تھا مجھے بیٹا سے دور رہنا ہوگا ورنہ وہ اسے بھی مار دیں گے۔

عالی کہا ہے باہر نکلو ہاتھ روم سے بیٹا نے کہا۔ میں ناشتہ لانی ہوں کر لینا اتنا کہہ کر آواز خاموش ہو گئی تھی وہ جب باہر نکلا تو وہ جا چکی تھی عالی کا ناشتہ کرنے کا بالکل بھی موڈ نہیں تھا وہ گھر سے باہر نکل گیا اس کو تمام دنیا ویران لگ رہی تھی اس کی زندگی سے خوشی غائب ہو چلی تھی وہ صبح سے شام تک سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا رہتا اور پھر رات کو گھر جا کر

سو جاتا۔ اس طرح کئی دن بیت گئے اور بیٹا اس سے ملنے کے لیے اس کے گھر آگئی۔

عالی یہ تمہیں کیا ہو گیا میں کئی دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تم صبح گھر سے نکلے ہو اور رات کو واپس آتے ہو آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔

پلیز بیٹا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو میری زندگی سے نکل جاؤ مجھے تمہاری بالکل بھی ضرورت نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ بیٹا حیران ہو رہی تھی کہ یہ کیسی باتیں کر رہا ہے۔

دوست بھی خود ہی بناتے ہو اور پھر چھوڑ بھی خود

ہی دیتے ہو اگر ایسا ہی کرتا تھا تو پھر۔۔۔ اتنا کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔ عالی تڑپ کر رہ گیا غصے سے اس اس نے تمام گھر کا سامان اٹھا اٹھا کر نیچے زمین پر پھینک دیا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

عالی تم نے یہ اچھا نہیں کیا اس سے تعلق ختم کر کے تم کیا چاہتے ہو بولو۔ اس کو آواز سنائی دی اور عالی چیخ ہی پڑا۔

تم لوگ بیٹا سے دور رہو ہم سے مقابلہ کرو گے۔ دیو نے اس کو دیواروں کے ساتھ لگا کر مارا اور وہ دردی شدت سے نڈھال ہو گیا۔ تم لوگ مجھے چاہے مار ڈالو لیکن مین بیٹا سے کبھی بھی تعلق نہیں رکھوں گا۔

یہ سن کر دیو کو اور غصہ آگیا ادا اس پر وہ پھر سے تشدد کرنے لگا۔ جاؤ بیٹا کو بلاؤ ابھی اور اسی وقت وہ تمہارا حال بہت برا کر دوں گا پھر اس پر ایک بھونک ماری تو عالی کے جسم میں آگ لگ گئی اور پھر بیٹا فلیٹ میں داخل ہو گئی عالی کا حال دیکھا تو تڑپ سی گئی اور

پھر بھاگتی ہوئی گھر لوٹ آئی۔ اور اب زم زم کی ایک چھوٹی سی بوسل پانی کی عالی کے جسم پر اُنڈیلنے والی تھی کہ ایک گرم ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرا کر زور سے دروازے سے جا گئی بھاگ وقتی اسے ہمارے درمیان مت آؤ اور یہ لاکٹ جو تم نے میں پھن رکھا ہے اتار دو بھاگ وقتی غصے سے چیخ

ٹھہری وہ غصہ سے بہت ہی خطرناک لگ رہی تھی اس کی آنکھیں لال لال سرخ آنکارہ لگ رہی تھی اس کا وجود آگ کی مانند سرخ ہو رہا تھا بیٹا اس کی پرواہ کئے بغیر خنڈا آب زم زم کا پانی اس پر اُنڈیل دیا اس کے وجود سے آگ ختم ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد عالی اٹھ کر بیٹھ گیا بنا تم چلی جاؤ یہاں سے ورنہ یہ تمہیں مار دے گی وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک دیو نے بیٹا کی طرف آگ اچھال دی تو وہ آگ واپس پلٹ کر اس دیو کو لگ گئی دیو اور بھاگ وقتی فوراً وہاں سے بھاگ گئے عالی حیران پریشان بیٹا کو دیکھنے لگ گیا بولا بیٹا یہ کیا ہوا وہ دونوں بھاگ کیوں گئے اس کی بات سن کر بیٹا بولی۔

عالی یہ سب اس لاکٹ کی وجہ سے ہوا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہے۔ اور اب تم اپنا خیال رکھنا میں چلتی ہوں بیٹا یہ کہہ کر اپنے گھر کی طرف چل دی بھاگ وقتی اور دیو پھر آگے عالی کو لے کر ویرانے میں جا کر پھینک دیا جہاں ہر طرف درخت ہی درخت تھے اس نے اس جنگل کا چپہ چپہ جھان مارا لیکن اس کو وہاں سے نکلنے کا کوئی بھی راستہ دکھائی نہ دیا وہ تھک کر بیٹھ گیا بھوک اور پیاس کی شدت سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اچانک دیو آگیا۔ عالی تم نے یہ سب اچھا نہیں کیا میں تمہیں تڑپاتا ہوں ماروں گا۔ تمہاری لاش کو کتے اور چیلیس کھائیں گی۔ عالی بولا دیو مجھے گھر جانے دو تم بیٹا کو چھوڑ دو اور جس کو کہو گے میں اسے تمہارے لیے لے آؤں گا۔

نہیں وہ پھٹ پڑا اس نے ہم سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی ہے ہم تمہیں اور اس لڑکی کو مار کر قتل کر دیں گے پھر اس نے آگ کی پھونک مار کر عالی کے وجود کو آگ لگا دی۔ وہ آگ کی شدت سے نڈھال ہو گیا اور نیچے زمین پر گر پڑا آگ والی سزا ختم ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اس کے وجود پر بہت سی

چوہنیاں چپک کر اس کا خون چوڑی تھیں وہ شدید درد کی وجہ سے چیخنے لگا ان چوہنیوں سے بچنے کے لیے وہ بھاگ پڑا اور ایک گندھے نالے میں چھلانگ لگا دی تھوڑی دیر کے بعد وہ تالاب سے باہر نکل رہا تھا کیونکہ اس کے بدبو دار پانی سے اس کا سر چکرانے لگا تھا وہ جیسے ہی تالاب سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اور اپنا پاؤں باہر لانے لگا تو اس کو ایک جھونکا لگا اور وہ پھر سے تالاب میں گر گیا۔ اس کا سانس رک رک کر آنے لگا وہ تیزی سے اٹھا اور پھر سے تالاب سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اس بار وہ تالاب سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا بدبو سے اس کا دماغ پھنسا جا رہا تھا وہ بے ہوش ہو گیا جب اس کو ہوش آیا تو وہ ایک بہت ہی خنڈی پرسکون جگہ پر لیٹا ہوا تھا اس کو ہوش میں آتا ہوا دیکھ کر ایک بزرگ نورانی چہرہ اس کی جانب بڑھے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا عالی بیٹا تم اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو گئے تھے تم کو خدا یاد نہیں رہا تھا اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے تم پر آفت نازل کی ہے۔ باباجی۔ وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ بزرگ بولے۔

بیٹا زباؤہ باتیں نہ کر دو تم گھر جاؤ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو ابھی بھی کچھ نہیں ہوا خاتمہ پر اپنی رحمت کرنے اور برکتیں نازل کرے اور ہاں بیٹا بیٹا بہت ہی اچھی لڑکی ہے اور بہت نیک ہے اس کا ساتھ کبھی بھی مت چھوڑنا۔ لیکن باباجی۔

کہاناں زیادہ باتیں نہیں جاؤ اپنے گھر اپنی آنکھیں بند کر دو جب کھولو گے تم اپنے گھر میں ہو گے عالی نے جیسے ہی آنکھیں بند کی اور پھر کھولی تو وہ اپنے گھر میں موجود تھا۔ اس نے گھر میں جاتے ہی گھر کا دروازہ کھولا تو تھوڑی دیر بعد ہی بیٹا آگئی۔

تم اتنے دنوں سے کہاں تھے۔ میں نے تمہیں بہت تلاش کیا تھا اس نے عالی کو گھر میں دیکھتے ہی کہا



لور عالی بالکل چپ راہوہ تھکا تھا کسا لگ رہا تھا۔ اس کو اس حالت میں دیکھ کر وہ اس کے قریب ہوئی اور اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا۔  
تمہیں تو بہت تیز بخار ہے آؤ میں تم کو ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتی ہوں۔

بینا تم جاؤ مجھے ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا تم جاؤ میں خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گا عالی میں چاچی کو بتا کر ابھی آتی ہوں تم کو لے کر جاؤں گی اٹھا کہہ کر وہ گھر چلی گئی اور عالی اس کے جانے کے بعد واٹس روم میں ٹھس گیا نہایا دھوا وضو کیا اور اس کو اپنا وجود بہت ہی ہلکا محسوس ہونے لگا۔ جیسے اس کے دل سے تمام بوجھ ختم ہو گیا ہو وہ واٹس روم سے باہر نکلا تو ایک تیز جھٹکے کے ساتھ وہ دیوار کے ساتھ لگ گیا۔  
تم بھی اس لڑکی کے ساتھ مل گئے ہو اور تم واپس کیسے آ گئے دیو غصے سے چیخ رہا تھا عالی بہت ہی پرسکون اور اطمینان سے بولا۔

دیو اب تمہارے دن بالکل ہی کم رہ گئے ہیں میں تم کو اور بھاگ وقتی کو واپس اسی قبر میں دفن کر دوں گا اس کی بات سن کر دیو غصہ میں آ گیا اس نے اس پر کچھ پڑھ کر پھونک ماری جس سے گھر میں ایک طوفان آ گیا گھر کا تم سامان برتن اڑا کر عالی کے پاس آ کر رک جاتے بوڑھا دیو واپس بھاگ گیا۔ اور کچھ ہی دیر بعد وہ بھاگ وقتی کے ساتھ دوبارہ واپس آیا وہ دونوں بہت ہی غصے میں تھے گھر کا سامان بھرا پڑا تھا عالی کو مارنے کے لیے اس کی طرف بڑھنے لگے لیکن وہ دونوں اس تک پہنچ نہیں پارے تھے اسے لگ رہا تھا کہ جیسے عالی کی حصار میں بند ہو وہ دونوں عالی سے غصے سے چیخ رہے تھے اتنے میں دروازہ کھلا اور بینا اندر کمرے میں داخل ہوئی اور عالی کو بریشان دیکھ کر بولی۔

عالی یہ تم کس سے الجھ رہے تھے میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے لیے آئی ہوں اتنا کہہ

کر وہ عالی کی طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکل گئی۔ اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں فلیٹ سے باہر تھے ان کے باہر نکلنے ہی ایک تیز آندھی آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر کالے بادل چھانے لگے سیاہ بادلوں نے ماحول کو بکسر بدل دیا۔ ہر طرف سیاہ رات کا منظر دکھائی دینے لگا۔ وہ دونوں ہی حیران ہو رہے تھے ان کے قدم تیز ہواؤں سے اکھڑنے لگے تھے وہ خود کو سنبالنے کی کوشش کر رہے تھے جس میں بری طرح وہ ناکام ہو رہے تھے اور تیز ہوا ان کو اڑ کر اپنے ساتھ لے جانے لگی۔

بینا تم میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لو میں جانتا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے میں نہیں چاہتا کہ بھاگ وقتی تم کو اڑ کر کہیں اور لیجائے۔ لیکن اچانک ہی وہ دونوں زمین پر منہ کے بل گرے۔ عالی بینا سے کچھ دور گر اٹھا اور بینا اس پر اسرار قبر میں گری بھی عالی اٹھا اور تیزی سے قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے ایک لمحہ سے پہلے ہی بینا کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قبر سے باہر نکال لیا۔ پھر بینا کو ساتھ لے کر ایک طرف کو بھاگ نکلا لیکن بینا تیز آندھی سے بچنے لگی وہ دونوں بینا کی طرف بڑھے کیونکہ وہ اس کا شکار کرنا چاہتے تھے ان کی نظر میں اس ماہ کا شکار بینا ہی تھی وہ تیزی سے بینا کی طرف بڑھے اور اس کو جا پکڑا اس کو چھوٹے ہی ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی چیخنے ہوئے ایک طرف بھاگ گئے لگے ان کا رخ قبر کی طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں بھاگتے بھاگتے وہ دونوں ہی قبر میں جا کر اس کے منہ سے چیخیں گونج رہی تھیں بینا یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہی تھی وہ تیزی سے ان کی طرف بھاگی دیکھا تو آگ نے پوری طرح ان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا وہ جل رہے تھے ہوا میں اسی طرح طوفانی تھیں ان کی راکھ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں گول گول گھوم کر قبر میں جذب ہوتی جا رہی تھی

دو در دونوں ہی ایک بار پھر قبر میں دفن ہو کر رہ گئے وہ دفن ہوتے ہی تیز ہواؤں اور آندھی کا زور ٹوٹ گیا۔ موسم یکدم ہی خوشگوار ہو گیا آسمان بالکل صاف ہو گیا بینا نے دیکھا کہ عالی بہت ہی دور بریشان کھڑا تھا اس نے جب بینا کو زندہ حالت میں دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بھاگا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ بینا زندہ بچ گئی ہے وہ تو سمجھ رہا تھا کہ وہ ان کے ہاتھوں ماری جا چکی ہے۔ وہ بھاگتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔  
بینا تم ٹھیک ہو۔

ہاں میں ٹھیک ہوں مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے اور عالی وہ دونوں اس قبر میں دفن ہو گئے جہاں میں نے ان کی راکھ کو قبر میں دفن ہوتے ہوئے دیکھا ہے ان دونوں نے مجھے ایک ساتھ پکڑنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی چیخنے لگے اور اس قبر کی طرف بھاگے اس کے بعد سفید دھواں اٹھنے لگا۔ بینا تے عالی کو تمام سنوری سنا دی۔ وہ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں کچھ بھی نہ دیکھ سکا تھا بینا کی سنائی ہوئی سنوری پر وہ خوشی سے جھوم گیا اور بولا بینا تمہارا شکر یہ کہ تم نے ان کو مار دیا ہے اب وہ ہمیشہ کے لیے قبر میں دفن ہو گئے ہیں اب ہمیں ان سے کوئی بھی خطرہ نہیں ہے بینا مسکرا دی اور اس نے گلے میں پہنے ہوئے اس لاکٹ کو چوم لیا۔

عالی یہ سب اس لاکٹ کا کمال ہے میرا کوئی کمال نہیں ہے اللہ کے نام کا یہ لاکٹ انکی موت بن گیا تھا۔ تمہارا یہ گفٹ دنیا بھر کے گفٹوں سے پیارا و رطقت والا ہے۔

ہاں بینا۔ تم نے ٹھیک کہا ہے واقعی یہ سب اس لاکٹ کا کمال ہے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ تمہارا پیچھے پڑے ہوئے ان کو تمہاری ضرورت تھی لیکن خدا سے وہ کچھ کر دیا جو وہ چاہتا تھا تم کو مارنے والے خود

ہی مر گئے۔ اتنا کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ بینا کی کھٹیر بڑھا دیا جو اس نے تھام لیا۔  
آؤ اب گھر چلیں۔

ہاں چلیں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی اور یوں وہ دونوں گھر کی طرف چل دیئے۔  
بینا مجھے ایک بزرگ بیٹے انہوں نے کہا تھا کہ میں بینا کا ہاتھ بھی بھی نہ چھوڑوں وہ بہت ہی اچھی اور نیک لڑکی ہے ہمیشہ اس کے ساتھ رہوں عالی نے بزرگ کی بات سنا دی تو وہ بولی۔

عالی مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے تم نہیں جانتے جب سے میں نے تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے اپنے واقعات دیکھے تھے میں تمہاری زندگی کے لیے دن رات دعا میں کرتی رہتی تھی اور خدا نے میری دعا میں سن لیں تم کو سب سلامت بچالیا۔

ہاں بینا مجھے تمہاری سچے دل سے کی ہوئی دعاؤں نے بچا لیا ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ دونوں تمہارے خون کے پیاسے تھے اور ہو سکتا تھا کہ تمہارے بعد میری باری ہوتی لیکن جو کچھ بھی ہوا ہے ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ باتیں کرتے ہوئے دونوں گھروں کو پہنچ گئے عالی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا پہلے کی طرح بالکل صاف تھا کوئی بھی نقصان نہ ہوا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ سب ان کی وجہ سے ہوا تھا اور ان کے مرنے کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بینا بھی حیران ہو رہی تھی عالی نے اس کی طرف دیکھا جو گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی وہ مکان کو دیکھ رہی تھی اور پھر عالی کو بھی دیکھ رہی تھی۔  
کیا تم مجھ سے شادی کر دو گی۔ اس نے اپنا ہاتھ بینا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ بینا نے شرماتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی۔ اپنی رائے سے نوازئیے گا۔ میں شدت سے آپ لوگوں کی رائے کا انتظار کروں گی۔



# موت کے فاصلے

۔۔۔ تحریر: رحمان خان ۔۔۔ میرانشاہ ۔۔۔

مورزین سمندر کے کنارے بیٹھی سوچ رہی تھی کہ ایک کالی بلی اس کے پیچھے سے رو کر گزر گئی کالی سیاہ رات تھی کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا مورزین نے خوف سے نارچ روشن کی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی اچانک اس کے پیچھے سے ایک مرد اور ایک عورت کی آوازیں سنائی دیں مورزین کے جسم پر خوف سے پسینے آنے لگیں کون ہے۔ کون ہے۔ اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔ مورزین۔ اس بار وہ آواز کچھ زیادہ ہی لمبی ہوتی چلی گئی تھی۔ اور وہ پیچھے کی طرف سے آ رہی تھی جونہی اس نے پیچھے کی جانب دیکھا تو اس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی اس کے سامنے ایک خوفناک چہرہ تھا وہ دیکھنے کے لائق نہ تھا اس کے چہرے پر آدھا گوشت اور آدھے نوکیلے کان تھے جیسے بال تھے مورزین نے خوف کی وجہ سے نظریں جھکا لیں اس کا دل کانپ رہا تھا اور پھر مورزین کے منہ سے کالا دھواں نکلنے لگا اس کا جسم پانی بننے لگا اور پھر ایک دھماکے سے اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ تینوں اس کی طرف بھاگے کہ یکدم سارہ کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ وہ سامنے کا منظر دیکھ نہ پائی تھی مورزین کا جسم پھٹا ہوا تھا اور گوشت ایک طرف زمین پر پکھرا ہوا تھا ریاض نے جلدی سے ایک چادر میں اس کے جسم کے اعضا کو اس میں ڈالنے لگا۔ وہ سب رو بھی رہے تھے۔ ایک سمنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

مگر پور شہر کی مغرب کی جانب ایک کالا سیاہ حلیہ رات کی تاریکی میں تیزی سے جارہا تھا اماؤس کی کالی رات تھی آسمان پر گہرے سادہ بادلوں نے ڈیرا جمایا ہوا تھا وہ کالا سیاہ حلیہ اس ماحول کو چیرتا ہوا تیزی سے ایک گھر کی طرف جا رہا تھا وہ ایک گھر کے سامنے رکا اس گھر سمیت اس کے نزدیک تین چار گھر اور بھی تھے اس نے دھیرے سے دروازے کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا بادلوں کی گرج کی چمک سے اس کے ہاتھوں پر کانٹے کی طرح تیز دار اور نوکیلے بادل واضح دکھائی دیئے گئے وہ افراد زندگی سے بے خبر میٹھی نیند سو رہے تھے وہ دھیرے سے گھر کی طرف چلا گیا۔ اس نے اپنا پورا جسم ایک کالی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا تھوڑی دیر

میں اس گھر سے ایک بچے کی رونے کی آواز سنائی دی ایک کیرام سا بچہ تھا جس کے بھیانک آوازیں گرج بانی گھر والے بھی جاگ گئے۔ اور اس گھر کی طرف بھاگ گئے تھے جس سے وہ بھیانک آواز سنائی دی تھیں اس گھر کے اندر ایک خونی کیل شروع ہو گیا تھا کبھی لوگ باہر کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے کوئی بھی شخص اندر جانے کے لیے تیار نہیں تھا اچانک ہی انسانی اعضا باہر کی طرف اچھلتے تھے جس میں ٹوٹی ہوئی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں اور استخوان وغیرہ شامل تھیں۔ جسے دیکھ کر کمزور دل انسان توڑ پر ہی بے ہوش ہو گئے اور بانی مضبوط اعضا والے یہ دیکھ کر تھر تھرا پنے لگے بس اب کیا تھا وہ ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ اب وہاں پر گھر کی جگہ ایک گہرا گھڑا تھا وہ کالا سیاہ حلیہ لہرا





بجلی کی تیزی سے بچے کو لے کر غائب ہو گیا۔ صبح ہوئی تو پولیس آئی اور اس واقعہ کو دہشت گردی کا نام دے کر چلی گئی۔ جبکہ تھوڑی ہی دیر میں وہاں پر ایک کالا کوٹ پہنے میں سالو جوان وہاں پر اپنی کار میں پہنچ گیا۔ اس کا نام اکبر تھا کا یہ سب کیسے ہوا۔ اکبر نے گاری سے اترتے ہی ایک بوڑھے سے سوال کیا۔

بیٹا کیا بتاؤں کل رات دو بجے ہم سو رہے تھے کہ چھپتے چلانے کی آوازیں سن کر ابلم کے گھر پہنچ گئے لیکن یہاں آکر ہماری آنکھوں نے جو منظر دیکھا وہ ہم کبھی بھی نہیں بھلا پائیں گے اس نے اکبر کو ہماری کہانی سنا دی۔

کا کا کیا یہ پتہ چلا کہ وہ سایہ کی مرد کا تھا یا کسی عورت کا اکبر نے کا کا سے ایک سوال کیا جس کی اس کو بہت ضرورت تھی۔

نہیں بیٹا ہم یہ نہیں جان سکے کہ وہ سایہ کی مرد کا تھا یا عورت کا تھا وہ بجلی کی تیزی سے غائب ہو گیا تھا۔

سب سن کر اکبر نے ایک کاٹنی نکالی اور اس میں کچھ لکھنے لگا تھوڑی دیر بعد اس نے کہا یہ واقعہ بھی بالکل باقی چھ واقعوں کی طرح ہی ہے کا کا اماؤں کی رات کو ساڑھے دو بجے وہ چھ بیتے ہوئے واقعے بھی بالکل اسی طرح کے تھے کا کا ہر ایک ماہ کی جب چاند مکمل ہو جائے اور غائب ہو جائے اور کاٹنی اماؤں کی رات ہو سو پھیل جائے تو بالکل اسی طرح ہی ہوتا ہے۔ کہ شہر کے کسی گھر میں خون کی ہولی پھیلی جاتی ہے۔ یہ کوئی غیبی اور شیطانی طاقت ہے جو یہ پھیل پھیل رہی ہے۔

غیبی اور شیطانی طاقت۔ وہاں موجود لوگوں نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بال غیبی اور شیطانی طاقت۔ اکبر نے بات کو جاڑی رکھتے ہوئے کہا۔ یہ جو بھی کر رہا ہے اس کے

پچھے کسی انسان کا نہیں بلکہ جنات وغیرہ کا ہاتھ ہے کیونکہ ہر ایک واقعہ میں گھر والے بے دردی سے مارے جاتے ہیں جس کی لاش بھی جس حالت میں بھی ہول جاتی ہے لیکن جب پتہ لگایا جائے تو اس میں ایک ہی پتہ غائب ہوتا ہے میں نے ایک کتاب کے ذریعہ کھوج لگائی ہے ۱۸۸۲ء میں جب پاک بھارت ایک تھے اور یہاں انگریزوں کی حکومت تھی اس وقت بھی کچھ اس طرح کے واقعات پیش آئے تھے جب کھوج لگائی گئی تو اس میں ایک عورت کا ہاتھ تھا اور وہ عورت انسان نہ تھی بلکہ ایک چڑیل تھی جسے مارنے کے لیے ایک آدمی نے ایک مضبوط ٹیم تیار کی اور اسے نورانی طاقتوں سے ماردیا گیا تھا۔ اسی طرح یہ واقعہ بھی ہے مگر اس دفعہ یہ واقعہ حد سے بھی زیادہ اذیت ناک ہے لیکن آپ لوگ بے فکر رہیں میں بھی ایک ٹیم تیار کر لی ہے چند ساتھیوں پر مشتمل ٹیم ہے جو جلدی ہے اسے تلاش کر کے قتل کر دیں گے اتنے میں سات افراد پر مشتمل ایک گروپ دکھائی دیا جس میں دو لڑکیاں بھی شامل تھیں۔

سرہم نے اس کے پاؤں کے نشان کو تلاش کر لیا ہے وہ سمندر تک گئے ہیں۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ جو بھی ہے وہ سمندر کی طرف سے آتا ہے اور پھر انسانی بستی میں گھستا اور کسی بچے کی جان لے کر سمندر کی طرف چلا جاتا ہے۔ اکبر نے کہا۔

جی سر ایسا ہی لگتا ہے۔ ساتھیوں نے کہا۔ میں حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یعنی وہ بات ٹھیک ہے کہ سمندر میں ایک جزیرہ ہے جہاں کے بارے میں بہت کچھ سنا ہوا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی اسی جزیرے سے سایہ آتا ہو۔

جی سر ایسا ہی لگتا ہے۔ کیونکہ اس کے پاؤں کی نشان سمندر کی گیلی ریت کے اندر تک گئے ہوئے

تھے۔ یعنی ہم اس تک پہنچ سکتے ہیں۔

ویلڈن سراکبر نے کہا یہ ہے میری ٹیم اکبر نے لوگوں سے کہا جو میں نے دس دنوں میں بہت کوششوں سے تیار کی ہے اب یہ سب اس شیطانی کھیل کو روک کر دکھائیں گے۔ اس پر بھی لوگ ہی اکبر سے بہت خوش ہوئے چلو جلدی سے مشن کے لیے تیار ہو جاؤ مجھے اس شہر میں کوئی بھی ایسا خونی واقعہ دوبارہ ہوتا ہوا نظر نہ آئے مگر وہ سمندر میں ہم اس کو کیسے۔ ایک لڑکی نے کہا جس کا نام سارہ تھا تم لوگ بے فکر ہو جاؤ کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ وہ سمندر کون سے جزیرے کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ راحت ہ سارہ۔ موزمین۔ عثمان۔ حامد۔ ریاض۔ اور زاہد اس ٹیم کا حصہ تھے وہ سبھی اکبر کے ساتھ کمرے میں چلے گئے وہ جزیرہ اصل میں موت کا جزیرہ ہے وہ کا کا جزیرے کے نام سے مشہور ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ ہمیں وہاں پر کوئی نہ کوئی سراخ مل جائے گا۔ اکبر کہتا چلا گیا اور باقی سب خاموشی سے اس کی سنتے جا رہے تھے کسی بھی لاوارث چیز کا ہونا وہاں پر اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ ابھی بھی وہاں پر ایک سراخ ہے جو ہمیں قاتل تک پہنچائے گا اگر وہاں پر ایسی کوئی چیز تم لوگ دیکھو تو یقین مت کرنا آپ کو میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ اس طرح کا واقعہ اگر بزدلوں میں بھی ہوا تھا اور اسی طرح چند بہادروں نے اس کا کام تمام کیا تھا۔ یہ یاد رکھو کہ کامیابی ہمیشہ سے ملتی ہے جو یہ جانتا ہو کہ سب سے خطرناک ہتھیار پستول نہیں ہے بلکہ دماغ ہے جس کو آپ دماغ نے استعمال کرنا ہے آپ سبھی لوگ سمارٹ اور مطلب خاص ہیں زمین ہیں ورنہ آپ یہاں پر بھی قتل ہوئے میں چاہتا ہوں کہ آپ اور ذہن بہادر ہمیں ہمارا مشن سب سے خطرناک جزیرہ کے بارے میں سننے میں آیا ہے کہ وہاں پر قتل شدہ یوں سے کوئی بھی نہیں گیا ہے اس لیے وہاں

پر کچھ بھی ہو سکتا ہے اور سب سے مزے کی بات تو یہ ہے کہ اس جزیرے پر انسانی رہائش وغیرہ سب کچھ موجود ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ کبھی وہاں انسان رہتے تھے۔ راحت نے پوچھا۔

ہاں راحت تم نے ٹھیک سمجھا ہے اسکے بارے میں ایک پرانی کہانی ہے، وہ ابھی بے مطلب ہے بس صرف اتنا جان لو کہ وہاں پر اب انسان کا نام و نشان نہیں ہے یہ مشن تمہاری ٹیم کا امتحان ہے اگر تم لوگ کامیابی کے ساتھ لوٹے تو تم لوگوں کی بہادری کے قصے سنائے جائیں گے امید ہے کہ تم لوگ کامیاب لوٹو گے امید ہے کہ تم سب تیار ہوں گے۔

سرہم سب ہی تیار ہیں۔ سب نے مل کر کہا۔ ٹھیک ہے تو تم لوگ اپنا اپنا سامان بیک کر لو ہم آج ہی روانہ ہو رہے ہیں کیونکہ پتہ نہیں کہ ہم کب پہنچیں۔

اس کا مطلب ہے کہ وہاں پہنچنے کے لیے بہت محنت کرنا ہوگی۔ عثمان نے سارہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں عثمان یہ تو ہے دوستو کسی کو پتہ ہے کہ وہ چڑیل ہو سکتی ہے یا آدم خور یا جن وغیرہ ریاض نے بھگ مین سامان ڈالتے ہوئے کہا۔ اس پر سارہ مسکرائی اور تھوڑی دیر ریاض کے حسین چہرے کو دیکھتی رہی اور پھر بولی۔

اگر ہمیں پتہ ہوتا تو شاید ہمارا کام اور بھی آسان ہو جاتا۔

اس پر حامد نے راحت کے کان میں دھیرے سے سرگوشی کی اور کہا راحت تمہیں نہیں لگتا سارہ اور ریاض ایک دوسرے کو کچھ زیادہ ہی دیکھتے ہیں اس پر راحت نے کہا۔

ابھی تو صرف ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں چند دنوں کے بعد دیکھنا یہ ایک دوسرے کی محبت میں



بھی ڈوب جائیں گے وہ کہتے ہیں ناں کہ محبت آنکھوں کے ذریعے دل میں اترتی ہے۔ اس لیے محبت کرنے کے لیے پہلے ایک دوسرے کی نظروں سے نظر نہیں ٹکرانا ضروری ہے یہ محبت کا پہلا قدم ہے۔ اس لیے تم کچھ بھی نہیں سمجھو گے۔ راحت نے حامد کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

اتنے میں اکبر آگیا۔ سب تیار ہیں۔ جی سر۔ سب نے کہا۔

اوکے۔ پہلے ہمیں سمندر میں چلنا ہے اور وہاں سے ایک چھوٹے سے بحری جہاز کے ذریعے ہم دودن مسلسل سفر کرتے ہوئے جزیرے پر پہنچ جائیں گے وہ سبھی صبح تک بحری جہاز تک پہنچ گئے وہ رہا بحری جہاز۔

کانی بڑا ہے۔ مورزین نے کہا۔ وہ جیسے ہی اس کے اندر داخل ہوئے تو ایک کالا کوٹ پہنے ہوئے آنکھوں پر کالا چشمہ لگائے ہوئے ایک ستائیس سالہ نوجوان پہلے ہی سے موجود تھا ہمارے ایک اور ساتھی آئے ہیں یہ ہے عرفان جو دوسرے شہر میں سے میں نے بلایا ہے۔

آپ سب سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے اس نے سب سے کہا۔ خاص کر سارہ کو دیکھتے ہوئے کہا اسے دیکھا تو بس دیکھتا ہی چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ سارہ کے حسن میں ڈوب رہا اور پھر جلدی ہی سمجھ گیا۔

یہ بہت بہادر ذہن اور خاص کر باڈی بلڈر بھی ہے اس نے مجھ کو منوالیا ہے اور کہا تھا کہ کسی جزیرے پر جا کر میرا کام دیکھ سکتے ہیں۔ سر اکبر نے عرفان کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

کیا وہ ہمارے ساتھ جا رہا ہے۔ راحت نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ یہاں آیا ہے کھانا تیار کرنے یا چھاؤ لگانے کے لیے نہیں بلکہ تم سب کی مدد کے لیے آیا ہے اس مشن میں اس کی بہت ضرورت تھی تم

سب کو سمجھے۔ سر اکبر نے کہا۔

ہاں سر۔

اس کی شان میں کوئی بھی گستاخی نہیں ہونی چاہیے۔ اکبر نے بات کو ختم کرتے ہوئے کہا۔ کیوں عرفان غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں۔ اکبر نے عرفان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جس پر عرفان نے کان میں ہیڈ فون ڈالتے ہوئے کہا۔

سر جی۔ آپ نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔

اس کی ہمت تو دیکھو کہ آتے ہی سارہ پر لائن مارنا شروع ہو گیا ہے زاہد نے ریاض کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس پر ریاض نے کہا۔

بے فکر ہو کر رہو میرے ہوتے ہوئے یہ سارہ کو ہاتھ تک بھی نہیں لگا سکتا۔

دودن سفر کرنے کے بعد وہ ایک جزیرے پر پہنچ گئے سمندر کے درمیان میں ایک بڑا جزیرہ تھا چاروں طرف سمندر ہی سمندر تھا جس کی ہر چیز کالی تھی۔ درمیان میں ایک بہت بڑا کمرہ بنا ہوا تھا جو ایک کیمپ کی طرح تھا ہر طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا کسی کی جانب بھی کسی انسان یا جانور کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جب وہ مکمل جزیرے پر پہنچ گئے تو وہ ایک قدیم کھنڈر کی طرح لگ رہا تھا۔ سبھی بہت حیران تھے کوئی جزیرہ اس طرح بھی ہوتا ہے۔

یہ ہے کالا جزیرہ یہاں کے سبھی باشندے مرنے والے ہیں اکبر نے ہر طرف دیکھتے ہوئے کہا اچانک سب دوستوں نے پستول نکال لیے۔ کیونکہ سامنے زمین سے دو بالکل انسانوں جیسے پتلے نکلے یہ دیکھ کر اکبر نے مسکرا کر کہا۔

میں نے پہلے ہی کہا تھا ناں کہ اس کو سامنے جزیرہ بھی کہتے ہیں۔ یہ پتلے یہاں کے لوگوں نے تیار کئے تھے۔ تاکہ رات کو چوری وغیرہ نہ ہو میں نے سب کچھ اس جزیرے کے بارے میں کتاب میں پڑھا ہے اب آگے چلو اکبر نے آگے

صرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ جیسے جیسے وہ آگے جاتے رہے تو خوفناک شکل والے پتلے زمین سے نکلنے لگے عجیب بات تھی۔

اتنے عرصے گزرنے کے بعد بھی یہ ٹیکنالوجی پھر بھی کام کر رہی تھی اکبر نے پھر بے بات جاری کرتے ہوئے کہا۔

اب آپ لوگ اسے یا تو جادو کہہ سکتے ہو یا سائنسی تجربہ اب یہاں ہمیں جلدی ہے اس کو ختم کرنا ہے جو ہمارے پرسکون شہر میں خونی کھیل کھیل رہا ہے۔

دیکھو یہاں پر زاہد نے کہا وہ سب ہی زاہد کی طرف دیکھنے لگے سر دیکھو یہاں پر خون کے نشان ہیں اکبر اور سبھی زمین پر موجود خون کے پاؤں کے نشان کو دیکھنے لگے۔

اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ وہ یہاں پر ضرور ہے اکبر نے سب کی طرف دیکھ کر کہا یہ خونی نشان اس کے یہاں ہونے کا ثبوت ہیں آپ سے یہ سن کر اچھا لگا سر راحت نے چہرے پر مسکان لاتے ہوئے کہا۔

اب یہ ہے اس کی موت یقینی ہے۔ سر میں رنج رہا ہوں کہ اتنی ٹیکنالوجی ہے یہاں پر حکومت اس جگہ کو استعمال میں کیوں نہیں لاتی۔ عرفان نے سوال کر دیا۔

تم نہیں پتہ ہے کہ یہ جزیرہ یورپ براعظم ہے قتل رکھتا ہے اور انگریزوں کو اس جیسی جگہوں سے زبردستی نکالتا ہے اور اس جیسی ٹیکنالوجی تو اس کے ہاتھ میں موجود ہے اور اس لیے جن آزمائشوں وغیرہ اس نے جگہوں کا انتخاب کرتی ہیں۔ میں ہمیشہ سے یہ کہتا رہا ہوں کہ اس جگہ پر انسانوں کا کوئی نام نہیں ہو سکتا۔ اب یہاں آئے کے بعد کوئی پڑیل یا کوئی موت وغیرہ پوری طرح وحشت ناک اور آدم مار رہی جاتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے نیم کا لیڈر

بنانے کا تم لوگوں کو کوئی اعتراض۔ اکبر نے کہا۔ نیم کا لیڈر اس پر سب ہی حیران ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

مگر سر آپ ہیں ناں۔ ریاض نے اکبر سے کہا۔

میں تو واپس جا رہا ہوں میرا کام تھا تم لوگوں کو یہاں لانا سو میں نے تم لوگوں کو یہاں پہنچا دیا ہے۔ اب تم لوگ یہ ثابت کرو گے کہ تم لوگ کتنے بہادر ہو میں کچھ دنوں کے بعد پھر آؤں گا اچھا تو نیم کا لیڈر ہو گا ریاض۔ ریاض تم کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے نہیں سر میں آپ کی تمام امیدوں پر پورا اتر دوں گا ریاض نے کہا۔

ہاں مجھے تم سے یہی امید تھی۔ اکبر نے راحت سے کہا۔ اب چلو کمرے کے اندر چھپے سے دھیرے دھیرے سلاخوں سے بنا ہوا دروازہ کھٹکا چلا گیا۔ سر یہاں کی تو ہر چیز ہی خطرناک ہے۔ ہاں ایسا ہی ہے لیکن تم لوگ آرام کرو اور ہاں یاد رکھنا سب نے سونا نہیں ہے کچھ پہرہ دو گے یہاں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

سر آپ بے فکر ہو کر رہیں ہم نے آتے ہی اس جزیرے کے بارے میں جان لیا ہے یہاں تو بہت پرسکون جگہ ہے زاہد نے بیک رکھتے ہوئے کہا۔ پرسکون بھی اور خطرناک بھی کیونکہ یہ جگہ اکیلی پڑ چکی ہے اس کو بھلا دیا گیا ہے کیا تم لوگوں کو اس جگہ کے منحوس ہونے کا احساس نہیں ہوا۔ اکبر نے چاروں طرف نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا اکبر کی اس بات پر سب کے چہرے پر خوف کے واضح آثار دکھائی دیے گئے تم سب کو کامیابی ملے۔ اب میں جا رہا ہوں تم لوگ جو بھی کرنا احتیاط کے ساتھ کرنا اللہ حافظ اتنا کہہ کر وہ باہر کی طرف چلے گئے اور اس جہاز سے ایک کشتی کو نکالا اور واپسی پر چھوڑ دیا اس نے سوچا کہ اگر وہ کامیاب ہوئے تو انہی کشتی میں واپس



آجائیں گے مطلب اگر وہ اکبر سے آنے سے پہلے کامیاب ہوئے تو وہ کشتی بھی ایک جہاز کی طرح تھی

دیکھو سرنے ہمارے لیے ایک نشتی چھوڑ دی ہے مورزین نے کھڑکیوں میں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد سارہ اور مورزین کھانا تیار کرنے لگیں کیونکہ شام ہونے والی تھی اچھا دوست بتاؤ کیہ تم نے تم نے ایسا کیا کیا تھا کہ تم کو یہاں آنے کا موقع ملا۔ ریاض نے عرفان سے کہا۔

مجھے بھی بھیجا گیا ہے جیسے کہ تم کو بھیجا گیا ہے عرفان نے جواب دیا پھر بھی مطلب تم نے کسی بھوت پریت کو پکڑا ہے یا جن وغیرہ کو قید کیا تھا۔ کیا کیا تھا تم نے۔

تم میری بہادری کے قصے نہیں چاہو گے عرفان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ضرور سننا چاہیں گے میرا مطلب ہے تمہارے بارے میں ہم اچھی تک کچھ بھی نہیں جانتے ہیں ریاض نے ایک نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔ ہم لوگوں کو آپس میں ٹیم بنائے ہوئے بارہ دن ہو گئے تھے ہم سب ایک دوسرے کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں مگر تم تو سنے ہو ہمیں اتنا پتہ ہے کہ اس کے ماں باپ سے اس کا جھگڑا تھا اور یہ بات اس کے بازوؤں پر سانپ کے نشان کو دیکھتے ہوئے کہا اس پر مورزین نے کہا۔

مجھے اس کے بارے میں یہ لگتا ہے کہ یہ سارہ کو پسند کرتا ہے کیونکہ میں نے نئی بار اس کو دیکھا کہ یہ سارہ کو گہری نظروں سے دیکھتا ہے مورزین نے میز پر کھانا رکھتے ہوئے کہا۔ اس پر عرفان جو ابھی تک خاموش تھا اس نے کہا۔

لگتا ہے تمہارے خیالات الگ ہیں اس نے مورزین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

عرفان ہم اس جگہ یہاں لے آئے ہیں کہ کام

کر سکیں اس لیے اعتبار بہت ضروری ہے مورزین نے کہا۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ ہر بات کو برسرِ گہرائی سے نوٹ کرتا ہے اور یہ اپنی قابلیت کو بڑھاتا ہے اور اپنے حامیوں کو چھٹا چاہتا ہے سارہ کی بات پر عرفان نے مسکرا کر کہا۔

تم لوگ جو کہہ رہے ہو اس سے تم لوگوں کے میرے بارے میں نہیں بلکہ مجھ کو تم لوگوں کے بارے میں پتہ چل رہا ہے اب میں تم لوگوں کے بارے میں جانتا ہوں ریاض تمہیں جلنے کی عادت ہے اور مورزین تم میں تمہارے بارے میں یہ پتا ہوتا ہے تم راحت کو چاہتی ہو اور وہ تمہیں اور تم راحت میں تمہارے بارے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے اور تم سارہ جب مصیبت سر پر آئے گی تم پوری طرح ٹوٹ جاؤ گی تمہارے ساتھی تمہارا بھروسہ پر نہیں رہیں گے۔

یہ جگہ تمہارے لیے مٹی ہے عرفان کی یہ بات سن کر سب کے منہ کھلے کے کھلے ہو گئے کیونکہ عرفان نے جو کہا تھا جگہ کھانا رات ہو گئی تھی ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا سندری ہوائیں تیز چلنے لگی تھیں ہر طرف گہرا سناٹا تھا صرف ہوا کی رفتاری آواز سنا دے رہی تھی اتنے میں ایک کمرے میں ایک پتلا بخود دکھڑا ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے سرخ رنگ کی روشنی نکلنے لگی تھی گہری نیند سوئے ہوئے تھے صرف عرفان اور زہد پھر دے رہے تھے جب رات کے بارہ بج گئے تو ایک کمرے سے کالی بیلیوں کی آواز کے ساتھ ساتھ کسی کی رونے کی آوازیں بھی شرواں ہو گئیں آوازیں لمحہ بے لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھیں جسے کر بھی ہی اٹھ گئے سب کے جسم خوف کی وجہ سے پسینے سے شرابور تھے سوائے عرفان کے۔

چلو دیکھتے ہیں کہ یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں عرفان نے پستول کو لوڈ کرتے ہوئے کہا۔

اور سب ہی کمرے سے باہر نکل گئے۔ سارہ مورزین اور زہد تم تینوں دائیں طرف دیکھو عرفان حامد تم دونوں بائیں جانب میں عثمان اور راحت مغرب کی جانب دیکھتے ہیں ریاض نے سب کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

ایک طرف سے سارہ کی چیخنے کی آوازیں آنے لگیں۔ سبھی وہاں پر پہنچ گئے تو وہاں پر ایک دہشت ناک منظر تھا ایک کالی بیل جس کے جسم پر سے لوہے کی سلاخیں آ پار کی گئی تھیں وہ اوپر چھت سے نیچے لٹک رہی تھی اور اس کی انٹریاں دھیرے دھیرے سے زمین پر گر رہی تھیں۔

پتہ نہیں اس کو کس نے مارا ہے ریاض نے بلی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس پر راحت نے کہا سوال کسے کا نہیں کیوں کا ہے ذرا دیکھو تو اس کے منہ میں کچھ ہے۔

ریاض نے بلی کے منہ کی طرف غور سے دیکھا یہ کیا ہے یہ ایک گھڑی ہے ذرا اس پر خون صاف کر دو سارہ نے ریاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ تو کی ہوئی ہے اور وہ بھی ایک بچے پر دیکھو اسے ریاض نے اس سارہ کو دیتے ہوئے کہا۔ آخر اس کا مطلب کیا ہے عرفان نے سوال کر دیا۔ ہو سکتا ہے یہ کسی طرح کی چٹاؤ کی اشارہ ہو مورزین نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ضرور کسی بات کا اشارہ ہے ریاض نے بلی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یعنی ایک بچے پر ضرور کچھ ہوگا عثمان نے کہا۔ ابھی کتنے بچے ہیں حامد نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا بارہ بج کر تیس منٹ۔ چلو جلدی کر دیہاں سے باہر نکلو ہمیں تیس منٹ میں کچھ تلاش کرنا ہوگا ریاض نے کہا اب ہم دو حصوں میں بٹ جاتے ہیں اور اگر کسی کو کوئی خطرہ لگا تو وہ فوراً دوسرے کو خبر کر دے سارہ مورزین حامد زہد تم دوسری طرف اور ہم چاروں طرف دیکھتے ہیں

جلدی کر دو اور اپنی ٹارچیں روشن رکھنا اور پھر سب ہی کسی نہ کسی چیز کی تلاش میں لگ گئے مگر اسے کچھ نہیں ملا عثمان ہر جگہ ہم دیکھ چکے ہیں بس اب یہ دو کمرے ہی باقی بچے ہیں ہم اس میں جاؤ اور میں دوسرے کمرے میں جاتا ہوں جیسے ہی عثمان دروازے تک پہنچا تو اس کے منہ سے ایک بھیاںک چیخ نکلی۔ جسے سن کر ریاض تیزی سے عثمان کی طرف گیا۔ کیا ہوا عثمان کیا ہوا ریاض نے پوچھا۔

عثمان کے منہ سے ڈر اور خوف کچھ بھی نہیں نکل رہا تھا۔ اس نے صرف سامنے کی طرف اشارہ کیا ریاض بھی جب سامنے دیکھا تو اس کو بھی خوف کے کئی جھٹکے لگے کیونکہ سامنے لوہے کی تاروں سے بندی ہوئی ایک لڑکی کی لاش لٹک رہی تھی جس سے تازہ خون بہہ رہا تھا اس کے جسم کو چیز پھاڑ دیا تھا آنکھیں نکالی گئی تھیں جو الگ تاروں سے لٹک رہی تھیں ریاض جلدی سے بھاگا اور سب کو بلا کر وہاں پر لے آیا سب کو یہ دہشت ناک اور وحشت ناک منظر دیکھنے کی ہمت نہ تھی یہ منظر دیکھ کر سب کے دل خلع میں آ گئے۔

ریاض نے کہا اب نہیں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ہمارے سامنے ایک لڑکی کی لاش ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ہمارے پاس ہی نہیں کہیں ہے۔

مورزین نے کہا ریاض میں تمہارے کام میں دخل نہیں دینا چاہتی بس اتنا بتا دو کہ یہ جو کوئی بھی کڑ رہا ہے وہ بہت شاعر ہے چلاک ہے اس پر عرفان نے ہنسا شروع کر دیا۔

تم نہیں کیوں رہے ہو ریاض نے عرفان کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

میں اس لیے ہنس رہا ہوں کیونکہ تم سبھی لوگ بہت بے وقوف ہو کیونکہ تم لوگ یہاں اس لاش کے پاس وقت برباد کر رہے ہو اصلی قاتل تو باہر آزاو



گھوم رہا ہے اس پکڑتے ہیں۔

تم چپ رہو یہاں کی ہر چیز کی تلاشی لینا ہمارا فرض ہے سمجھ ریاض نے غصے سے کہا۔ اچانک ایک کھلونے سے بھیا یک بننے کی آوازیں شروع ہوئی بابا بابا۔ بابا بابا۔ اس کھلونے میں بھی ایک گھڑی لگی ہوئی تھی اور اس میں ایک بچہ گیا تھا جب کوئی گھڑی گھٹنے پورا کر رہی ہے تو سن سن کی آواز نکلتی ہے مگر یہاں ہر گھنٹہ پورا ہونے کا یہ منظر ریاض نے گھلوانے کی طرف جاتے ہوئے کہا میں دیکھتا ہوں کہ یہ وہ چالی تو نہیں ہے اس کام میں مزہ ہی کیا جس میں مشکل نہ ہو جیسے ہی راحت نے کھلونے پر ہاتھ رکھا تو اسے لوہے کی ایک گھول چیز ایک تختے پر گر گئی۔ وہ تختہ گھول پر دے کرے میں پھیلا ہوا تھا۔ اس پر چاروں طرف تاش کے پتے رکھے ہوئے تھے وہ تاش کے پتے تختے پر کھڑے کر دیئے گئے تھے جیسے جلی وہ گھول چیز تاش کے پتوں کے ساتھ ٹکرائی تو ایک پتہ دوسرے پتوں کے ساتھ ٹکرانے لگا تقریباً پانچ سو سے زائد پتے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ٹکراتے ایک ڈھلوان تختے کے ساتھ لگ گئے اس ڈھلوان تختے پر لوہے کی بنی ہوئی ایک گیند رکھی گئی تھی وہ گیند اس ڈھلوان تختے سے گر کر ایک گیس کے ٹینک کے ساتھ لگ گیا اور اچانک وہ گیس ٹینک زمین پر گر کر لگا اور اس سے ایک سفید دھواں راحت کے پاؤں پر پھیلنے لگا۔ جیسے جیسے وہ دھواں اس کے پاؤں پر پھیلنا چلا گیا تو توں وہ اپنی جگہ سے بل نہیں پار ہوا تھا راحت کے پاؤں بالکل ایک سوکھی لکڑی کی ہو گئے جس سے وہ اپنی جگہ سے بل نہیں پار ہوا تھا اس کے پاؤں مکمل سوکھ گئے تھے۔

کوئی اس کو بچاؤ مورزین چیتا ہوئی ہوئی۔ وہ سبھی راحت کی طرف بھاگے۔

رک جاؤ میری طرف مت آؤ یہ ایک جادوئی

دھواں ہے سب مارے جاؤ گے سبھی پیچھے ہٹ گئے اور میری مورزین کا خیال رکھنا اچانک ہی راحت کے پاؤں کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں اور وہ زمین پر گر گیا۔ دھواں نے اس کے جسم کو بھی پکڑ لیا اور اس کا جسم سوکھی لکڑی کی طرح ہو گیا اور تین حصوں میں بٹ گیا۔ یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر سب کے روٹھے کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد وہ دھواں ختم ہو گیا۔ سبھی راحت کی لاش کو دیکھ رہے تھے یہ دہشت ناک موت برداشت نہ کر سکے اور کبھی رونے لگے سب کے دلوں کو اس کی موت سے گہرا زخم لگا تھا۔ مورزین تو پاگل ہو رہی تھی راحت ہی اس کا سچا پیار تھا جس کو وہ دل سے چاہتی تھی سارہ نے مورزین کو سنبھالا اور اسے باہر لے آئی۔ باقی سب نے راحت کے جسم کے ٹکڑوں کو ایک سفید چادر میں ڈالا اور اسے باہر لے گئے صبح کو اسے ایک قبر کھود کر دفنا دیا گیا۔ وہ بھی قبر کے پاس جا کر ایک کمرے میں بیٹھ گئے سب کے چہرے خوف اور دہشت سے تر تھے جسے وہ عام ساقاقل سمجھتے تھے وہ کوئی عام نہ تھا۔

حامد نے بات شروع کی ہو سکتا ہے کہ یہ کون دو گھنٹہ ہو اس پر مورزین نے روتے ہوئے کہا نہیں یہ ایک دو گھنٹہ نہیں ہے راحت کو مار دیا گیا ہے تم سمجھتے کیوں نہیں ہو یہاں کوئی نہیں ہے عرفان نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھو چیزیں بھی کل نہیں تھے یہاں پر عرفان نے میز پر سے ایک کتاب اٹھائی جس پر لکھا تھا بھوت سایہ اور اس کے پاس میں ایک انسانی ہڈی بھی تھی دیکھو اس ہڈی پر بارہ بجے لکھے ہوئے ہیں ریاض نے گھڑی کو دیکھا اور تیس منٹ باقی تھے اس پر عرفان نے کہا یہ کوئی اشارہ ہے۔

وہ کشتی کہاں ہے جو اکبر نے ہمارے لیے چھوڑی تھی حامد نے اٹھتے ہوئے کہا۔

وہ تو وہی پر ہوئی۔ چلو اس میں سوار ہو کر چلتے ہیں زابد نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

ہاں زابد تم نے ٹھیک کہا جس کام کے لیے ہم یہاں پر آئے تھے وہ تو یہاں پر بھی پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے پورا جزیرہ جھان مارا ہے نہ تو ہمیں کوئی بچے ملے ہیں اور نہ ابھی تک جن بابھوت چزیں وغیرہ کا کوئی پتہ چلا ہے بھلائی اسی میں ہے کہ ہم واپس جا کر اکبر کو اس جزیرے کے بارے میں سب کچھ بتا دیں سارہ نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔

ہاں چلو سارہ تم نے ٹھیک کہا ریاض نے کہا سب ہی ہوشیار رہنا اور اپنے پیچھے نظر رکھنا ریاض کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔ وہ سب سے آگے تھے اور سارہ اس کے پیچھے تھی۔

دیکھو کشتی وہاں ہی ہے اب فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ریاض نے کشتی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اب ہمیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اچانک کشتی پر سے دھواں ابھرنے لگا۔ یہ۔ یہ کیا ریاض کا یہ کہنا تھا کہ وہ کشتی ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ گئی اور سب ہی پانی میں گر گئے ریاض کافی زخمی ہو چکا تھا اور کبر رہا تھا۔

تم سب ٹھیک ہو ناں۔

ہاں ہم سب ٹھیک ہیں سارہ نے کہا ریاض نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

سارہ۔ سارہ ریاض پاگلوں کی طرح اسے ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے پانی سے باہر نکالو حامد نے ریاض سے کہا اسے تیرنا نہیں آتا ہے ریاض نے یہ سنا تو تیزی سے اس کی طرف گیا۔ اور سارہ کو پانی سے باہر اٹھالیا۔ عرفان تیزی سے ان کی طرف گیا۔ سارہ سے بولا سارہ اپنے ہاتھ مجھے دو لیکن کشتی میں اس کو سنبھال دوں میں اتنا نہیں کر سکتا۔ سارہ نے سنبھال لیا۔ اتنا

کہہ کر وہ اس کو اٹھائے ہوئے کنارے تک لے آیا۔ سارہ جو پوری طرح ہوش میں تھی اس نے جب ریاض کو زخمی حالت میں دیکھا تو چیختی اس کو جلدی سے مرہم پٹی کر دہشت گردانہ اس کو گایا۔ پانی میں اس کا سارا خون بہہ گیا ہے میں نے پانی کو سرخ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ سارہ نے پاگلوں کی طرح کہا۔ اس نے میری جان بچانے کے لیے اپنی جان داؤ پر لگا دی تھی۔ زابد اور حامد نے ریاض کو سہارا دے کر کمرے میں لے گئے اور سارہ سمیت سب ہی اس کی مرہم پٹی کرنے لگے۔

اکبر ہمیں اس جزیرے میں پھنسا کر خود چلا گیا ہے کہیں اس میں اس کا بھی کوئی ہاتھ تو نہیں ہے۔ عرفان نے کہا۔

نہیں اکبر ایسا نہیں کر سکتا وہ دوستوں کا دوست ہے حامد نے کہا تو عثمان چیختے ہوئے بولا ایک بار اکبر کو ہمارے سامنے آنے دو میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

پاگل ہو گئے تم اس میں اکبر کا کوئی قصور نہیں ہے یہ سب شیطانی چال ہے زابد نے عثمان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

تم جو بھی سوچو میں اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ وہ غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔ وقت آنے پر تم سب کو پتہ چل جائے گا عثمان نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ریاض جو کہ زخمی حالت میں پڑا ہوا تھا سارہ سوئی سے اس کے زخموں کو سی سی اور وہ درد سے ہلپا رہا تھا۔

اس سے تو بہتر ہے کہ تم ہاتھ ہی میرا کات دو ریاض نے سارہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

چپ سارہ نے ریاض کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا۔ بس ہو گیا میں جانتی ہوں کہ جو کچھ ہمارے ہاتھ سے ہو جاتا ہے۔

سارہ کیا میں تم سے کچھ پوچھ سکتا ہوں۔



یاں ضرور۔ سارہ نے کہا۔

لگتا نہیں کہ ہم زیادہ دن جینے والے ہیں۔ کیا واقعی تم مجھے چاہتی ہو۔ ریاض نے محبت بھری نظروں سے سارہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

یاں ریاض خود سے بھی زیادہ۔ میری آنکھوں کی روشنی تم ہو میری زندگی بھی تم ہو اور میری ہر خوشی بھی تم ہی ہو۔

ریاض نے جب یہ سنا تو اسے ایسا لگا کہ جیسے اس کو چنتل لگتی ہو اس نے خوش ہو کر سارہ سے کہا مگر سارہ تم نے کہا کیوں نہ کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔

ریاض میں نے اس لیے نہیں کہا کیونکہ محبت کا اظہار ہمیشہ پہلے لڑکے کو کرنا چاہیے لڑکی بھی پہلے محبت کا اظہار نہیں کرتی اس لیے یہ تو میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو اور کبھی تو اظہار کر ڈالو گے۔ اور آج تم نے کر ہی دیا ہے۔ سارہ کی

اس بات پر ریاض نے کہا۔ سارہ تم مجھ سے کبھی بھی جدا مت ہونا تمہارے بغیر میں جی نہیں پاؤں گا سارہ تمہارے بغیر مجھ پر ہر پل ایسا گزرتا ہے جیسے کہ آگ میں بھلس رہا ہوں۔

ریاض میرا بھی یہی حال ہے ہم ایک دل اور ایک جاں ہیں۔ میں تمہیں زندگی کی آخری سانس تک چاہوں گی۔ عرفان جو کہ یہ ساری باتیں سن رہا تھا اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

حادثہ دیکھو مجھے ایک اور گھڑی مل گئی ہے زاہد نے حاد کو گھڑی دکھاتے ہوئے کہا۔ جس پر اس کے دس بجے کا نام تھا۔ اوشت۔ وہ بری طرح تڑپا۔ مورزین دیکھو گھڑی ملی ہے اس پر دس بجے کا وقت ہے لگتا ہے کہ دس بجے ہم میں سے کسی کے بہت ہی خوفناک موت ہونے والی ہے۔ اس کا

مطلب ہے کہ بارہ بجے جو کشتی والا واقعہ ہوا وہ ایک چوٹی بھی مورزین نے کہا۔

ابھی کتنا وقت ہے جاہد نے کہا اس پر عرفان نے گھڑی دیکھی اور کہا۔

ابھی تو سات بج رہے تھے تو اس کا مطلب ہمارے اور موت کے درمیان تین گھنٹوں کا فاصلہ ہے سمجھ نہیں آتا کہ یہ موت کے فاصلے کو کوئی کھیل کون کھیل رہا ہے سارہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو اب دس بجے کوئی اور مرنے والا ہے عرفان نے سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

وقت گزرتا گیا۔ تیس منٹ کا وقت رہ گیا ہے سارہ نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ پتہ نہیں کہ وہ یہ گھڑی کس طرح رکھتی ہے۔ پتہ نہیں وہ جن ہے یا چیل ہے بحر حال جو بھی ہے وہ ہے بہت شاذ و جو بھی وقت دیتا ہے اس میں ہماری موت یقینی ہو جاتی ہے عرفان نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ہم نے سب جگہوں میں اس کو تلاش کر لیا ہے لیکن

نجانے وہ کہاں رہتا ہے مورزین نے مایوسی سے کہا۔ کسی نے جال بچھا یا ہوا ہے زاہد نے ہاتھوں کو اوپر کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ کسی نے نشی بھی اڑادی ہے حاد نے کہا چپ ہو جاؤ مورزین چلائی ٹھیک ہے یہ ہم سب جانتے ہیں یہ جو کوئی بھی ہے اس جزیرے پر ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ ہم یہاں کس لیے آئے ہیں یہی تو پریشانی ہے سارہ حاد نے سارہ سے کہا ہمارے علاوہ اس جزیرے پر کوئی بھی نہیں ہے قاتل ہمارے بیچ میں ہی ہے زاہد نے

پستول لوڈ کرتے ہوئے کہا۔ اس پر سب نے اپنی اپنی پستول نکالی اور ایک دوسرے پر تان لیے ذرہ دیر سے آرام سے ہمیں چاہیے کہ اپنے ہاتھ اپنی پستول پر سے ہٹائیں عرفان نے سب سے کہا۔ میں ریاض جو دوسرے کمرے میں تھا باہر آتے ہی پستول لوڈ کرتے ہوئے بولا عرفان تم زمین پر لیٹ جاؤ

اور ساتھ ہی اس نے پستول عرفان پر تان لیا۔ یہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ یہ تم کو کیا ہو گیا ہے۔

مجھے کچھ نہیں ہوا ہے جو بھی ہوگا اب تمہیں ہوگا ریاض کھل کر بتاؤ کہ بات کیا ہے سارہ نے ریاض سے کہا۔ سارہ میں نے کروں کی تلاشی لی ہے اور مجھے عرفان کے بستر پر سے یہ نقشے ملے ہیں۔ یہ نقشے اس جزیرے کے ہیں۔ ان کروں کے ہیں یہاں کی ہر چیز کے ہیں۔ بتاؤ عرفان تم یہاں کس مقصد کے تحت آئے ہو۔

ریاض یہ میرے نہیں ہیں اور مجھے پتہ نہیں کہ یہ نقشے میرے بستر پر کیسے آ گئے ہیں سیدھے سیدھے بتاؤ یہ نقشے تمہارے پاس کیوں ہیں یہ ایک نامعلوم جزیرہ ہے یہاں کے نقشے کسی کے پاس نہیں ہونے چاہیے۔ عرفان ہمیں بتاؤ کہ تمہارا اگلا پلان کیا تھا اور وہ بچے کہاں ہیں اس پر عرفان اٹھ کھڑا ہوا سب نے ہی اس پر پستول تان لیے تھے۔

دیکھو تم لوگ مجھے غلط سمجھ رہے ہو عرفان نے دھیرے سے کہا۔ اپنے ہاتھ اوپر رکھو زاہد نے عرفان سے کہا سنا نہیں تم نے ہاتھ اوپر کر دیا جانک عرفان زمین پر تیزی سے منہ کے بل گرا کیونکہ بارہ بجے کا وقت ہو گیا تھا کسی کی موت کا وقت ہو گیا تھا میں منٹ اتنے جلدی گزر گئے وہ سب جان ہی نہیں پائے تھے کیونکہ تھوڑی دیر پہلے عرفان چائے کی پیالی پی رہی تھی جس میں کچھ تھا وہ چائے سب نے ہی پی لی تھی اس لیے سب کے سر چکرانے لگے تھے۔

مجھے سب کچھ دھندلا سا دکھائی کیوں دے باسے عثمان نے زمین پر بیٹھ کر اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا زاہد کے ہاتھ سے بھی چائے کی پیالی گر کر زمین پر پڑ گئی تھی حاد کا اتنا کہنا تھا کہ اس کے بعد وہ زمین پر گر گیا اور پھر سب ہی ایک ایک کر کے گرتے چلے گئے باہر سے کسی کے بھیا تک قہقہوں

کی آوازیں سنائی دیں۔

رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ دھیرے دھیرے کھلتا چلا گیا اور کمرے کے اندر ایک کالی سیاہ تیل داخل ہوئی جو بہت خوفناک لگ رہی تھی اس کے چہرے پر انسانی خون لگا ہوا تھا وہ بھانک آواز میں میاؤں میاؤں کر رہی تھی اور ایک چکر لگا کر وہ واپس چلی گئی۔ صبح ہوئی تو سورج اپنی پوری طرح نکل آیا تھا حاد ہڑبڑا کر اٹھ گیا اس نے جلدی سے پستول ہاتھ میں پکڑا اور ریاض کے نزدیک چلا گیا ریاض بھی ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔

سارہ سارہ وہ تیزی سے سارہ کو آوازیں دینے لگا سارہ سارہ آنکھیں کھولو تم ٹھیک ہوناں۔ ریاض نے سارہ کو بھجھوڑتے ہوئے کہا۔ اتنے میں عرفان بھی اٹھ گیا۔

بھاگنا چاہتے ہو کیا حاد نے عرفان پر پستول تان کر کہا۔ ادھر آؤ بیٹھ جاؤ۔ دیکھو میری بات سنو عرفان نے حاد سے کہا چپ رہو دیکھو تم میری بات سنو عرفان نے اس بار غصے سے کہا۔

میں نے کہا ناں چپ رہو کیا سب ٹھیک ہے حاد نے سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ادھر مورزین بھی اٹھ گئی تھی۔

تم جانتے ہو کون ہو میں۔ عرفان نے چلا کر کہا۔ میں بس اتنا جانتا ہوں کہ تم نے راحت کو مارا ہے اور اب ہمیں بھی مارنا چاہتے ہو تم ہو وہ آدم خور ریاض نے بھی غصے سے عرفان سے کہا۔ اتنے میں عثمان بھی آ گیا۔

حاد اسے چھوڑنا مت یہی قاتل ہے عثمان نے پستول کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ دیکھو اگر میں خولی ہوتا تو میں بھاگتا



\* بیوں نہیں تم سب بے ہوش تھے اور میں تم سب کو مایوس کرتا تھا۔

شاید تمہاری چال تھی مورزین نے کہا۔  
دیکھو میں نہیں جانتا کہ نقشے میرے بستر پر کیسے آئے۔

اس بات کو چھوڑو یہ بتاؤ تم نے چائے میں کیا ملا یا تھا مورزین نے غصے سے عرفان سے کہا اس پر عرفان نے بھی مورزین پر چلاتے ہوئے کہا۔

اے کس نے بنائی تھی چائے کیا میں نے بنائی تھی زاہد نے بنائی تھی عرفان نے غصے سے کہا اس پر حامد نے زاہد سے کہہ کر ہی کرسی پر سر رکھ کر بے ہوش تھا۔

زاہد یہ عرفان تمہیں خونی کہہ رہا ہے۔ اور تم خاموش ہو اور چپ ہو حامد نے غصے سے زاہد کا سر بلایا جو ایک دم سن سے جدا ہو گیا۔ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ عثمان نے چلا کر کہا۔ سب ہی یہ دہشت ناک منظر دیکھ کر زمین پر خوف سے بیٹھ گئے۔ کیونکہ زاہد کے جسم میں خون کا ایک بھی قطرہ نہیں تھا سب ہی خوف کی وجہ سے تیز تیز سانس لے رہے تھے۔ جو وقت دیا گیا تھا رات کو بارہ بجے کا اسی وقت میں رات کو اس کی موت ہو گئی تھی۔ زاہد کے جسم میں خون کا ایک بھی قطرہ نہیں تھا۔

کسی نے زاہد کے جسم سے سارہ خون چوس لیا ہے سارہ نے خوف سے دہی ہوئی آواز میں کہا۔

ایک اور منظر جو سامنے تھا وہ بھی سب کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا کیونکہ دیوار پر زاہد کے خون سے ہزاروں کی تعداد میں نمبر لکھے گئے تھے اور وہاں پر خون سے لٹ پٹ دو اور ہزیاں تھیں دو اور گھڑیاں۔ سارہ نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔  
اللہ کا مطلب دو اور خون وہ اور شکار۔

ہمیں جلدی ہی کچھ کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہمارے پاس وقت بہت ہی کم ہے ریاض نے گھڑی دیکھتے

ہوئے کہا۔ اور پھر سب کے مشورے سے عرفان کو ایک کمرے میں باندھ دیا گیا۔

ریاض بولا میں تمہاری اگلی چال جاننا چاہتا ہوں۔ وہ بھی اسی وقت۔  
میں نہیں بتا سکتا۔

کیوں۔ ریاض نے کہا۔ میں جانتا تھا کہ تم شروع سے ہی جھوٹ بولتے آ رہے تھے۔

یہ بات مجھے خونی ثابت نہیں کرتی۔ اور میں خونی نہیں ہوں اگر خونی ہوتا تو میرے پاس ایسی کوئی طاقت ضرور ہوتی جس کے ذریعے میں خود کو غائب کر سکتا۔ کیونکہ قاتل کوئی عام انسان نہیں ہے۔ وہ ایک کالی شلیتوں کا مالک ہے شیطان کا بچاری ہے۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے اس کی آنکھیں دیکھو کتنا سحر رکھتی ہیں اس کی آنکھیں مورزین نے عرفان کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

دیکھو میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں مجھے صرف تم پسند نہیں ہو عرفان نے غصے سے کہا۔ ٹھیک ہے آپ کے پاس رات کا وقت ہے اگر رات کے گیارہ بجے تک تمہیں کچھ نہیں بتایا تو پھر تم مارے جاؤ گے اگر کوئی ہوشیاری کی تو پھر۔۔۔ اوکے ریاض تم بے فکر رہو تم لوگ اب جاؤ اگلی مارٹ کا پتہ لگاؤ۔ اس کو میں سنبھال لوں گا عثمان نے کہا۔ وہ تنہی باہر چلے گئے اور ان نمبروں پر تھہر کر کہنے لگے جو دیوار پر لکھے گئے تھے۔

اس کا مطلب ہے کہ یہ نمبر ایک خبر ظاہر کرتے ہیں شاید جال کے بارے میں کچھ بتا سکیں۔

سارہ وہ خونی اتارے وقف نہیں ہے کہ ہمیں اپنی کمزوری بتا دے۔ لیکن ہاں اگر تم ان نمبروں پر کام کرنا چاہتی ہو تو کرو۔ اس سلسلے میں حامد تمہاری مدد کرے گا۔ میں باقی کمروں کو چیک کرتا ہوں۔

میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ مورزین

ہنے ریاض سے کہا اچھا آؤ تمیں منٹ رہ گئے یں جلدی سارہ حامد نے سارہ کو گھڑی دکھاتے ہوئے کہا فون نمبر سیکورٹی یہ ہے کیا میں منٹ رہ گئے یں سارہ اور پھر عثمان نے عرفان سے کہا میں نے زندگی میں ایک ہی چیز سیکھی ہے کہ اگر تمہیں بہت غصہ آ رہا ہے یا تم بھی دھوکا ہو اور ان حالات سے نکلنے کے لیے کوشش کر رہے ہو یا کچھ کر نہیں پا رہے ہو تو دھیان رہے صرف ایک بات پر بس ایک چیز پر اپنی ساری بھڑاس نکال دو۔

میں تمہارا غلام نہیں ہوں عرفان نے کہا تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تم جس کے بارے میں نہیں جانتے اس سچائی کے ساتھ نہیں جینا ہوگا۔

لگتا ہے ہمیں ادھر بھی نہیں ملے گا مورزین نے کہا ہمیں سارہ کے پاس چلنا چاہیے۔ ہاں چلو اور پھر سارہ کے پاس گئے۔

سارہ کچھ معلوم ہوا ریاض نے سارہ کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

وقت اس کی کمزوری ہے میں جانتی ہوں ریاض اس نمبروں کا وقت سے ہی کوئی ناٹھ ہے۔ سارہ کیوں دماغ کھا رہی ہو یہ سب گھٹیا نمبر ہیں حامد نے چلا کر کہا۔

سوری حامد نے کہا۔ ذرہ ہٹا میں دیکھتا ہوں ان نمبروں کو سارہ جلدی سے بولی۔ تم لوگ لائیں بند کر دو اور اگر یہ جال ہوا تو مورزین نے کہا۔

نہیں مورزین یہ نمبر لائیں کے بارے میں ہے ہو سکتا ہے اس بار وہ ہمیں بجلی سے مارنا چاہتا ہو سارہ نے جلدی سے کہا۔ یہ تمہارے کوٹ کے پیچھے مورزین نے سارہ سے کہا۔

کیا ہے۔

یہ تو خون ہے اور وہ بھی چمکتا ہوا خون دیکھو حامد یہ کیسے اندھیرے میں چمکتا ہے وہ سب حیران رہ گئے۔ سارہ نے فوراً کوٹ نکالی اور دیکھنے لگی

اور یہ خون چاروں کے کوٹ پر تھا۔ سب ہی اپنا اپنا کوٹ دیکھنے لگے یہ کیا خون ہے جو ابھی بوند تھا اور جب اندھیرا ہوا تو روشنی سے بھی صاف دکھائی دیے لگا۔ اس پر لکھا ہے تم سب ہی مرو گے مورزین نے ڈری ہوئی آواز میں کہا یہ ایک ہی جملہ چاروں کے کوٹ پر لکھا ہوا تھا اچانک دیوار پر لگی ہوئی گھڑی پر ریاض کی نظر لگ گئی سب ہی خوشیار رہنا دیکھو دیوار پر گھڑی مین ساڑھے دس بج گئے ہیں حامد نے ڈرتے ہوئے کہا۔

اب کیا ہوگا یا تم تو پورا ہوا گیا ہے حامد چپ ہو جاؤ۔ جب تک لائیں بند رہے گی ہمیں کچھ نہیں ہوگا سارہ نے حامد سے کہا۔

ادھر عثمان کے پیچھے سے اچانک کسی کے ٹہلنے کی آوازیں آنے لگیں جیسے کوئی دھیرے دھیرے چل رہا ہو وہ چونکہ عرفان کے ساتھ دوسرے کمرے میں تھا اس لیے وہ آوازیں باقی سب کو سنائی نہیں دے رہی تھیں صرف عثمان کو اور عرفان کو سنائی دے رہی تھیں کون ہے وہاں پر عثمان نے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ مگر آوازیں بدستور جاری تھیں میں پوچھتا ہوں کون ہے۔ عثمان نے کمرے کا دروازہ کھلا چھوڑ کر باہر دیکھا دونوں طرف کمرے تھے درمیان میں تنگ راستہ تھا وہ جیسے ہی درمیان میں پہنچا تو اس کے اوپر چلتے ہوئے لائیں نیچے گرنے لگی اور سامنے سے پانی کا پائپ بھی ٹوٹ گیا اور پانی تیزی سے نیچے کی طرف بہنے لگا اب پانی میں بجلی کا کرنٹ بھی شامل ہو گیا تھا عثمان چونکہ اپنے پاؤں سے محروم تھا اس نے دیوار کے ساتھ بنے ہوئے لوہے کے جال کو پکڑا تھا جو پانی سے علیحدہ تھا وہ اپنے ہاتھوں کی مدد سے اوپر کی طرف چڑھنے لگا اور اس نے لکڑی کا تختہ دیکھا اوہ ہونے لگا وہ پانی عرفان کے کمرے میں بھی چلا گیا۔



عثمان مجھے اپنی پستول دو اس نے عثمان کو آواز دی۔ ہرگز نہیں میں تم کو اپنی پستول دے کر خود تمہارے ہاتھوں مارا جاؤں میں کسی بھی چال کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ سمجھو۔ دیکھو یا میری کوئی چال نہیں ہے پانی مجھ تک پہنچ رہا ہے۔ پھر اچانک ہی پانی کے بجائے خون بہنے لگا اب ہر جگہ خون ہی خون بہہ رہا تھا جسے دیکھ کر عثمان کے پورے جسم پر پسینہ چھوٹ گئے۔

عثمان دیکھو میں یہاں باندھا ہوا ہوں اب یہ خون بھی میں نے پانی میں شامل تو نہیں کیا ناں۔ نہیں۔ عثمان نے کہا تو پستول مجھے دو عثمان نے پستول اس کی طرف پھینک دی اور نے ایک ہی وار سے بندھی ہوئی زنجیروں کو توڑ دیا۔ اور تیزی سے دیوار کے کنارے سلاخیوں کو پکڑتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا عثمان کے ہاتھ تھک گئے تھے وہ دھیرے دھیرے نیچے پھسلنے لگا تھا اتنے میں ریاض کی آواز سنائی دی۔

عثمان یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ریاض خون میں قدم نہ رکھنا اس میں موت ہے ریاض تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس خون کو دیکھ کر سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ عثمان وہ عرفان کیا ہے اور یہ خون یہ سب کیا ہے وہ مجھے بچانے کے لیے دوسرے کمرے میں گیا ہے بجلی کا مین سوچ بند کرنے کے لیے۔ ریاض عرفان خونی نہیں ہے یہ سب جو بھی کر رہا ہے اس کے پاس کوئی جادوئی طاقتیں ہیں وہ سب کچھ کالے جادو سے کر رہا ہے عثمان کے ہاتھ دھیرے دھیرے پھسل رہے تھے اب اس کو ہاتھوں تھا سہے رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی وہ لکڑی کو چھوڑا وہ تیزی سے نیچے گر گیا۔ جیسے ہی وہ زمین کے ساتھ لگا ادھر عرفان نے سوچ آف کر دیا اور کرنٹ ختم ہو گیا۔ میں بچ گیا میں بچ گیا۔ میں زندہ ہوں عثمان کو یقین نہیں آ رہا تھا

کہ وہ بچ گیا تھا۔ تم لوگوں کو عرفان نے کمرے سے باہر نکال کر کہا۔ اب بھی مجھ کو تم خونی سمجھتے ہو سب ہی چپ ہو گئے۔ اور پھر حامد نے پانی بند کرنے کے لیے جونہی وال کو گھمایا تو تو ایک ہاتھ تیزی سے باہر نکلا اور اس کے سینے پر لگ گیا جو اس کے سینے کو چیرتا ہوا گزر گیا۔ اور حامد پوری طرح تڑپتا ہوا زمین پر گر گیا۔

ادھر سارہ کی گھڑی میں ٹن ٹن کی آوازیں آنے لگیں مطلب گیارہ بجے کا وقت ہو گیا تھا پہلا شکار تو ختم ہو گیا مگر وہ یہ بھول گئے تھے کہ ایک اور گھڑی بھی تھی جن میں گیارہ بجے کا وقت بتایا گیا تھا۔ وہ کبھی تیزی سے حامد کی طرف بھاگنے لگے مگر وہ تڑپتا ہوا میٹھی نیند سو گیا تھا سب ہی اس کی موت پر آنسو بہا کر رہ گئے دو گھنٹیاں تھیں مطلب دو موٹیں چھوڑو لگا نہیں اسے عرفان نے غصے سے دیوار کو مکا مارا اتنے میں ریاض نے اٹھ کر کہا۔

اچھا تو ابیری باری ہے شک کرنے کی کون مارنا چاہتا ہے مجھے ریاض نے چلاتے ہوئے کہا۔ اس پر مورزین نے ریاض سے کہا۔ ہاں تم نے ہی پاپ بند کرنے کو کہا تھا مورزین نے روتے ہوئے کہا اس پر ریاض نے جواب دیا۔

ہاں تم جو سوچنا چاہتی ہو سوچ سکتی ہو کیونکہ یہی تو وہ شیطانی طاقت چاہتی ہے کہ ہم ایک دوسرے پر شک کریں سارہ ہمیں اس وقت میں ساتھ ساتھ رہنا چاہیے۔

ہاں ریاض تم نے ٹھیک کہا ہے اب ہمیں ایک ساتھ رہنا ہوگا ریاض عثمان کو ایک اور گھڑی ملی ہے عرفان نے ریاض سے کہا۔

ہاں ذرا دکھاؤ سارہ نے عثمان سے کہا اس میں تو تین بجے کا وقت ہے اور وہ بھی رات کے اور ابھی

تو گیارہ بجے ہیں۔ یعنی چار گھنٹے کا فاصلہ ہے چلو سب لاشوں کو ٹھیک طریقے سے دیکھتے ہیں ہو سکتا ہے اس سے کوئی ایسا سراغ مل جائے جو ہمیں جو ہمیں اس کے شیطانی چال کو جان سکیں سارہ نے سب سے کہا اس پر عرفان نے کہا۔

جس طرح ہماری ساتھی مارے جا رہے ہیں راحت زاہد اور اب حامد۔ اور اب یہ ہم میں سے کسی کو بھی مار سکتا ہے۔ اور پھر کبھی مل کر لاش کو دیکھنے لگے ریاض کو زاہد کے انگلی کے ناخن کے نیچے ایک اور ناخن ملا جو کالا مڈر مونا تھا اور تیز دھار کی طرح کی تھا۔ یہ دیکھو یہ ناخن۔ ریاض نے اس کی انگلی سے ناخن نکالتے ہوئے کہا۔

یہ کمال کا ناخن ہے۔ عرفان نے ناخن کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یقیناً زاہد کا خونی سے کوئی ہاتھ پائی ہوا ہے۔ ہمیں اس کے جال کو سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ ہم پر نظر ہوئے ہے۔ دوسرے ساتھیوں کی طرح وہ ہمیں بھی ایک دوسرے کے خلاف کرنا چاہتا ہے اور پھر ہم کو بھی مارنا چاہتا ہے ہم کو چاہے کہ ہم ایک دوسرے کا ساتھ دیں ایک دوسرے کے ساتھ ملیں تاکہ اس کی چال کو ناکام بنا سکیں۔ مورزین سمندر کے کنارے بیٹھی سوچ رہی تھی کہ ایک کالی بی اس کے پیچھے سے رو کر گزرتی کالی سیاہ رات تھی کچھ بھی انہیں نہیں آ رہا تھا مورزین نے خوف سے نارنج روشن کی اور ادھر ابھر دیکھنے لگے اچانک اس کے پیچھے سے ایک مرد اور ایک عورت کی آوازیں سنائی دیں مورزین کے جسم پر خوف سے پسینے آنے لگیں کون ہے۔ کون ہے۔ اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔ مورزین۔ اس بار وہ آواز کچھ زیادہ ہی لمبی ہوتی جتنی ہی۔ اور وہ پیچھے کی طرف سے آ رہی تھی جونہی اس نے پیچھے کی جانب دیکھا تو اس کے منہ سے یہ خوفناک چیخ نکلی اس کے سامنے ایک خوفناک چہرہ تھا وہ دیکھنے سے افاق نہ تھا اس کے چہرے پر

آدھا گوشت اور آدھے نوکیلے کانے جیسے بال تھے مورزین نے خوف کی وجہ سے نظریں جھکا لیں اس کا دل کانپ رہا تھا اور پھر مورزین کے منہ سے کالا دھواں نکلنے لگا اس کا جسم پانی بننے لگا اور پھر ایک دھماکے سے اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ یہ مورزین کا ہمیں پتہ کرنا ہوگا کیونکہ مجھے لگ رہا ہے کہ وہ کسی خطرے میں ہوگی وہ اکیلی ہی سمندر کنارے چلی گئی تھی عثمان نے کہا اور پھر تینوں اس کی طرف بھاگے کہ یکدم سارہ کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ وہ سامنے کا منظر دیکھ نہ پائی تھی مورزین کا جسم پھٹا ہوا تھا اور گوشت ایک طرف زمین پر پھرا ہوا تھا ریاض نے جلدی سے ایک چادر میں اس کے جسم کے اعضا کو اس میں ڈالنے لگا عثمان نے روتے ہوئے کہا۔ ہمیں اس کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا ہم نے اس کو اکیلے ہی یہاں آنے دیا اور پھر۔ پھر وہ رو دیا۔ ایک ایک کر کے سب ہی مرتے جا رہے ہیں سب ہی اس جزیروے کی خوراک بننے جا رہے ہیں نہیں عثمان نہیں ہم اس کو ضرور ماریں گے ہم کو شش کر رہے ہیں کہ اس کی کوئی کمزوری ہمارے ہاتھ لگ جائے پھر دیکھنا کیسا بدلہ لیتے ہیں ہم۔ ریاض نے کہا۔ وہ جو بھی ہے وہ بہت ہی چالاک ہے وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ہم کبھی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ عثمان نے کہا۔ اور پھر ساتھ ہی ان کو ایک آواز سنائی دی۔ جو اس اندھیرے دیرانے میں دور دور گونج رہی تھی

بابا بابا۔ بابا بابا کیا تمہیں مزہ آ رہا ہے مجھے تو بہت ہی مزہ آ رہا ہے۔ ساتھ ہی قہقہے بونجنے لگے تھے۔ یہ یہ تو اکبر کی آواز ہے۔ سب ہی اس کی آواز میں کھوئے ہوئے تھے ان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا بوس یہی ہے سب کچھ کر رہا ہے۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ جاننے کے لیے اگلے شمارے میں اس کا آخری حصہ ضرور پڑھیں۔



# شیطانی طاقت

--- تحریر: داؤد احمد - اینڈ وحید مرتضیٰ - پاکپتن ---

بابا بولے بیٹے تم سچے دل سے اپنے رب سے معافی مانگ لو خدا انشاء اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے گا۔ میں نے معافی کی دعا کی اور اس لڑکی کو بابا جی کے پاس چھوڑ کر دیوی کی طرف چل دیا راستے میں ہی مجھے یہ چلا کہ دیوی کو میرے پھر جانے کی خبر ہوگئی ہے اس پر حملہ کے لیے بہت بڑی فوج بھیج دی ہے لیکن ہم بھی اس سے ڈرے نہ تھے ہم نے ان کا مقابلہ کیا اور ہم جیت گئے پھر راج کے ساتھ اس کی دونوں بہنیں بھی آگئیں۔ عمر تم نے ہمیں بہت بڑا دھوکہ دیا ہے ایسا دھوکہ جسے ہم برداشت نہیں کر سکتی۔ ہم نے تم پر اعتماد کیا تھا لیکن تم تو۔۔۔ اب تم ہمارے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچ سکتے ہو۔ راج دیوی کی یہ بات سن کر میں نے کہا۔ نہیں میں نے دھوکہ نہیں دیا ہے آج میری آنکھیں کھل گئی ہیں میں اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا آج مجھے روشنی نظر آئی ہے اور تمہارا چہرہ دیکھ لیا ہے تمہارا چہرہ بہت ہی گھناؤنا ہے بہت ہی ڈرانا ہے تم نے مجھے کیا مارنا ہے میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ بس پھر کیا تھا ان سے میرا مقابلہ ہونے لگا جو بہت ہی سخت تھا لیکن ہمت میں بھی مارنے والا نہیں تھا وہ تین تھیں اور تینوں کی ایک جیسی طاقت تھی جب کہ میں اکیلا تھا اور ان تینوں کا خوب مقابلہ کرتا جا رہا تھا اور ایک ایک کر کے میں نے تینوں کو مار دیا۔ ان کے جسموں کو آگ نے پکڑ لیا اور وہ چیختی ہوئی تڑپتی ہوئی موت کی آغوش میں چلی گئیں اور باقی جنات کی تعداد بہت بڑی تھی ہم پہلے تو ڈر گئے لیکن پھر لڑنے لگے اور خوب لڑے یہاں تک کہ وہ مات کھا گئے۔ مجھے بہت خوشی ہو رہی تھی کہ ہم نے شیطانی پوجاری کو ختم کر دیا تھا۔ عالیہ جس کا میں خون کرنے کے لیے لایا تھا وہ بچہ۔۔۔ ماری یہ لڑائی دیکھ رہی تھی اور میری بہادری کو دیکھ کر وہ شیش کراہی تھی وہ یہ بات بھول گئی تھی کہ میں اس کو کیوں اٹھا کر لایا تھا وہ تو ابھی تک یہی سمجھ رہی تھی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ پر پورا اعتماد ڈھکیچھی میں نے بھی اس پر ظاہر نہ ہونے دیا تھا کہ میں اس کو کس مقصد کے لیے اٹھا کر لایا تھا۔ پھر میں نے اس سے شادی کر لی۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

پچیس جولائی کا وہ دن جو میری زندگی کا سب سے برادن تھا کیونکہ اس دن کے بعد مجھے گھر کا وہ چین وہ سکون اور وہ محبت اور پیار بھی نصیب نہیں ہوا زندگی اس طرح بھی میرے ساتھ کرے گی یہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا تفصیل سے کہتا ہوں اس دن میرا میٹرک کا رزلٹ آیا اور یہی تین مضامین میں میں ٹیل





ہوگی تھی کھیتوں کے کام بھی بس میری زندگی تھے میں تنگ آ گیا تھا اس زندگی سے مجھے یہ کوئی ظلم نظر آتا میں سب کی نظروں میں ایک مجرم بن کر رہ گیا تھا دن ایک ان ابو نے مجھے دوسرے گاؤں سے کچھ پیسے لینے کے لیے بھیجا میں پیدل ہی چلا گیا راستہ بہت عجیب سا تھا بہت ہی خوفناک اور ڈرنا تھا یہ راستہ ایک چھوٹے سے جنگل سے ہو کر جاتا تھا۔ میں عصر کی اذان کے بعد نکلا تھا اور اب مغرب کی آذان ہو رہی تھی کہ میں واپس کے لیے نکلا تھا جو اندھیرا پھیل رہا تھا میں چاہتا تھا کہ میں سات بجے سے پہلے پہلے گھر پہنچ جاؤں لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا میں اپنی ہی مستی میں جا رہا تھا کہ میں ایک بھینناک آواز سنائی دی آواز سننے ہی میں ڈر سا گیا اور سردی کی وجہ سے میرے جسم سے ایک سردی کی لہر دوڑ گئی سردی کے باوجود میرے جسم سے پسینے کے قطرے نکلنے لگے یہ آواز میرے سامنے سے آرہی تھی کچھ آگے چل کے میں نے دیکھا تو گھبرا گیا اور بوکھلا گیا کیونکہ چند قدم پیچھے جو منظر میری نظروں کے سامنے تھا وہ میری توقع کے بالکل برعکس تھا میں پھٹی پھٹی نظروں سے سامنے والے منظر کو دیکھ رہا تھا۔ مجھے اپنی نظروں پر یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ میرے سامنے ایک کالے رنگ کا بھیڑیا یا ایک آدمی کو کھارہا تھا۔ یہ آواز شاید اس آدمی کی ہی تھی جو اس بد نصیب کی آخری چیخ تھی بھیڑیا اس کو اس قدر کھانے میں مست تھا کہ اس کو میرے وجود کا احساس تک نہ ہوا شاید وہ بہت ہی دنوں سے بھوکا تھا پھر خیال آیا کہ اگر اس نے مجھے پکڑ لیا تو اس خال نے مجھے سزے سزاؤں تک ہلا کر رکھ دیا میں ابھی بھاگنے والا تھا کہ اس کے منہ سے ایک انسانی آواز نے میرے اٹھتے قدموں کو روک دیا۔ رک جاؤ عمر مجھے تمہاری

ہی ضرورت تھی وہ بھیڑیا بالکل آدمی کی طرح بول رہا تھا اس کا سارا منہ خون سے لیسڑا ہوا تھا جو انتہائی بھینک لگ رہا تھا اس طرح محسوس ہوتا تھا کہ وہ میرا بھی خون پی جائے گا میرے خیال سے وہ کوئی جانور یعنی بھیڑیا نہیں تھا بلکہ جن یا کوئی بھوت تھا۔ اب مجھے اپنی موت سامنے نظر آرہی تھی وہ اپنے شکار کو چھوڑ کر میری طرف بڑھا اب میری باری تھی اس آدمی کے بعد میں بھاگنا چاہتا تھا لیکن میرے پاؤں زمین کی پکڑ میں تھے میں بالکل بے بس ہو کر رہ گیا تھا اور اس وقت کو کوس رہا تھا جب میں گھبرے نکلا تھا پتہ نہیں وہ کون سی مانوس گھڑی تھی جب میں گھر سے نکلا تھا۔ اس نے آتے ہی میرے سینے میں دانت گاڑ دیے درد کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا کچھ پتہ نہیں کیا ہوا اس کے بعد میرے ساتھ کیا کچھ ہوا میں کچھ بھی نہیں جانتا جب ہوش آیا تو میں اپنے کمرے میں موجود تھا میں نے اٹھتے ہی سب سے پہلے اپنے ارد گرد ایک سرسری نظر ڈالی میرے کمرے میں میرے علاوہ اور کوئی نہ تھا وہ واقعہ ایک فلم کی طرح میرے دماغ میں جلنے لگا میں نے اپنے سینے کو دیکھا تو یہ جگہ بالکل تھیک تھی ایک عجیب سا نشان میرے سینے پر موجود تھا یہ نشان میری سمجھ میں تو نہیں رہا کچھ دیر اسی طرح گزری اور پھر اذان ہونے لگی تو میری حالت عجیب سی ہونے لگی کچھ دیر کے بعد میری حالت کچھ تھیک ہو گئی تو میں باہر گیا نماز تو میں نے بھی پڑھی نہ تھی اس لیے واپس بستر پر بیٹھ گیا اور اس واقعہ کے بارے میں سوچنے لگا میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ بھیڑیا نما آدمی کون تھا اور میں اس سے کیا کر گیا ان سوالوں نے میرا دماغ کو آؤٹ کر رکھ دیا۔ اسی طرح صبح ہو گئی اور سورج کا

شروع ہو گیا۔ باہر نکلا تاکہ ابو کو وہ پیسے دے سکوں جب میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو حیرت اور پریشانی کا سخت جھٹکا لگ امیری جیب میں پیسے نہیں تھے اس خیال کے تحت میں ابو کے کمرے میں پہنچ گیا۔ میں نے ابو کو کہا وہ پیسے صرف الفاظ ادا ہی کئے تھے کہ ابو بولے کہ پورے تھے وہ پیسے تم اتنی دیر سے کیوں گھر آئے ابو کی اس بات نے تو میرے اور جو اس گم کردیے میں نے ابو کو پیسے نہیں دیئے تھے میں کچھ کہے بغیر کھیتوں میں چلا گیا۔ اسی طرح سوچ میں کہ یہ پیسے ابو کے پاس کیسے پہنچے میں نے رات والا واقعہ گھر والوں کو نہیں بتایا تھا کچھ دیر کھیتوں میں وقت گزارا اور ناشتہ کے لیے گھر واپس آ گیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی گالیاں شروع ہو گئیں بد نصیب کہاں گیا تھا میرا بھائی یعنی میرا بڑا بھائی تو میٹرک کے رزلٹ سے پہلے جی میرے ساتھ یہی سلوک کرتا تھا اور پھر فیل ہونے کی صورت میں اور بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا اب ناشتہ تو کرنے دے میری ماں نے اسے ڈانٹا۔ ناشتہ کرنے کے بعد میں کھیتوں کو لے کر چارا کاٹنے چلا گیا۔ تقریباً گیارہ بجے تک پھینسوں کو چارا دیتا رہا اور پھر واپس آ گیا۔ اور پھینسوں کو باندھا کچھ دیر چارا سب کو ڈال دیا۔ اور پھر کچھ دیر کے لیے میں تہر پر چلا گیا۔ میں روزانہ ہی تہر پر چلا جاتا تھا۔ ایک جگہ پر سائے دار درخت کے نیچے جا کر میں لیٹ گیا اور پتہ نہیں مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا عجیب بات کہ سردیوں میں مجھے آج پتہ نہیں کیوں نیند آگئی یہ بھی ایسا نہیں ہوا تھا اور میں اس وقت اٹھا جب شام ہونے کے قریب تھی مجھے یہاں کوئی نہیں تلاش کر سکتا تھا میں گھر گیا تو پھر ہر روز کی طرح کچھ ابو اور کچھ بھائی سے ڈانٹ کھائی

اور پھر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ میں نے کھانا نہیں کھایا تھا اور کسی نے مجھے کھانے کو کہا بھی نہیں تھا نہ کسی نے کھانے پر بلایا اور نہ ہی میں گیا۔ رات کو میں سو نہ سکا تھارات کو تقریباً دو بجے کا وقت تھا جب مجھے کسی نے آواز دی میں یکدم اپنے بستر سے اٹھا اور باہر گیا تو سامنے کوئی آدمی کھڑا تھا۔ اس کی کمر میری طرف تھی کون ہے میں نے اپنے سامنے کھڑے آدمی سے کہا۔ تو وہ مڑا تو وہ ایک تقریباً تیس یا پچیس سالہ آدمی تھا۔ کون ہیں آپ میں نے اپنے سوال کو دہرایا۔

مجھے بھول گئے ہو عمر۔

اس کے منہ سے اپنا نام سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی لیکن میں نے کہا۔ میں آپ کو جانتا نہیں ہوں۔

میں وہی ہوں جو بھیڑیے کی شکل میں جنگل میں تھا میں حیران رہ گیا کہ یہ وہی انسان ہے جو مجھے جنگل میں بھیڑیے کے روپ میں ملا تھا۔ کیسے ہو تم۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔

لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ مجھے تم کوئی انسان نہیں لگتے ہو میں نے ڈرتے ہوئے کہا تو وہ بولا۔ میں انسان ہوں ہی نہیں میں ایک جن ہوں میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ تم ہی میرے لیے سب کچھ ہو اسی لیے آج تمہارے پاس آیا ہوں دیکھ عمر میری خوراک انسان ہیں اور اس رات جو تم نے دیکھا وہ بھی سچ تھا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی تمام طاقتیں تمہیں دے دوں۔

لیکن آپ مجھے اپنی طاقتیں کیوں دینا چاہتے ہیں۔ میں نے اس سے سوال کر دیا۔ سارے سوال یہاں ہی کر دو گے مجھے اپنے کمرے میں نہیں لے کر جاؤ گے۔



ہاں ہاں آؤ میں نے اسے کہا اور اپنے کمرے میں لے گیا۔ وہ ایک طرف بیٹھ گیا۔ آپ شکل سے تو اتنے بوڑھے نہیں لگتے اور آپ کہیں مجھے اپنی خوراک تو نہیں بنانا چاہتے۔ میری بات سن کر وہ مسکرایا۔

نہیں بچے نہیں۔ میرے علم نے مجھے آج سے دس سال پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جس کو میں اپنی تمام طاقتیں دوں وہ تم ہو اور تم مجھے خود ہی ملو گے وہی ہوا جو مجھے پتہ تھا رہی بات میرے بوڑھے ہونے کی تو یہ سب کچھ میں اپنی طاقتوں کی وجہ سے ہوں اس کی باتوں سے لگ رہا تھا کہ وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔

آپ کا نام کیا ہے۔ اس نے جو مجھے اپنا نام بتایا تو میں چونک سا گیا اس نے بتایا بالک بالک۔ یہ کیا نام ہوا میں نے پوچھا۔

ہاں یہی میرا نام ہے دیکھو یہ سب تمہارے دشمن اور میں تمہارا دوست ہوں اور ہمدرد ہوں میں کیسے تمہیں یقین دلاؤں لیکن میری بات پر یقین کر لو کہ میں تم کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تم مجھے اپنی خوراک سمجھ کر کھا جاؤ گے۔ نہیں تم غلط سوچ رہے ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہے میں جمعرات کو تم کو لینے کے لیے آؤں گا تم میرے ساتھ چلو۔ ناں اور تم پر کالی ماتا کی خاص کر پاپے ہماری ہستی کی دیوی بھی تم سے پیار کرتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ تم پر کالی ماتا جی مہربان ہیں۔

کالی ماتا کون سے میں نے اس کے منہ سے ایک عجیب سا نام سن کر کہا۔

سب کچھ پتہ چل جائے گا اب میں چتا ہوں جمعرات کو آؤں گا آج سے تین دن بعد جمعرات ہے وہ میری آنکھوں کے سامنے ہی غائب ہو گیا۔ اور میں اس کے بارے

میں سوچتا ہی رہ گیا۔ رات ایسے ہی بیت گئی۔ پوری رات مجھے ڈر لگتا رہا۔ زندگی بہت ہی بھیاں تک سی ہو گئی تھی نہ انسانوں نے مجھے جلن دیا ورنہ ہی دوسری مخلوق نے اب جو ہو گا دیکھا جائے گا اس طرح صبح ہو گئی میں اٹھا اور باہر گیا بھینسوں کو چارہ ڈالا اور پھر ناشتہ کیا ناشتہ کرنے کے بعد میں کھیتوں میں کام کرنے کے لیے چلا گیا۔ تقریباً دو بجے واپس آیا اس طرح بالی دن بھی گزر گیا۔

یوں جمعرات کی وہ رات آئی جس کا وہ بتا کر گیا تھا۔ رات بھر سو نہ سکا۔ رات کے تقریباً ایک بجے کے قریب وہ آپا بہت خوش نظر آ رہا تھا جیسے اس کی بہت بڑی خوشی پوری ہونے کو ہے اس نے آتے ہی پوچھا تم تیار ہونا جانے کے لیے۔ میں اسے کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔ کیا بات ہے تم کچھ پریشان ہو خیر تو ہے۔

نہیں میں ایسے ہی سوچ رہا تھا کہ کبھی واپس آؤں گا ابھی نہیں۔ میں مسکراتے ہوئے بولا۔

ہاں یہ تو ہے۔ بس اب چلیں۔

ہاں چلو۔ میں نے کہا اور دروازہ بند کیا اور گیٹ سے باہر نکل گیا۔ آؤ میرے ساتھ اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا تو مجھے ایک جھٹکا سا لگا۔ اور میں ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو دن کی روشنی طرف پھیلی ہوئی تھی وہ کچھ کھانے میں مصروف تھا جب غور سے دیکھا تو میرا تمام جسم کاپ کر گیا وہ ایک بچے کا بازو کھارہا تھا۔ میں بے سوچنے لگا کہ یہ میرے ساتھ بھی نہ اس طرح کرے۔

نہیں یا رتم تو ایسے ہی سوچتے جا رہے

اور پریشان ہوتے جا رہے ہو اس نے کہا میں نے اگر تم کو کھانا ہوتا تو یہاں لے کر نہ آتا اس نے میرے دماغ میں اٹھنے والے تمام سوالوں کو پڑھ لیا تھا اور اس کا جواب دے دیا تھا۔ اب مجھے اس پر مکمل یقین ہو گیا تھا کہ یہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اچھا یا ر بالک اب مجھے تم پر اچھی طرح بھروسہ ہو گیا ہے میں نے اس کے قریب ہونے ہوئے کہا۔

یہ ہوئی ناں مردوں والی بات۔ اب آتم بھی کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس نے قریب پڑی ہوئے بچے کی لاش کی طرف اشارہ کیا مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا میں نے انکار کر دیا۔

نہ کھا تمہاری مرضی وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

ہم اس وقت ایک جنگل میں تھے یہ جنگل بہت ہی بھیاں تک تھا زندگی میں میں نے ایسا مانوس جنگل پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ایک عجیب سی کیفیت تھی یہاں جو میں محسوس کر رہا تھا ہم کہاں ہیں۔ یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے میں نے اس سے پوچھا۔

یہاں کوئی بھی نہیں ہے لیکن یہ دیکھو اس نے کہا اور کچھ منہ میں پڑھنے لگا اور پھر اس نے پونک ماری تو میرے ارد گرد کئی جنات موجود تھے ان سب کی بہت ہی بھیاں تک شکلیں تھیں میں ان کو دیکھ کر ڈر سا گیا۔

آؤ میرے ساتھ اس نے مجھے پیدل ہی چنے کو کہا۔ تو میں نے کہا۔

اب کہاں جانا ہے۔

راج دیوی کے پاس جانا ہے۔ یہ تو تم سوچ ہی رہے ہو گے کہ ہم ہوا پر اڑ کر جانے کی بجائے پیدل کیوں جا رہے ہیں۔

ہاں یہی سوچ رہا ہوں۔ میں نے اس کی بات میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

دراصل یہ سلطنت راج کی ہے اور یہ جو ہمارے ارد گرد جن بھوت وغیرہ ہیں ناں یہ سب اس کی ہی غلام ہیں یہاں پر ان کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کام نہیں ہوتا اور نہ ہی ہوا ہے۔ راج دیوی کی دو اور بہنیں ہیں سیلہ دیوی اور پوجا دیوی یہ تینوں بہنیں کالی ماتا جی کی خاص پوجارن ہیں اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے ہم ندی سے ہوتے ہوئے ایک بڑی سی غار میں داخل ہو گئے یہ ساری کی ساری کالی تھی اور ہر طرف مانوسیت ٹپک رہی تھی کافی دیر تک چلنے کے بعد ایک جگہ پر پہنچے تو وہاں پر روشنی ہو رہی تھی اور وہاں پر ایک تخت پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی وہ بہت ہی خوبصورت تھی اس جیسی سندر لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔ لیکن جو وہ کر رہی تھی اس کی وجہ سے وہ مجھے زہر لگ رہی تھی وہ خون پی رہی تھی زندگی اتنی بھیاں تک ہو گئی تھی کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اس کی نظر مجھ پر پڑی۔

آؤ عمر آؤ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔

میں نے بالکل کی طرف دیکھا تو وہ بولا۔

یہی وہ راج دیوی ہے جاؤ تم کو وہ بلا رہی ہے میں اس کی بات سن کر اس کی طرف بڑھنے لگا اندر سے تو میں ڈر رہا تھا لیکن ظاہر نہیں کر رہا تھا۔

ڈرنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے ہم تمہارے اپنے ہیں۔۔۔ آؤ ہمارے نزدیک آؤ اور ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔ میں ڈرتے ہوئے اس کے قریب ہو گیا اس نے کہا یہاں پر آج تک میرے علاوہ کوئی نہیں بیٹھا اور آج ہم نے تم کو اپنے اس تخت پر جگہ دی ہے اس کی وجہ تم کو



بالک نے بتائی ہوگی۔

جی ہاں وہ بالک نے کہا تھا کہ کالی ماتا کا مہربان ہونے کے ناطے۔۔۔

ہاں یہی وجہ ہے بالک اور دوسرے تمام جنات کچھ دور بڑے ادب سے کھڑے ہوئے تھے اس لڑکی نے مجھے اپنے پاس بیٹھنے کو کہا جو میں بیٹھ گیا تھا پھر وہ بولی یہ لو پی لو اس نے مجھے ایک شیشے کا گلاس دیا مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا اور پھر اس نے مجھے خون پینے کو کہا۔

نہیں نہیں۔ میں اسے نہیں پیوں گا۔

کیوں اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ حرام چیز ہے۔

ٹھیک کہا نہ پیو۔ اس نے مسکراتے ہوئے خود ہی سارا خون پی لیا۔ مجھے اپنی زندگی بہت ہی عجیب سی لگ رہی تھی ہر طرف خون ہی خون کی بو آ رہی تھی اور ہر طرف طرح طرح کی شکلوں والے جنات چڑیلیں پھر اس نے کہا۔

بالک تم اس کو اس کے کمرے میں لے جاؤ باقی باتیں پھر ہوں گی۔ بالک مجھے لے کر ایک کمرے میں چلا گیا۔ کمرہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ اور ضرورت کی ہر چیز وہاں موجود تھی۔ بالک یہ کہہ کر چلا گیا۔ کہ اب میری اور اس کی ملاقات اس وقت ہوگی جب میں تم کو اپنی طاقتیں دوں گا وہ کہہ کر چلا گیا۔ یوں میں نے ایک نظر اس کمرے میں ڈالی۔ اور بیڈ پر لیٹ گیا۔ بیڈ بہت ہی نرم تھا اور جلدی ہی میں سو گیا اس وقت اٹھا جب کوئی مجھے آواز دینے لگا تھا جب میں اٹھا میرے سامنے ایک سندری لڑکی کھڑی تھی اس کے ہاتھ میں ایک جگ تھا اور شیشے کا گلاس تھا اس نے مجھے بیڈ پر ہی گلاس بھر کے دے دیا اور جب میں نے اس گلاس کو دیکھا تو میرے حواس ہی اڑ گئے اس گلاس میں خو

ن تھا وہ خون سے بھرا ہوا تھا میں نے وہ گلاس دور پھینک دیا۔ اور وہ گلاس ٹوٹ گیا۔ اور فرش پر خون پھیل گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور پھر گلاس کو اس نے اپنے ہاتھ و گلاس کی طرف کیا تو وہ خود ہی جڑ گیا۔ اور فرش پر پھیلا ہوا خون بھی پھر سے گلاس میں آگرا۔ گلاس اس کے ہاتھ میں تھا وہ واپس چلی گئی اور تقریباً ایک گھنٹے بعد آئی اس کے ہاتھ میں جگ یا گلاس نہ تھے اس نے مجھے کہا اب تم اس دنیا کے عادی ہو جاؤ کیونکہ آگے جا کر بہت کچھ کرنا ہے وہ کہنے لگی کہ تم سو جاؤ میں تمہارے سر کو دبا لی ہوں تمہیں سکون مل جائے گا۔

نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں لیکن میرے انکار کرنے کے باوجود بھی وہ بہت ہی نزدیک آگئی اور بولی راج دیوی نے کہا ناں کہ ہم تمہارے دوست ہیں دشمن نہیں ہیں اس نے میرا سر اپنی گود میں رکھا اور دبانے لگی۔ ویسے اس کے دبانے سے واقعی مجھے سکون ملنے لگا اور میں نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔ مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ میں کتنی دیر تک سو رہا تھا جب اٹھا تو مجھے بہت ہی پیاس محسوس ہو رہی تھی اور وہ لڑکی بھی موجود نہ تھی۔ اس کمرے میں ہر چیز موجود تھی لیکن پانی نہ تھا میں نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ لاک تھا میں واپس اپنے بیڈ ا گیا کچھ دیر کے وہ آئی تو میں نے اس سے پانی مانگا اس نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا اور پھر مجھ پر کچھ جھونک چلی گئی۔ اور پھر واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں وہی خون تھا اس نے گلاس نیل پر رکھ دیا اور جگ ہی میرے منہ کو لگا دیا۔ اس طرح نہ میں بل سکتا تھا اور نہ جگ کو اپنے منہ سے ہٹا سکتا تھا مجبوراً مجھے خون پینا پڑا اس طرح وہ روز آئی اور مجھے خون پلا کر چلی جاتی۔ خون پینے

سے مجھے بہت سکون مل رہا تھا ایک لذت تھی انسانی خون میں اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا۔ اور پھر ایک دن وہ آئی تو اس نے پھر اسی طرح سے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور کچھ پڑھ کر پھونک دیا۔ میں نیم بے ہوش ہو گیا۔ اس بار میں نے خود ہی اس سے خون لیا اور پینے لگا ایک دن وہ بہت ہی دیر سے آئی مجھے بہت غصہ آیا لیکن کنٹرول کر گیا۔ کچھ دن کے بعد وہ آئی تو اس کے ساتھ ایک سندری لڑکی بھی مجھے خون پلانے کے بعد وہ لڑکی بولی۔

آپ نہا کر باہر آپ کو دیوی جی بلارہی ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ چلی گئی میں نہا کر نئے کپڑے پہن کر باہر آیا تو باہر تقریباً پانچ یا سات آدمی موجود تھے وہ بھی ہمارے ساتھ چلنے لگے کچھ دیر کے بعد ہم ایک تخت کے نزدیک پہنچے وہاں پر وہی لڑکی یعنی راج دیوی موجود تھیں اور وہاں پر بالک بھی موجود تھا۔ آؤ عمر ہم نے آج ایک بات کا فیصلہ کیا ہے میں جب اس کے نزدیک پہنچا تو اس سے کہا۔

کس بات کا فیصلہ کیا ہے راج دیوی جی۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ بالک کی تمام شکلیاں تمہیں دے دی جائیں تمہارا کیا خیال ہے اس نے مجھ سے پوچھا۔

میں نے جیسے آپ کی مرضی ہے میں کیا کہہ سکتا ہوں راج دیوی نے کہا۔

لڑکی کو لے آؤ تو ایک چڑیل نے پتہ نہیں کہاں سے ایک لڑکی کو بالوں سے پکڑے ہوئے لے آئی اس نے وہ لڑکی نزدیک ہی ایک تخت پر باندھ دی وہ لڑکی چیخ رہی تھی۔

چپ۔ راج دیوی غصہ سے چلائی۔ تو وہ ڈر کر چپ ہو گئی۔ تم ایسے کرو کہ یہ لو خنجر اس کے جسم سے وہ حصہ لے آؤ جو مجھے

پسند ہے میں نہیں جانتا تھا کہ راج دیوی کو کیا چیز پسند ہے میں اسے قتل کیسے کرتا ہوں میں نے راج دیوی سے کہا راج دیوی نے کہا یہ میرا حکم ہے جاؤ میں خنجر لے کر اس رسیوں سے باندھی ہوئی لڑکی کی طرف بڑھا تو اس نے شور مچانا شروع کر دیا۔ جب میں لڑکی کے قریب ہوا تو اس نے روتے ہوئے کہا مجھے چھوڑ دو مجھے مت مارو میں نے ایک نظر راج دیوی کی طرف دیکھا تو اس کی نظریں اس لڑکی کے سینے پر جمی ہوئی تھیں میں سمجھ گیا کہ اسے کیا چیز چاہئے میں نے سب سے پہلے اس لڑکی کی گردن تن سے جدا کی اور خون پینے لگا خون پینے کے بعد میں نے اس کے سینے کو چیرا اور اس کا دل نکال کر دیوی کو پیش کر دیا۔ راج دیوی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم اس امتحان میں پاس ہو گئے ہو اور آج میں بھی تم کو اپنی سب سے بڑی طاقت دوں گی جاؤ اب وہ اس جگہ اس کو لے جاؤ دو آدمیوں نے مجھے ایک تخت کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ اور اس پر میرے ہاتھ پاؤں باندھ دئے یہ تخت بھی عجیب تھا اس پر مختلف قسم کی خوفناک شکلیاں بنی ہوئی تھیں راج دیوی اپنے تخت پر ہی بیٹھ کر ہی کچھ منہ ہی منہ میں پڑھ رہی تھی کچھ دیر کے بعد راج کے بائیں جانب والا دروازہ کھلا اور اس میں سے دھوئیں کی طرح کچھ نکلا اور میرے منہ اور ناک کے راستے میرے جسم میں جانے لگا اس کی وجہ سے میرا سانس بند ہونے لگا یہاں تک کہ وہ آنے والا دھواں آنا بند ہو گیا۔ میں نے زور لگا کر اپنے باندھے ہوئے ہاتھ اور پاؤں کو چھوڑا ہاتھ جس تخت پر باندھا ہوا تھا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور میں لہرانے لگا اس قدر زہریلے دھواں تھا کہ میری حالت بہت خراب ہو گئی اور اس کی پرواہ نہیں تھی کہ کیا ہوا ہے کچھ



دیر بعد میری حالت کچھ ٹھیک ہوئی تو میں نے بالک اور راج دیوی کو اور باقی دوسرے جنات کو حیرانی میں ڈوبا ہوا دیکھا میرے کانوں میں راج دیوی کی آواز زکرائی۔

واہ عمر واہ۔۔ تم تو اتنے طاقتور ہو گئے ہو کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں نے جب اپنے جسم کو دیکھا تو میرا جسم ایک باڈی بلڈر کی طرح ہو گیا تھا میں تو خود حیران رہ گیا تھا بڑے بڑے ڈولے اور چوڑا سینہ میری روح ایک وزن محسوس کر رہی تھی جبکہ میرا جسم نہیں اس طرح بالک کے اپنی گردن کو خود ہی کاٹ لیا اس سے نکلنے والا خون ایک جگہ جمع ہو گیا اور تمام جنات چڑیلیں اور راج دیوی اپنے اپنے منہ سے کچھ بڑبڑانے لگے اور بالک کے جسم سے نکلنے پر پھونک مار رہے تھے اور یوں بالک کچھ دیر تپ کر ٹھنڈا ہو گیا راج دیوی نے کہا اب تمہیں یہ جمع شدہ خون ایک ہی سانس میں پینا ہے اگر تم نے اس دوران ایک بھی سانس لیا تو تمہیں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا میرے اندر کا ڈراپ ختم ہو چکا تھا اور ان سب کا اب میں عادی ہو گیا تھا میں نے آنکھیں بند کر لیں اور خون پینا شروع ہو گیا۔ پھر میں نے دم کر دم لگا کر تمام خون ایک ہی سانس میں پی لیا۔ وہ جگہ تو ایسے طرح سرخ ہو رہی تھی لیکن میں نے سارا خون پی لیا تھا جب میں نے کہا اب کہا کرتا ہے۔

راج دیوی بولی اب کچھ نہیں کرتا۔

اس کے بعد میں زمین پر گر گیا۔ اور مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں کتنی دیر تک بے ہوش رہا۔ جب ہوش آیا تو میں بہت ہی موٹی موٹی زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور میرے ارد گرد کئی جنات کھڑے تھے یہاں ان میں سے ایک جن

نے کہا۔

آپ کو راج دیوی کے حکم پر باندھا ہوا ہے  
اس کی اس بات پر مجھے غصہ آ گیا اور میں غصے کی  
حالت میں کہا۔

تم سنب نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے میں  
سنب کو مار دوں گا۔ کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں  
گا میری اس بات پر وہ سہم سے گئے۔

نہیں جناب ہم تو آپ کے غلام ہیں آپ کو غلطی ہوئی ہے اس دوران راج دیوی ایک جانب سے آرہی تھی میں نے اس سے پوچھا۔  
مجھے یہاں کیوں باندھا ہوا ہے

مجھے یہاں کیوں پاندھا ہوا ہے

اس نے کہا۔ تم یہاں پر دو سال تک بے ہوش رہے ہو یہ سب اسی طاقتوں کی وجہ سے ہوا ہے تم نے بے ہوشی کے عالم میں پچاس انسانوں اور بیس جنات اور چڑیلوں کو قتل کیا ہے ہمیں ڈر تھا کہ جب تم ہوش میں آگئے تو پتہ نہیں کیا کرو گے اور پھر ہم نے تمہیں یہاں پر بہت مشکل سے باندھ دیا ہے تمہیں آزاد تو کیا جاتا ہے لیکن تمہیں مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہوگا۔

وہ کیا وعدہ ہے۔ میں نے حیرت میں  
ڈوے ہوئے انداز میں کہا۔

وہ یہ کہ تم میرے لیے کام کرو گے  
اور مالک کا کام تم سرانجام دو گے۔

مجھے قبول ہے۔ جو تم کہو گے میں وہی کروں

ٹھیک ہے تو پھر تم آج کے بعد آزاد ہو اس  
کا۔ کہنا تھا کہ میرے ارد گرد کی زنجیریں ٹوٹ کر  
زمین پر گر گئے تھیں۔ اور اب میں بالکل آزاد  
ہو گیا تھا۔ اور بہت خوش بھی تھا۔

عمر آؤ آج تمہاری میری طرف سے دعوت  
ہے راج دیوی نے کہا اور مجھے اپنے ساتھ لیے  
ایک کمرے میں لیے گئی یہ کمرہ ایک بہت بڑا

حال نما اوز بہت ہی خوبصورت تھا۔ انہیں ایک خوبصورت انسان رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ دیوی نے کہا یہ دعوت قبول کرو اس کے کو دیکھتے ہی میرے جسم میں عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور میرے اندر خون کی طلب بڑھنے لگی میں اس لڑکے کی طرف بڑھنے لگا مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر اس کے ہواں کم ہو گئے وہ بہت ہی ڈر پوک انسان تھا۔ پتہ نہیں کیوں وہ مجھ سے اتنا زیادہ ڈر رہا تھا کیوں یہ میں نہیں جانتا۔ میں نے پہلے اس کے سر پر پیار کیا۔ کیا ہوا ارے تم تو مجھ سے ایسے ڈر رہے ہو کہ میں تمہیں کھا ہی جاؤں گا۔ ہاتھ پھیرتے پھیرتے میں جب اس کی گردن تک آیا تو ایک سینڈل کے میسوں حصے میں اس کی گردن کو پکڑ لیا۔ سمیٹ چور کر دیا۔ اور وہ بے چارہ تو بول بھی نہیں سکا تھا اور میں بھیڑے کی طرح اس کے نکرے کرنے لگا اس کی گردن تن سے جدا ہو گئی اور اس سے نکلنے والا خون میں نے جی بھر کر پی لیا۔ اور پھر اس کے بعد دیوی نے کہا تو اس نے مجھے ایک کاغذ کا ورق دیا جب میں نے پکڑنا چاہا تو دیوی نے کہا۔

رک جاؤ۔

کیوں۔ میں نے پوچھا

پہلے تم اپنے ہاتھ تو دیکھو۔

میں نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو وہ خون سے بھرے ہوئے تھے دیوی کے پھونک ماری تو میرے ہاتھوں پر لگا ہوا خون غیب ہو گیا۔ اب لو میں نے وہ کاغذ کا کچرے ہوئے کہا۔ کیا چیز ہے تو وہ بولی اس کاغذ کی بیداد پر تم شہر میں جا کر نیو یورک میں داخلہ لے گا اس کی کیا وجہ ہے میں نے پریشان ہو کر کہا۔

بتائی ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے

یونیورسٹی میں رہ کر نو جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو یہاں لانا ہے اور نورانی طاقتوں والوں کی بھی خبر رکھنی ہے۔

واہ جی واہ۔ میں نے کہا تو وہ مسکرائی۔  
ہاں۔ وہ اس لیے کہ تم میری سب سے  
بڑی طاقت ہو۔

اوہ تو یوں کہوتاں کہ میں ہوں تو تم ہو۔  
ہاں یہی سمجھ لو اب کہہ سکتے ہو کیونکہ تم پر  
بہت جلد کالی ایک اور بہت بڑی طاقت دینے  
والی ہے یہ کالی ماتا کی چیز ہے تم مجھے اس کی شکل  
تو دکھاؤ۔ میں نے کہا تو وہ بولی۔  
دیکھو گے کیا۔

ہاں۔ میں نے کہا تو وہ بولی  
ٹھیک ہے چلو میرے ساتھ نیچے ایک تہہ  
خانہ ہے اس میں ایک چھ ہاتھوں والا مجسمہ بنا  
ہوا ہے۔ وہ مجھے وہاں لے گئی میں اس کو دیکھ کر  
حیران رہ گیا۔ کیونکہ اس کے چھ ہاتھ تھے اور  
ہر ہاتھ میں کوئی نہ کوئی چیز پکڑی ہوئی تھی جے  
کالی ماتا کی وہ یہ کہتے ہوئے اس کے قدموں  
میں جھک گئی۔ میں وہاں کا منظر دیکھ کر اوپر  
آگیا۔ باہر آتا تو وہ بھی میرے چھٹے آگئی۔

جیسے جیسے میں نے کیا ہے تم بھی رفتہ رفتہ  
اس بات کے عادی ہو جاؤ گے۔  
کبھی بھی نہیں میں اس کو تمہاری طرح جدہ  
نہیں کروں گا۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔  
اور آئندہ میرے سامنے کالی ماکا کا نام نہ لینا۔

اچھا یا رنم تو ایسے ہی غصہ ہو گئے ہو تم میرا  
کام تو کر سکتے ہو ناں۔ وہ مکرانے ہوئے بولی  
ہاں اس کام میں نے کب انکار کیا ہے۔  
میں نے جواب دیا تو وہ مسکرا دی۔



شہر میں پہنچا دوں۔

ٹھیک ہے جی۔ میں نے کہا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ مجھے ایک جھٹکا سا لگا اس کے بعد ہم ایک شہر میں تھے یہ ایک سنسان سی گلی تھی۔ ہم دونوں نے اس گلی میں چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے ہم ایک یونیورسٹی کے سامنے موجود تھے یہ ہے وہ یونیورسٹی جس میں تم نے داخلہ لینا ہے اور میرا کام کرنا ہے اس یونیورسٹی میں بہت سے لڑکے اور لڑکیاں جا رہے تھے پورے تین سال بعد میں انسانی دنیا میں آیا تھا۔ مجھے یہ یونیورسٹی بہت اچھی لگی تھی لیکن انسان نہیں دیوی نے کہا اب آؤ واپس چلتے ہیں ہم کچھ ہی دیر میں واپس آ گئے دیوی نے کہا اب تمہارے پاس دس روپ ہیں ان میں پانچ انسانی یعنی خوبصورت روپ اور پانچ بہت ہی بھیاں یک روپ ہیں جس کو دیکھنے والا مرانہیں تو ایک ہفتے تک بے ہوش ضرور ہو جائے گا۔ اب تم میرے سامنے ایک بہت خوبصورت روپ دیے بھی تم ہو ہی خوبصورت لیکن بہتر ہوگا جو تم روپ بدلو مجھے دکھاؤ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم کس روپ میں میرے سامنے آتے ہو۔

اچھا اب میں ایک خوبصورت روپ لینے لگا ہوں اور میں نے اپنے ذہن کو مختلف پیغام دینے شروع کر دیے اور یوں کچھ ہی دیر کے بعد میں میرے جسم کے مختلف اعضا اپنی شکل چینیج کرنے لگے یوں میں اپنے آپ کو شیشے میں دیکھ رہا تھا اور میں ایک بہت ہی خوبصورت انسان بن گیا۔ میری نیلے رنگ کی آنکھیں کسی سحر کی طرح سی تھیں دیوی بولیں اب تمہیں واپس جانا ہوگا۔ اور میں تمہارے رہنے کے لیے مکان کا بندوبست کرنی ہوں میں شہر آیا اور دیوی کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچا جگہ خوبصورت تھی فریش

ہو کر میں کچھ دیر کے لیے باہر بازار میں نکل گیا۔ اور کھانے کی چیزیں لیں اور واپس آ گیا صبح کے وقت میں اٹھا اور یونیورسٹی چلا گیا۔ وہاں پہنچے ہی میں نے بہت سی خوبصورت لڑکیوں کو داخل ہوئے ہوئے دیکھا۔ اور پھر میں یونیورسٹی میں اپنی ایک کلاس میں داخل ہو گیا۔ مجھے دیکھتے ہی سب کی نظریں مجھ پر جم سی گئیں۔ سب ہی محو حیرت میں ڈوبے مجھے ہی دیکھ رہے تھے میں ان سب کو نظر انداز کرتا ہوا ایک بیچ پر جا بیٹھا۔ سامنے ایک پروفیسر کچھ بتا رہے تھے اور میری وجہ سے وہ چپ ہو گئے تھے میرے بیٹھنے کے بعد وہ پھر سے سمجھانے لگے۔ یوں ایک ماہ بیت گیا۔ اور اس دوران میں ایک گروپ میں شامل ہو گیا۔ اران کا دشمن بن کر ان کے دوستوں کی شکل میں رہنے لگا اس گروپ میں ایک لڑکا بہت ہی خوبصورت تھا ایک وہ مجھے بازار میں کچھ چیزیں خریدتا ہوا ملا اور اس کا نام نور تھا وہ چیزیں لے کر میرے ساتھ ہی اپنے گھر جانے لگا اس طرح مجھے اس کے گھر کا پتہ چل گیا۔ ایک میں اس کو کہا کہ مجھے رات کو ایک آدمی سے ملنا ہے کیا تم اپنی بانیگ لے کر میرے ساتھ جا سکتے ہو تو وہ مان گیا لیکن اسے پتہ نہیں تھا کہ اس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی دوسری رات ہم بانیگ پر مغرب کی طرف جا رہے تھے شہر سے کچھ فاصلے پر پہنچے تو اس کی بانیگ بند ہو گئی۔ وہ اپنی بانیگ کو سٹارٹ کرنے لگا اتنی دیر میں میں نے اپنا روپ بدل لیا اور عمر کے روپ میں آ گیا مجھے دیکھتے ہی وہ حیران سا رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ میں کچھ اور ہوں اس نے مجھ سے بھاگنا چاہا لیکن بھلا میں اس کو بھاگنے کہاں دینے والا تھا میں نے اس کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا اتنے میں دیوی بھی وہاں آ گئی۔

دراے دیکھتے ہی بولی شکار تو بہت ہی خوبصورت تلاش کیا ہے اور پھر ہم اس کو لے کر اپنی جگہ پہنچے اس کو وہ اندر ماتا جی کے تہہ خانے میں لے گئی اور کچھ دیر بعد مجھے ایک بیچ سنائی دی اور پھر مکمل خاموشی چھا گئی۔ وہ اس کو مار چکی تھی اور ساتھ ہی میرے لیے خون کا برتن اٹھا کر باہر لے آئی خون کو دیکھ کر میری عجیب سی حالت ہونے لگی میں نے اس سے خون لے لیا اور غناغٹ اس کو پینے لگا اس کے بعد میں اپنے کمرے میں آ گیا اور خود کو زخمی کر لیا۔ یعنی اتنا طاہر کیا کہ میں جلد ہی مرنے والا ہوں اور بھاگ کر احمد کے گھر کے سامنے گر گیا۔ کچھ ہی دیر بعد تقریباً دو تین گھنٹے بعد صبح ہو گئی اور کئی میں لوگ چلتے گئے چند ایک لوگ جو کہ شاید نماز کی طرف جا رہے تھے مجھے دیکھ کر رک گئے اور مجھے ہوش میں لانے لگے ان کو دیکھ کر کچھ اور لوگ بھی جمع ہو گئے شور کی وجہ سے احمد کے گھر سے کوئی باہر نکلا اس کا بات ہی تھا اس کے بعد احمد بھی آ گیا میں دوسروں کو یہ دیکھا رہا تھا کہ میں بہت زخمی ہوں اور بے ہوش ہوں لیکن میں سب کچھ جانتا تھا احمد نے آتے ہی کہنا شروع کر دیا کیا ہوا عامر کیا ہوا مجھے ہسپتال لے جایا گیا۔ اور کچھ ہی دیر بعد میں ہوش میں آ گیا۔ میں نے یہ کہا احمد ہم ایک آدمی سے ملنے جا رہے تھے اور راستے میں ڈاکوؤں نے ہم کو پکڑ لیا اور یہ سب ہو گیا۔ میری اس اذکاراری سے دیوی بہت ہی خوش ہوئی آج وہ بہت ہی سند رنگ رہی تھی۔

کیا بات ہے آج تم بہت خوش ہو میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس نے کہا۔ کیا میں سند نہیں لگ سکتی۔

یہ تو ہے تم سے زیادہ سند رہبلا کون

ہو سکتا ہے۔ میری اس بات پر وہ ہنس دی اور میں نے کہا مجھے نیند آرہی ہے میں سونے لگا ہوں۔ اتنا کہہ کر میں اپنے کمرے میں گیا تو وہ پہلے سے میرے کمرے میں موجود تھی۔

ارے تم کو میں باہر چھوڑ کر آیا تھا۔ تم یہاں پر ہو یہاں تو میں نے سونا ہے۔

نہیں میں نے بھی یہاں ہی سونا ہے۔

کیا کیا میں چوگا۔ تم پاگل ہو گئی ہو کیا۔

ہاں شاید۔ لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ وہ اٹھ کر چلی گئی اور میں سکون کی نیند سو گیا۔ صبح اٹھا

فریش ہو کر میں باہر آیا اور پھر یونیورسٹی چلا گیا۔

میں نے پھر دو لڑکیوں کو اور فل کر دیا۔ کسی کو بھی

پتہ نہ چلا کہ میں یہ سب کچھ کر رہا ہوں اور میں

مخصوص کرتا تھا کہ ہر خوبصورت لڑکی کی نظر مجھ پر

ہوتی تھی ہر کسی کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ میرے

زیادہ قریب ہو لیکن میں جانتا تھا کہ میں ان کے

کس قدر قریب ہونا چاہتا ہوں مجھے ان سے

محبت نہ تھی ان کے خون کی ضرورت تھی۔ ایک

لڑکی پر دیوی کی بھی نظر تھی وہ بولی مجھے وہ لڑکی

چاہے میں نے کہا کوئی بات نہیں یوں سمجھ لو کہ وہ

مل جائے گی اور پھر ایسا ہی ہوا میں نے اس کو

پھانس لیا اور وہ بہت ہی پیار سے میرے جال

میں پھنس گئی۔ میں اس کو لے کر سنسان جگہ پر

چلا گیا۔ لیکن یکدم میرے سامنے ایک بزرگ

آگئے ان کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا مجھے

دیکھتے ہی بولے۔

جی تو میرا چاہ رہا ہے کہ تم کو ایسی موت

دوں کہ تم ہمیشہ یاد رکھو۔ اس کی بات سن کر مجھے

بھی غصہ آ گیا میں نے اس حسین کو کندھے سے

نیچے اتارا اور کہا۔

اے بوڑھے کیا کہتا جا رہا ہے تو۔

ہاں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں لیکن میں مجبور ہو



اں کہ ایسا نہیں کر سکتا دیکھو تم یہ بات بھول رہے ہو کہ تم بھی ایک انسان ہو اور جو کچھ تم کر رہے ہو ٹھیک نہیں کر رہے ہو تمہیں بھی اس لڑکی کی بلی کے بعد قتل کر کے شہار اخون سے خود مسل کرے گی۔ اور اس کی طاقتوں میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ اس کی بات سن کر میں حیران رہ گیا۔ اور کہا

میں تمہاری اس بات پر کیسے یقین کر لوں۔ تمہیں میری بات پر یقین کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس نے تمہیں بہت زیادہ طاقتیں دے دی ہیں اور اب تمہیں کنٹرول کرنا اس کے لیے بہت مشکل ہو رہا ہے اس لیے تو وہ تم سے عجیب حرکتیں کرے کہ تم کو کمزور کرنا چاہتی ہے وہ نہیں چاہتی کہ تم اس قدر طاقت ور ہو سکو۔ اور اس کی یہ بات غلط ہے کہ تم پر کالی مانتا کی مہربانی سے بلکہ تم شروع ہی سے بہت سی نورانی طاقتیں لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ اگر تم نے اس کو اس لڑکی کی بلی دے دی تو وہ تم سے زیادہ طاقتور ہو جائے گی اور تمہارے مرنے کے بعد بھی تم اس کے غلام بنے رہو گے میری مانو تو اس کو ختم کر دو کیونکہ اس کو تم ہی ختم کر سکتے ہو میں نہیں۔ اب تم دیر نہ کرو کیونکہ اس بلی آخری ہے تم اپنے تمام تر جنات کو مسلمان کر لو اور اس پر نوٹ پڑو اس بزرگ باباجی کی باتیں سن کر میرے دل کو کچھ ہونے لگا یوں لگنے لگا جیسے وہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہوں۔

باباجی میں تو اسلام سے ہٹ چکا ہوں جو جو کر رہا ہوں میں جانتا ہوں۔

نہیں بیٹے اگر تم اس دن مانتاجی کو سجدہ کر لیتے تو تو تم اسلام سے فارغ ہو جاتے لیکن تم پر اس خدا کی مہربانی ہے میں بغیر سوچے سمجھے تمام جنات کو حاضر کیا۔ ان کی تعداد ستر کے قریب تھی میں تمام جنات کو مسلمان کیا اور پھر ہم نے مل کر

عشا کی نماز ادا کی نماز ادا کرنے کے بعد مجھے اتنا سکون ملا کہ میں بتا نہیں سکتا۔

پھر میں نے باباجی سے کہا کہ باباجی میں نے تو بہت سے مل کر دیئے ہیں۔

بابا بولے بیٹے تم اپنے دل سے اپنے رب سے معافی مانگ لو خدا انشاء اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے گا۔ میں نے معافی کی دعا کی اور اس لڑکی کو باباجی کے پاس چھوڑ کر دیوی کی طرف چل دیا راستے میں ہی مجھے پتہ چلا کہ دیوی کو میرے پھر جانے کی خبر ہو گئی ہے اس پر حملہ نہ کیے لیے بہت بڑی فوج بھیج دی ہے لیکن ہم بھی اس سے ڈرے نہ تھے ہم نے ان کا مقابلہ کیا اور ہم جیت گئے پھر راج کے ساتھ اس کی دونوں بہنیں بھی آگئیں۔

عمر تم نے ہمیں بڑا دھوکہ دیا ہے ایسا دھوکہ جسے ہم برداشت نہیں کر سکتی۔ ہم نے تم پر اعتماد کیا تھا لیکن تم تو۔۔۔ اب تم ہمارے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچ سکتے ہو۔ راج دیوی کی یہ بات سن کر میں نے کہا۔

نہیں میں نے دھوکہ نہیں دیا ہے آج میری آنکھیں کھل گئی ہیں میں اندھروں میں ڈوبا ہوا تھا آج مجھے روشنی نظر آئی ہے اور تمہارا چہرہ دیکھ لیا ہے تمہارا چہرہ بہت ہی گھناؤنا ہے بہت ہی ڈرؤنا ہے تم نے مجھے کیا مارتا ہے میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ بس پھر کیا تھا ان سے میرا مقابلہ ہونے لگا جو بہت ہی سخت تھا لیکن بہت میں بھی مارنے والا نہیں تھا وہ تین تھیں اور تینوں کی ایک جیسی طاقت تھی جب کہ میں اکیلا تھا اور ان تینوں کا خوب مقابلہ کرتا جا رہا تھا اور ایک ایک کر کے میں نے تینوں کو مار دیا۔ ان کے جسموں کو آگ نے پکڑ لیا اور وہ چیختی ہوئی تڑپتی ہوئی موت کی آغوش

میں چلی گئیں اور باقی جنات کی تعداد بہت بڑی تھی ہم پہلے تو ڈر گئے لیکن پھر لڑنے لگے اور خوب لڑے یہاں تک کہ وہ مات کھا گئے۔ مجھے بہت خوشی ہو رہی تھی کہ ہم نے شیطانی پوجاری کو ختم کر دیا تھا۔ عالیہ جس کا میں خون کرنے کے لیے لایا تھا وہ بھی ہماری یہ لڑائی دیکھ رہی تھی اور میری بہادری کو دیکھ کر وہ عیش عیش کر رہی تھی وہ یہ بات بھول گئی تھی کہ میں اس کو کیوں اٹھا کر لایا تھا وہ تو ابھی تک یہی سمجھ رہی تھی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ پر پورا اعتماد کر بیٹھی تھی میں نے بھی اس پر ظاہر نہ ہونے دیا تھا کہ میں اس کو کس مقصد کے لیے اٹھا کر لایا تھا۔

عمر آئی لو یو میں نے تمہاری بہادری کو دیکھ لیا تم نے نہ صرف جنات کو ختم کیا ہے بلکہ جنات سے مجھے بھی محفوظ رکھتے رہے ہو تمہارا دھیان کبھی میری طرف ہوتا تھا اور بھی لڑائی کی طرف آئی لو یو میں تو پہلے ہی تمہاری دیوانی تھی لیکن اب تو میری دیوانی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے میں تم کو اب بھی کھونا نہیں چاہتی ہوں کیا مجھ سے شادی کرو گے۔

اسکی بات سن کر میں ہنس دیا۔ وہ ایک تو حد سے زیادہ خوبصورت تھی دوسرا اس کا والہانہ پیار دیکھ کر اور جذبہ عشق دیکھ کر میں بھلا کیسے انکار کر سکتا تھا میں نے کہا اگر تم چاہتی ہو تو یہ بندہ حاضر ہے میری بات سن کر وہ مسکرا دی اور پھر ہم دونوں گھر کی طرف روانہ ہو گئے وہ سمجھ رہی تھی کہ میں نے اس کو نئی زندگی دی ہے اور سب میں اس نے یہی ظاہر کیا تھا جلدی ہی ہماری شادی ہوئی۔ شادی کے بعد میں اپنے گاؤں آیا تو میں حیران رہ گیا کہ میرا گاؤں وہ گاؤں نہ رہا تھا جو میں چھوڑ کر گیا تھا وہ بہت ہی بدل گیا تھا میں

اور عالیہ گاڑی سے اتر کر اپنے گھر کی طرف گئے تو ایک چارپائی ایک عورت لپٹی ہوئی نظر آئی اور ایک لڑکی اس کو پانی پلا رہی تھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کیونکہ وہ عورت میری ماں اور وہ لڑکی جو پانی پلا رہی تھی میں اس کو نہ پہچان سکا کیونکہ میں نے اس کو پہلی بار دیکھا تھا وہ گون تھی کوئی ہمسائی تھی یا کوئی اور مجھے اس وقت کچھ بھی علم نہ تھا بس مجھے اپنی ماں یاد تھی۔

ماں۔۔۔ میرے منہ سے یہ لفظ خود بخود نکل گئے اور میں بھاگتا ہوا ان کے قدموں میں گر گیا۔ میری آواز سن کر میری ماں اٹھ کر بیٹھ گئی اس کے منہ سے بھی نکل گیا۔ میرا عمر آ گیا ہے میرا عمر آ گیا ہے۔ اس دوران بھائی بھی آ گیا۔ اور اب بھی آگئے میں پندرہ سال کے بعد ان سب سے ملا تھا۔ اور ہر کوئی ایسے مل رہا تھا کہ جیسے مجھے نئی زندگی ملی ہو۔ بھائی نے پھر میرا سب سے تعارف کرایا اور پتہ چلا کہ جو لڑکی میری ماں کو پانی پلا رہی تھی وہ کوئی اور نہیں میری بھابھی تھی۔ اور میں ایک بچے کا چاچا بھی بن چکا تھا۔ میں نے بھی عالیہ کا سب سے تعارف کروایا تو عالیہ کو ماں نے بیٹی کہہ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ پھر ان سب کو میں نے وہ تمام کہانی سنائی جو میرے ساتھ بتی تھی میری کہانی سن کر سب ہی حیران رہ گئے اور بولے کہ شکر ہے کہ تم زندہ واپس آ گئے اب ہم تم کو کہیں بھی جانے نہیں دیں گے ہمیشہ اپنے پاس ہی رکھیں گے۔ اور میں بھی یہی چاہتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے اپنوں میں ہی رہوں۔



## بے وفا حسینہ

--- تحریر: قلم نشاد --- رتوال --- فتح جنگ ---

وشالی کا رنگ غصے سے سرخ ہو گیا وہ غضبناک ہو کر میری طرف بڑھی میں ایک دم حواس باختہ ہو کر اپنی جگہ سے پیچھے سرکنے لگا لیکن وہ مجھ سے زیادہ تیز بھی جلدی سے میرے پاس پہنچی اور میرے منہ پر ایک زوردار پھیر مارا جیسے ہی اس کا ہاتھ میرے منہ پر پڑا وہ چیختی ہوئی ارد گرد بھاگنے لگی اس کی بھیانک چیخوں سے صحرا گونجنے لگا میں خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھے جارہا تھا اچانک ہی اس کے جسم کو تاگ لگ گئی اس کی تکلیف میں ڈوبی ہوئی چیخیں اب بھی جاری تھیں میں حیران ہو رہا تھا کہ اسے آگ کیسے لگ گئی پھر اچانک ہی میری نظر اپنے گلے میں پڑے ہوئے لاکٹ کی طرف اٹھ گئی تو میں سب کچھ سمجھ گیا۔ میں نے رومانہ کی طرف دیکھا تو وہ پٹٹی پٹٹی نظروں سے وشالی ہی کو دیکھ رہی تھی مجھے اپنی طرف متوجہ پا کر رومانہ نے میری طرف دیکھا تو اس کا چہرہ خوف سے زرد ہو رہا تھا وہ مجھ سے خوفزدہ ہو رہی تھی میرا اب تمام ڈر اور خوف ختم ہو چکا تھا میرے اندر ایک نئی طاقت آگئی تھی میں آہستہ آہستہ قدم اٹھا تا ہوا رومانہ کی طرف بڑھنا نہیں عباد رومانہ چیخ رہا تھا مجھ سے بے وفائی کی ہے اور بے وفائی کا انجام تم جانتی ہو کیا ہوتا ہے یہ کہہ کر میں رومانہ سے نکرایا تو وہ چیختی ہوئی ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

بھی زندگی کا نام ہے محبت  
بھی موت کا پیغام ہے محبت  
بھی محبت سے ملتی ہے خوشی  
بھی غم کی شام ہے محبت  
بھی محبت آنسو کی بارش ہے  
بھی ہنسی کا جام ہے محبت  
بھی محبت دل کی جلن  
بھی محبت ہے ملن کا روپ  
بھی تنہائی کی طرح بے نام ہے محبت  
بھی محبت ہے بے نام زندگی  
بھی زندگی کہتی ہے میرا نام ہے محبت  
جب سے میں اسے ملا ہوں بے چین سارے لگا  
ہوں ایک عجیب قسم کا بیٹھا بیٹھا درد تھا میرے  
جسم میں مجھے محبت ہوئی تھی اسے محبت کے بغیر تو

زندگی ادھوری اور ہر رشتہ بے معنی ہے محبت تو ہر  
احساس ہر رشتے ہر شے اور ہر رنگ کو انمول بنا دیتی  
ہے یہ محبت بھی بڑی جان لیوا ہوتی ہے انسان اس  
محبت میں قطرہ قطرہ موم کی طرح پکھلتا رہتا ہے اس  
محبت میں تڑپتا رہتا ہے مگر پھر بھی اس کے بندھوں  
میں نہ جاتے ہوئے بھی گرفتار ہو جاتا ہے محبت میں  
ہزاروں شکلیں پریشانیاں غم ملتے ہیں محبت میں یہ  
سب پریشانیاں اور شکلیں اس لیے آتی ہیں تاکہ ہر  
کوئی محبت کا دعویٰ نہ کر سکے محبت کی راہوں میں چل  
کر محبت نبھانے کا فن کسی کسی کو ہی آتا ہے دراصل  
محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے میں تو اکثر اپنے  
دوست عمیر سے کہتا تھا کہ مجھے کبھی کسی سے محبت نہیں  
ہو سکتی لیکن میں نے جب اسے دیکھا تو مجھے پہلی ہی  
نظر میں اس سے محبت ہوئی تھی وہ بے انتہا خوبصورت



اور حسین لڑکی تھی ایسی خوبصورت لڑکی میں نے زندگی میں نہیں دیکھی تھی وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتی تھی اس نے پہلی ہی ملاقات میں مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا میری اور اس کی ملاقات بھی عجیب تھی میں اور عمیر روزانہ رات کو گھومنے نکل جاتے تھے اور رت کو دیر سے گھر جاتے تھے اس دن عمیر کی طبیعت تھوڑی خراب تھی اس لیے میں اکیلا ہی گھومنے نکل گیا اور سڑک کے کنارے کنارے چلنے لگا میں اپنے ہی خیالوں میں گم تھا کہ ایک نہایت ہی حسین لڑکی میرے سامنے آگئی اسے ایک دم دیکھ کر میں گھبرا سا گیا۔ وہ بہت ہی خوبصورت تھی میں اس کی خوبصورتی میں کھو سا گیا۔ اس کی سیاہ گھنی زلفیں اس کے خوبصورت چہرے پر بکھری ہوئی تھیں اس کی نیلی نیلی گہری آنکھیں بہت ہی خوبصورت تھیں اس نے سرخ لباس پہن رکھا تھا وہ سرخ رنگ کے لباس میں آسمان سے اترتی ہوئی کسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی میں ہلکی باندھے اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

عباد اس کی شیریں آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں ایک دم خیالوں کی دنیا سے نکل آیا۔ کون ہو تم اور میرا نام کیسے جانتی ہو میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

میں رومانہ ہوں میں آپ کو اور آپ کے دوست عمیر کو روزانہ یہاں چھپ چھپ کر دیکھتی ہوں آپ دونوں ایک دوسرے کو نام سے پکارتے ہیں اس لیے میں آپ کا نام اور آپ کے دوست کا نام جانتی ہوں اس نے بتایا۔

اچھا تو آپ ہمیں چھپ چھپ کر دیکھتی ہیں لیکن دیکھتی کیوں ہیں میں نے آگے چلے ہوئے کہا تو وہ بھی میرے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

وہ دراصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ میں اتفاق سے یہاں گھومنے آئی تو آپ عمیر کے ساتھ یہاں گھوم رہے تھے مجھے پہلی ہی نظر میں آپ سے پیار

ہو گیا تھا۔ میں گھر گئی تو میرا دل بے قرار سا ہو گیا میری نظروں کے سامنے آپ کا ہی چہرہ گھوم رہا تھا باپا آپ کا خیال مجھے تو پیار ہا تھا بہت کوشش کے باوجود بھی میں آپ کو اپنی سوچوں سے نکال نہ سکی جتنا آپ کو بھلانا چاہتی تھی آپ کو سوچوں سے نکالنا چاہتی تھی اتنا ہی آپ میرے دل میں سما گئے پھر میں روزانہ یہاں آنے لگیا اور آپ کو چھپ چھپ کر دیکھنے لگی اس سے میرے دل کی بے چینی اور بڑھتی چلی گئی لیکن آپ کی یادستانے لگی میں روزانہ فیصلہ کر کے آتی کہ آج میں ضرور آپ کے سامنے آؤں گی آج جب آکر اکیلا دیکھا تو آپ کے سامنے آگئی اس نے مجھے تفصیل سے بتایا میں چلتے چلتے رک گیا۔ اور اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔ اس نے شرماتے ہوئے کہا۔

تم تو ابھی میرے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی کیسے ہوں تم کچھ بھی تو نہیں جانتی میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ میری محبت ہو اس کے علاوہ مجھے کچھ بھی جاننے کی ضرورت نہیں ہے پلیز آپے میرا ہاتھ تھام لیں ورنہ میں۔۔ اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ورنہ کیا۔ میں نے حیران ہو کر کہا۔  
ورنہ اگر آپ مجھے نہ ملے تو میں خودکشی کروں گی اور آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گی اس نے رو ہانسی لہجے میں کہا۔

پلیز رومانہ ایسی باتیں نہ کرو اور گھر جا کر آرام سے سوچو یہ نجات کا بھوت دودن میں ہی اتر جاتا ہے میں نے غصے سے کہا اور آگے چل دیا۔

میں نے جو سوچنا تھا سوچ لیا اب سوچنے کی باری تمہاری ہے کل تک تم خوب سوچ لو میں کل یہاں ہی تمہارا انتظار کروں گی وہ یہ سب کہتی ہوئی پیچھے

طرف مڑ گئی میں نے بھی مڑ کر اسے دیکھا۔  
رومانہ۔ رومانہ۔ میں نے اسے پکارا لیکن وہ کی نہ تھی بلکہ چلتی چلی گئی اس نے ایک دفعہ بھی مڑ کر میری طرف نہیں دیکھا تھا وہ چلتے چلتے میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ میں بھی گھر آ گیا میں گھر آیا تو عمیر اس وقت سوچکا تھا میں بھی بستر پر آکر دراز ہو گیا رومانہ کے بارے میں سوچنے لگا یہ نہیں کیوں مجھے اس کی بر بات سچ لگ رہی تھی مجھے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت نظر آتی تھی میں ساری رات اس کے بارے میں سوچتا رہا اور آخر کر میں اس نتیجے پر پہنچا کہ میں اس کا ہاتھ تھام لوں گا کیونکہ مجھے اس سے محبت ہو گئی تھی جب سے اسے دیکھا تھا تب سے میرا دل بے قرار تھا بے سکون تھا ایک ٹپ تھی میرے دل میں جو مجھے کسی بل بھی سکون ہیں دے رہی تھی پھر آگئی رات جب میں جانے لگا تو عمیر بھی میرے ساتھ جانے کے لیے ضد کرنے لگا لیکن میں سے اس سے کہا۔

تمہاری طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہے تمہیں ابھی آرام کی ضرورت ہے لہذا تم آرام کرو میری یہ بات سن کر عمیر بستر پر لیٹ گیا اور کہا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں آرام کرتا ہوں میں بنے مسکراتے ہوئے عمیر کی طرف دیکھا اور گھر سے باہر نکل گیا۔ میں نے ابھی عمیر کو رومانہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اور ابھی میں عمیر کو یہ سب بتانا بھی نہیں چاہتا تھا خیر جب میں وہاں پہنچا تو رومانہ وہاں کھڑی میرا انتظار کر رہی تھی میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تو مجھے اس کی آنکھوں میں محبت نظر آئی پھر میں نے اسے پنے دل کا حال بتایا تو وہ بے حد خوش ہوئی خوشی سے اس کا خوبصورت چہرہ ابھی خوبصورت ہو گیا اس کے چہرے پر ایک نہ تم ہونے والی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی پھر میں نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا۔

سڑک کی دوسری طرف میرا گھر ہے اور میں اپنے والدین کی اکلونی اولاد ہوں۔ اور تم اپنے بارے میں بتاؤ۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔

میں نے کہا میں پہلے گاؤں میں رہتا تھا میں بھی اکلوتا تھا میں بھی اپنے والدین کے ساتھ گاؤں میں ایک خوشگوار زندگی گزار رہا تھا کہ ایک طوفان میری زندگی میں آیا اور سب کچھ بہا کر لے گی ایک حادثے میں میرے امی ابو مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور پھر میں شہر میں عمیر کے پاس آ گیا عمیر میرے بچپن کا بہت اچھا دوست تھا اس کے ماں باپ بھی اس دنیا میں نہیں رہے تھے وہ اکیلا ہی رہتا تھا میں جب اس کے پاس آیا تو اس نے مجھے نہ صرف اپنے پاس رکھا بلکہ جس آفس میں وہ کام کرتا تھا اس آفس میں اس نے مجھے بھی کام پر لگوا دیا۔ پھر ایسے ہی باتوں ہی باتوں میں وقت کا پتہ نہ چلا اور رات کا ایک بج گیا ہاتھ اٹھے اور اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دیے پھر میں اور وہ ہفتے میں چار دن ملتے اور خوب ایک دوسرے سے پیار بھری باتیں کرتے تھے میں نے ابھی عمیر کو یہ سب نہیں بتایا تھا کیونکہ مجھے رومانہ نے ہی کہا تھا کہ میں ابھی عمیر کو کچھ بھی نہ بتاؤں میں ہفتے میں صرف تین دن عمیر کو اپنے ساتھ کر لے کر جاتا اور باقی چار دن میں کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر عمیر کو گھر ہی چھوڑ جاتا اور رومانہ سے ملے چلا جاتا اور ہاں سب سے اہم بات یہ کہ جب بھی رومانہ جاتی تو میں بے ہوش ہو جاتا پھر میں آدھے گھنٹے تک بے ہوش رہتا تھا جب مجھے ہوش آتا تو میں وہاں ہی سڑک کے کنارے جہاں بیٹھا ہوتا وہاں ہی بڑا ہوتا شاید میں اس کی جدائی میں بے ہوش ہو جاتا تھا آج کل مجھے بھوک بھی بہت زیادہ لگتی تھی میں دو آدمیوں کا کھانا اکیلے ہی کھا جاتا تھا آج میں رومانہ سے ملنے جا رہا تھا آج پاکستان اور سری لنکا کا میچ تھا اس لیے عمیر میرے ساتھ نہیں تھا آج تو مجھے کسی بہانے کی ضرورت ہی نہیں تھی عمیر نے



آج خود ہی میرے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ اتنا اہم میچ نہیں کرنا چاہتا تھا خیر میں چلتا ہوا اس سڑک پر پہنچا تو رومانہ پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔

کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں رومانہ نے میری طرف دیکھتے ہی کہا۔

سوری یار آج دیوہنگی میں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا تو رومانہ مسکرا دی۔

اچھا آؤ بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں رومانہ نے ایک طرف بیٹھتے ہوئے کہا۔

رومانہ میں سوچ رہا ہوں کہ میں سب کچھ عمیر کو بتا دوں اگر اسے کسی اور نے بتا دیا تو اسے بہت دکھ ہوگا میں نے رومانہ کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ تو وہ مسکرا دی۔

جیسے تمہاری مرضی۔

شکریہ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ہم باتیں کرتے رہے اور وقت کا پتہ نہ چلا اور رات کافی بیت گئی۔

اچھا عباد میں جاتی ہوں یہ کہہ کر رومانہ اٹھ کھڑی ہوئی اور تھوڑی سی دیر میں چلتے چلتے وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اس کے جاتے ہی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا اچھالنے لگا اور میں بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں وہاں ہی پڑا ہوا تھا میں جلدی سے اٹھا اور گھر کی طرف چل دیا۔ جب میں گھر پہنچا تو عمیر جاگ رہا تھا اور وہ آج بہت خوش بھی نظر آ رہا تھا۔

لگتا ہے پاکستان جیت گیا ہے میں نے عمیر کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہاں یار پاکستان جیت گیا ہے۔ اور آج تو شاید آفریدی نے بہت ہی اچھا کھیلا ہے عمیر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اوہ اچھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یار عباد میں آج بہت خوش ہوں بہت ہی خوش عمیر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

عمیر میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ تم سناؤ گے ناں تو بہت خوش ہو گے میں نے عمیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا تو پھر جلدی بتاؤ ناں عمیر نے کہا۔

عمیر مجھے پیار ہو گیا ہے۔ میں نے کہا۔

کیا۔ کیا وہ بولا ذرا پھر کہو مجھے سمجھ نہیں آئی ہے عمیر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

مجھے پیار ہو گیا ہے میں نے اس بار اونچی آواز میں کہا تو وہ خوش ہو گیا۔

اچ۔ وہ بے حد خوشی کے انداز میں بولا۔

ہاں سچ میں نے کہا۔

اچھا جلدی بتاؤ وہ کون ہے کسی ہے کیا تم نے اسے بتایا ہے کہ تم اسے پیار کرتے ہو عمیر نے ایک سی

سائنس میں مئی سوال کر دیے۔ تو میں نے سب کچھ بتایا عمیر پہلے تو میری باتیں سن کر خوش ہوا جب اس نے بے ہوش ہونے والی بات میرے منہ سے سنی تو وہ پریشان ہو گیا۔

اچھا عمیر تم سناؤ تمہیں کسی سے پیار نہیں ہوا میں نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

ہاں مجھے پیار ہوا ہے عمیر نے بتایا۔

اوہ کس سے۔ میں نے پوچھا۔

تم سے عمیر نے معصومیت سے کہا۔

یار مذاق مت کر دو میں نے بے رحمی سے کہا۔

اچھا یار چھوڑ اس بات کو اور یہ بتاؤ کہ کب ملارے ہو رومانہ سے عمیر نے پوچھا۔

میں کل رومانہ سے پوچھ کر بتاؤں گا میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو عمیر بھی مسکرا دیا۔

اچھا یار مجھے تو بہت نیند آ رہی ہے صبح آفس بھی جانا ہے میں تو سوئے لگا ہوں گڈ نائٹ میں نے کہا اور اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

گڈ نائٹ۔ عمیر نے بستر پر لیٹتے ہوئے کہا اس کے بعد ہمارے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی اور ہم بستر پر لیٹتے ہی سو گئے۔

یار عباد جلدی اٹھنا شتہ تیار ہے آفس بھی جانا ہے عمیر نے مجھے جھجھوڑا۔

اٹھتا ہوں یار میں نے نیند بھری آواز میں کہا۔

اچھا جلدی اٹھو رومانہ پانی سے کام چلانا پڑے گا عمیر یہ کہتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا میں اٹھ کر فرش ہوا

اور عمیر کے ساتھ ناشتہ کرنے لگا اور پھر ہم آفس جا پہنچے۔ آج عمیر کافی پریشان لگ رہا تھا وہ بار بار

میری طرف دیکھتا جیسے مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہو لیکن کہہ نہیں پا رہا تھا آج تو وہ آفس کا کام بھی صحیح طرح

سے نہیں کر پا رہا تھا یوں بیٹھے بیٹھے ہی خیالوں کی دنیا میں گم ہو جاتا ہے میں نے عمیر سے پوچھنے کی بہت

کوشش کی لیکن اس نے نال منوں سے کام لیا آفس سے پھٹی ہوئی تو میں نے اللہ کا شکریہ ادا کیا۔

یار عمیر کیا ہو گیا ہے تمہیں اگر کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ میں نے گھر جاتے ہوئے پوچھا۔

نہیں یار کوئی پریشانی نہیں ہے بس سر میں درد ہو رہا ہے رات کافی دیر تک جاگتا رہا ہوں اس لیے سر

تھوڑا سا بھاری ہو گیا ہے گھر جا کر آرام کروں گا تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا عمیر نے چلتے چلتے کہا اس

کے بعد ہمارے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی عمیر گھر پہنچے ہی بستر پر لیٹ گیا میں بھی تھوڑی دیر آرام

کرنے کے لیے بستر پر لیٹ گیا بستر پر لیٹے لیٹے ہی

میں آنکھ لگ گئی جب میری آنکھ کھلی تو رات کے آٹھ بجے تھے میں نے عمیر کی طرف دیکھا وہ ابھی تک

سوتا تھا میں جلدی سے اٹھا فریش ہو کر باہر آ گیا تو

میں جاگ چکا تھا۔

اب سر کا درد کیسا ہے۔ میں نے پوچھا۔

بہت بہتر ہے عمیر نے مختصر بتایا۔

اچھا جلدی سے فریش ہو جاؤ میں چائے

بناتا ہوں میں نے کہا اور کچن میں ٹھس گیا جب میں چائے بنا کر واپس آیا تو عمیر فریش ہو چکا تھا یہ لوگ گرم گرم چائے میں نے چائے اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

ٹھنکس عمیر نے چائے لیتے ہوئے کہا۔

یار عمیر میں آج تمہاری حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا میں نے چائے پیتے ہوئے کہا۔

چھوڑو یار اس نے بات کو بدلتے ہوئے کہا۔

رومانہ سے ملنے جاؤ گے عمیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں جاؤں گا میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

ویسے یار مجھے تمہاری وہ بے ہوش ہونے والی بات بہت پریشان کر رہی ہے کیا سچ میں تم بے ہوش

جاتے ہو عمیر نے جس سے کہا۔

ہاں یار سچ کہہ رہا ہوں جب رومانہ جاتی ہے تو میں سب کچھ بھول جاتا ہوں میری آنکھوں کے

سامنے اندھیرا اچھا جاتا ہے اور میں بے ہوش ہو جاتا ہوں۔ پھر جب مجھے ہوش آتا ہے تو میں وہاں ہی

پڑا ہوتا ہوں میں نے عمیر کو بتایا تو وہ میری طرف

گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔

ایسے کیا دکھ رہے ہو میں نے پوچھا۔

وہ چونکا۔ کیا کہہ رہے ہو تم وہ شاید میری بات سن نہ پایا تھا۔

عمیر تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں میں نے اپنی بات بدلی۔

ہاں یار ٹھیک ہے ویسے تم نے چائے بہت اچھی بنائی ہے رومانہ بھی ناں تم سے ہی چائے بنوایا کرے

کی قسم سے عمیر نے شرارتی لہجے میں کہا۔ تو میں اس کی اس بات پر مسکرا دیا۔

اچھا چل اب اٹھو اور رات کا کھانا تیار کرتے

ہیں میں نے چائے ختم کرتے ہوئے کہا تو کچن میں

جائیں ابھی آتا ہوں عمیر نے کہا۔

اچھا جلدی آنا میں نے کہا اور کچن میں آ گیا۔



تھوڑی دیر بعد عمیر بھی کچن میں آگیا۔ اور پھر ہم دونوں کھانا بنانے لگے۔ کھانا بنانے کے بعد ہم نے ایک ساتھ کھانا کھایا کھانے سے فارغ ہو کر عمیر آفس سے لائی ہوئی فائل میں گم ہو گیا اور میں گھر سے باہر آگیا آج موسم بہت ہی خوشگوار تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اور ایک بھینی بھینی سی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی میں اس ماحول سے لطف اندوز ہوتا ہوا چلا جا رہا تھا جب میں اپنی مقررہ جگہ پر پہنچا تو رومانہ وہاں پہلے سے موجود تھی وہ بہت زیادہ پریشانی لگ رہی تھی اداسی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی اور وہ بے تابی سے ادھر ادھر نکل رہی تھی جب اس نے مجھے دیکھا تو ایک دم رک گئی میں چلتا ہوا اس کے پاس پہنچا تو وہ بہت غصے میں لگ رہی تھی کیونکہ آج پھر میں دیر سے آتا تھا میں جا کر سیدھا اس کے سامنے جا کھڑا ہو گیا تھا اور یہ شعر کہہ دیا۔

اس کے ایک ایک لمحے کی حفاظت کرنا اے میرے خدا۔

معموم سا چہرہ ہے اداس اچھا نہیں لگتا۔  
واہ۔۔ واہ۔ کیا شعر ہے جاؤ میں تم سے بات نہیں کرتی رومانہ نے غصے سے کہا اور اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔

ناراض ہو مجھ سے میں نے پوچھا۔  
انتظار طویل ہو جائے تو تجھ تیس بے یقین ہو جاتی ہیں رومانہ نے ناراضگی سے کہا۔

لیکن اظہار کا پانی محبت کو پھر سے شاداب کر دیتا ہے میں نے ایک اداسے کہا۔

اور جس محبت کو اظہار کا پانی میسر نہ ہو وہ محبت اپنا وجود کھودیتی ہے رومانہ نے کہا تو میں مسکرا دیا۔ کیونکہ اب میرے پاس کہنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ اچھا بااثر جیت گئی میں نے اسے مناتے ہوئے کہا۔ وعدہ اس نے یہ کہہ کر اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ پکا وعدہ۔ میں نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے

کہا۔ تو وہ مسکرا دی۔

رومانہ تم سے ایک بات پوچھوں میں نے رومانہ کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔ ہاں پوچھو۔ رومانہ نے معصومیت سے کہا۔ تم یہاں اکیلی آتی ہو تمہیں ڈرنے لگتا۔

نہیں مجھے ڈرنے لگتا تمہاری محبت نے مجھے بہادر بنادیا ہے رومانہ نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ اچھا میں نے مختصر کہا اور رومانہ کا ہاتھ تھام کر آگے چل دیا۔

عباد تم نے عمیر کو میرے بارے میں بتایا تھا رومانہ نے پوچھا۔

ہاں یار بتایا تھا وہ بہت زیادہ خوش ہو رہا تھا وہ تو تم سے ملنے کی ضد کر رہا تھا لیکن میں نے اس سے کہا میں رومانہ سے پوچھ کر بتاؤں گا تو اب تمہارا کیا خیال ہے کل اسے ساتھ لے آؤں۔

ہاں ہاں۔ ضرور رومانہ نے مسکراتے ہوئے کہا ہم دونوں آپس میں باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ اچانک ہی ہوا کا ایک تیز ہونکا ہمارے چہروں سے ٹکرا تو رومانہ ایک دم گھبرا گئی اور ارد گرد دیکھنے لگی جیسے کوئی یہاں موجود ہو۔

کیا ہوا رومانہ۔ میں نے پوچھا۔ کچھ نہیں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی

لگتا ہے تم تھک گئی ہو چلو کہیں بیٹھ جاتے ہیں۔ میں نے ایک طرف بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ بھی میرے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ لیکن وہ پریشان سی لگ رہی تھی پریشانی اب بھی اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

اچھا عباد میں چلتی ہوں اس نے آہستہ سے کہا۔ اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

آج اتنی جلدی کیوں جا رہی ہو ابھی تو ہم نے جی بھر کر باتیں بھی نہیں کیں۔

دراصل عباد میری امی کی طبیعت خراب ہے اس لیے آج جلدی جانا ہوگا رومانہ نے مایوسی سے کہا۔ میں بھی ساتھ چلوں تمہارے گھر میں نے کہا۔ سن نہیں آج نہیں کل میں تمہیں اپنے گھر لے کر جاؤں گی رومانہ نے کہا۔ اور وہاں سے چل پڑی وہ تیز قدم ہٹاتی ہوئی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا اچھا گیا اور میں وہاں ہی گر کر بے ہوش ہو گیا۔ نجانے میں کتنی دیر بے ہوش رہا جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنے بستر پر تھا۔ اور عمیر میرے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر گہری پریشانی چھائی ہوئی تھی۔

شکر ہے تجھے ہوش آگیا۔ عمیر نے مجھے ہوش میں آتے دیکھ کر گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

مجھے یہاں تم لائے ہو میں نے جس سے پوچھا ہاں۔ عمیر نے مختصر کہا۔ پریشانی اب بھی اس کے چہرے پر موجود تھی۔

یہ لو پانی پو عمیر نے پانی کا گلاس میری طرف بڑھایا تو میں نے جلدی سے عمیر سے گلاس لیا اور ایک ن سانس میں پانی تم کر دیا۔

عباد رومانہ انسان نہیں ہے عمیر نے میری طرف ہرئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا۔۔ میرا منہ حیرت سے کھل گیا۔ تم میری زندگی بات کر رہے ہو۔

ہاں ہاں۔۔ یار میں تمہاری رومانہ کی بات سن رہا ہوں وہ انسان نہیں ہے بلکہ وہ چڑیل ہے۔

تجھوڑو یا مذاق مت کرو میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یار میں مذاق نہیں کر رہا ہوں میری سنجیدگی نے عمیر نے سنجیدگی سے کہا۔ تو میرے خوف کی لہر دوڑ گئی اور میں پھٹی پھٹی نظروں

سے اسے دیکھنے لگا۔

مگر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ چڑیل ہے میں نے خوفزدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

کل جب تم نے مجھے بتایا کہ رومانہ کے جانے کے بعد تم نے ہوش ہو جاتے ہو تو مجھے یہ بات بہت عجیب سی لگی تھی اور میرا دل بار بار کہہ رہا تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور گڑبڑ ہے میں بہت زیادہ پریشان ہو گیا تھا مجھے تمہاری فکر ہونے لگی تھی پھر میں نے فیصلہ کیا میں تمہارا پچھا کر دوں گا۔ اور میں نے اس فیصلے پر عمل کرتے ہوئے تمہارا پچھا کیا تم اور رومانہ آپ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے میں تم دونوں کو چھپ کر دیکھ رہا تھا کہ اچانک ہی مجھے تم دونوں کے پیچھے ایک بیولہ سا دکھائی دیا وہ بیولہ تم دونوں کے پیچھے پیچھے ہی چل رہا تھا پھر اچانک ہی وہ بیولہ۔ ہوا میں اڑتا ہوں تم دونوں سے ٹکرا اور غائب ہو گیا رومانہ خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہو گیا تھا پھر تم دونوں ایک جگہ بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر

بعد رومانہ تمہارے پاس سے اٹھ کر چلی گئی میں اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا وہ جب نظروں سے اوجھل ہوئی تو مجھے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی میں نے تمہاری طرف دیکھا تو تم وہاں گرے ہوئے تھے میں ابھی اپنی جگہ پر سے نکل کر تمہاری طرف آنے والا تھا کہ جس طرف رومانہ گئی تھی اس طرف سے مجھے کوئی آتا ہوا دکھائی دیا میں وہیں چھپ کر بیٹھ گیا مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کوئی لڑکی ہے کیونکہ اس کے کھلے بال ہوا میں لہرا رہے تھے وہ چلتی ہوئی تمہاری طرف ہی آ رہی تھی جب وہ تمہارے پاس پہنچی تو میں نے اسے پہچان لیا وہ کوئی اور نہیں بلکہ تمہاری رومانہ ہی تھی وہ تمہیں گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں ایک پراسرار سی چمک تھی پھر اچانک ہی رومانہ کی شکل بدلنے لگی اس کا خوبصورت چہرہ گڑبڑ کا تھا اس کی آنکھیں کالی سیاہ ہو گئیں تھیں ناک کی



جگہ دو گھڑے پڑ گئے تھے منہ سے ہونٹ غائب ہو گئے تھے اور اس کے لمبے اور نوکیلے دانت صاف نظر آرہے تھے اس کا جسم کالا سیاہ اور کافی لمبا ہو گیا تھا اس کا چہرہ اتنا بھیاں تک ہو گیا تھا کہ خوف سے میری ہلکی بندھ گئی اور میرا سارا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا میں دہشت زدہ نگاہوں سے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا پھر وہ تمہاری گردن پر چبکی اور تمہارا خون پینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھی اور چلے چلتے ہی میری نظروں سے غائب ہو گئی میں ہمت کر کے اپنی جگہ سے اٹھا اور ڈوڈتا ہوا تمہارے پاس آیا تم بے ہوش پڑے تھے لیکن عجیب بات یہ تھی کہ تمہاری گردن پر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا اور نہ ہی تمہاری گردن پر کوئی نشان تھا پھر میں نے سہیں اٹھایا اور گھر لے آیا عمیر نے یہ سب کہہ کر خاموش ہو گیا میں خوف کی شدت سے اپنی جگہ پتھر تھا میں پتھرائی ہوئی نظروں سے عمیر کو دیکھے جا رہا تھا۔

تم توجہ نہ کر رہے ہو ناں عمیر میں نے پوچھا۔ تمہارے سر کی قسم میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب کچھ سچ کہا ہے عمیر نے میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اب کیا ہو گا میں نے پریشانی سے کہا۔ عباد تم اب اسے ملنے نہیں جاؤ گے دیکھو میرا تمہارے علاوہ کوئی نہیں ہے اور میں سہیں کسی قیمت پر بھی کھونا نہیں چاہتا ہوں عمیر نے رو ہانسی لہجے میں کہا۔

عمیر اب کبھی بھی رومانہ سے ملنے نہیں جاؤں گا لیکن کیا رومانہ میرا پیچھا چھوڑ دے گی میں نے پریشانی سے کہا۔

ہاں مجھے بھی یہ ہی لگتا ہے کہ اب رومانہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر تم اس سے ملنے جاؤ تو وہ یہاں بھی آ سکتی ہے عمیر نے کہا تو میرے خوف میں مزید اضافہ ہو گیا۔

بتاؤ پھر اب کیا ہو گا۔ میں نے پریشانی سے کہا۔ ہم اب کسی بزرگ سے بات کریں گے عمیر نے کہا تو میرا چہرہ ایک دم کھل سا گیا۔

ہاں یار میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ مگر میری نظر میں تو کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو ہماری مدد کر سکے عمیر نے افسردگی سے کہا۔

میری نظر میں ہے ہمارے گاؤں میں ایک شخص ہے جو ہماری مدد کر سکتا ہے اس کا نام حافظ کریم ہے اس نے بہت سے جنوں اور چیلوں کو اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے میں نے سوچتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے عباد پھر جی ہی ہم ان کے پاس جائیں گے عمیر نے پرسکون ہو کر کہا۔

لیکن رومانہ اس سے پہلے بھی تو مجھ پر حملہ کر سکتی ہے میں نے پریشانی سے کہا۔

اس کا حل بھی ہے میرے پاس اس نے اپنا لاکھ اتارتے ہوئے کہا۔ یہ مجھے میری امی نے دیا تھا انہوں نے یہ لاکھ کسی بزرگ سے ہی لیا تھا امی نے کہا تھا کہ اس میں بہت طاقت ہے آج میں یہ تمہارے حوالے کر رہا ہوں کیونکہ تمہیں اس کی ضرورت ہے عمیر نے لاکھ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں نے اس کے ہاتھ اللہ کے نام والا لاکھ لے لیا اور کہا۔ شکر یہ میرے دوست تو نے واقعی مجھے اپنا بچھا ہے۔

اچھا چل سو جا رات کافی ہو گئی ہے میں بھی سونے جا رہا ہوں عمیر نے بات کا رخ موڑنے ہوئے کہا۔ نیند آج میری آنکھوں سے دور ہی رہا۔ اس بے وفا کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا وہ کتنی بے وفا نکلی تھی میں نے تو اسے بے انتہا پیار دیا تھا لیکن وہ کتنی بے وفا نکلی صرف میرا خون پینے کے لیے مجھ سے پیار کا ڈرامہ رچایا وہ قاتل ہے میری محبت کی قاتل میں اس بے وفا حسین کو معاف نہیں کروں گا اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے وہ میری وفاؤں

کی قاتل ہے میں اس خون پی حسین کو کبھی معاف نہیں کروں گا یہ سب سوچتے ہوئے میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گیا۔ رات کے نجانے کس پہر میری آنکھ کھلی ایک آہٹ سے کھل گئی مجھے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا جب میں نے سامنے کھڑکی کی طرف دیکھا تو میری چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی دل اور سانس اپنی پوری رفتار سے چل پڑے تھے میرے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں نمایاں ہونے لگیں کھڑکی کے سامنے ایک لڑکی بال کھولے ہوئے کھڑی تھی اس کا چہرہ دوسری طرف تھا لیکن میں نے اسے پہچان لیا تھا وہ رومانہ تھی کمرے کا ماحول عجیب پر اسرار سا لگ رہا تھا پھر اچانک ہی وہ پلٹی مجھے لگا جیسے میری سانسیں ٹھم گئی ہوں اس کے چہرے پر ایک پر اسرار سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہ اپنے چہرے پر پر اسرار مسکراہٹ سجائے میری طرف ہی دیکھ رہی تھی اور میری طرف قدم بڑھا رہی تھی میں خوف زدہ نظروں سے اس کی ہی طرف دیکھے جا رہا تھا وہ دھیرے دھیرے میری طرف بڑھ رہی تھی میں نے گھبرا کر عمیر کی طرف دیکھا جو گہری نیند سو رہا تھا عم۔ عم۔ عم عمیر۔ میں نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی لیکن میری آواز گلے میں ہی پھنس کر رہ گئی تھی مجھے میری موت لمحہ بہ لمحہ اپنی طرف بڑھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر وہ میرے قریب آگئی تو میری جان جسم سے نکل جائے گی اور میں بے جان لاش میں تبدیل ہو کر رہ جاؤں گا۔

ڈرو نہیں میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی وہ میرے ہنسنے پر ہنستے ہوئے بولی۔

ٹھیک۔ کیوں آئی ہو یہاں میں نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

دیکھو عباد مجھے پتہ ہے تمہیں میری حقیقت کا پتہ معلوم ہو گیا ہے عمیر نے مجھے تمہارا خون پیتے ہوئے دیکھا تھا عمیر نے جو کچھ تمہیں بتایا ہے وہ سچ ہے لیکن

میں تم سے بے پناہ پیار کرتی ہوں یہ بھی سچ ہے کہ میں تمہارا خون پیتی ہوں لیکن کیونکہ مجھے زندہ رہنے کے لیے انسانی خون کی ضرورت ہے میں جب تک انسانی خون نہ پی لوں میری پیاس نہیں بجھتی لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں تمہارے پیار میں پاگل ہو چکی ہوں اب میں تمہارے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی ہوں میں تمہیں لینے آئی ہوں میں تمہیں اپنی دنیا میں لے کر جانا چاہتی ہوں اس دنیا میں کوئی بھی ہم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکے گا۔ رومانہ نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

مم۔ میں۔ میں۔ میں۔ میں میری زبان سے لڑکھڑاتے الفاظ ٹوٹنے لگے تھے

لے کر میں تم کو جاؤں گی۔ وہ زور سے قہقہہ لگا کر بولی میرا جسم تھر تھرانے لگا اور خوف سے مجھے اپنا سانس رکھنا ہوا محسوس ہوا دیکھو اگر اپنے دوست کی زندگی چاہتے ہو تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا ورنہ اس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ اس کی دھمکی سے میں ایک دم حواس باختہ ہو گیا۔

ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں لیکن تم میرے دوست کو کچھ نہیں کہو گی میں نے کہا تو اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔

یہ ہوئی ناں بات۔ اس نے پرسکون انداز میں کہا۔

رومانہ تم مجھ سے وعدہ کر دو کہ تم مجھے کچھ بھی نہیں کہو گی میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے ہوئے کہا۔

میں تم سے وعدہ کرتی ہوں میں تم کو کچھ بھی نہیں کہوں گی رومانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چلو کہاں جانا ہے میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

تم چل کر میری دنیا میں نہیں جاسکو گے اپنی آنکھیں بند کر و رومانہ نے ہنس کر کہا تو میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں رومانہ نے کچھ پڑھ کر میرے اوپر







# بے قرار روح

--- تحریر: ملک اسد یاسین ماموں کا بچن ---

تم۔۔۔ تم۔۔۔ تم۔۔۔ تو مر چکی تھی پھر یہاں کیسے۔۔۔  
ہاں میں مر چکی ہوں تم لوگوں نے مجھے مار دیا تھا لیکن یہ میں نہیں ہوں میری روح ہے جو تم سے انتقام لینے آئی ہے میں وہی کچھ کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں تم تینوں میں سے کی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تڑپا تڑپا کر ماروں گی جس طرح تم لوگوں نے مجھے تڑپا تڑپا کر مارا تھا۔ بالکل اسی طرح میں تم لوگوں کو ماروں گی۔ عامر ایک طرف کھڑا تھا اس کو بہت دکھ ہو رہا تھا کہ اس کی محبوبہ کو ان لوگوں نے مار دیا ہے وہ ان تینوں کو دیکھ رہا تھا جو ڈرے ہوئے تھے آپسے آپ کو دیکھ کر ان کے چہرے زرد پڑ گئے تھے آسہ ان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی ان کی بے بسی پر ہنس رہی تھی وہ بھی اس وقت ایسے ہی بے بس تھی لیکن انہوں نے اس کی ایک بھی نہ مانی تھی اسے مار دیا تھا پھر وہ ان کو کیسے چھوڑ سکتی تھی اس نے اپنے منہ سے آگ نکالی اور ایک تیز پھونک ماری آگ سیدی ہارون کی طرف بڑھی اس کے پیروں کو آگ لگ گئی اور وہ چلانے لگا چیخنے لگا لیکن کوئی بھی اس کو بچانے والا نہ تھا سب اس کے پاس موجود تھے لیکن اس کو بچانے والا کوئی نہ تھا پھر اس نے ان دونوں کو بھی مار دیا ان کا خون پی گئی۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

ہارون اور عامر گہرے دوست تھے بچپن سے لے کر اب تک اکٹھے پڑھتے آئے تھے دونوں میٹرک کے سٹوڈنٹ تھے پڑھائی میں بہت اچھے تھے اور وہ دونوں کرکٹ کے بہت ہی شوقین تھے وہ اکثر شام کے وقت کرکٹ کھیلنے چلے جاتے تھے دونوں ایک ہی محلے میں رہتے تھے ہارون ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور عامر غریب گھر کا لڑکا تھا ایک بات یہ ہے ہارون کل چار بہن بھائی تھے بھائی دو تھے اور وہی بہنیں تھیں ہارون چھوٹا تھا اور اس کا بڑا بھائی باپ کے ساتھ کام کرتا تھا وہ اپنے باپ کا بزنس سنبھالتا تھا اور اپنی زندگی بڑی خوشی سے گزار رہا تھا ہارون صاحب کی والدہ بھی امیر گھرانے کی عورت تھی اور کافی مذہبی گھرانے کی تھی اور ہارون کی دو بہنیں تھیں جو کے پڑھ رہی تھی





دونوں سکول چاہتے پیر دے کر چلے گئے۔ اب دونوں دوست امتحان سے فارغ تھے ایک دن عامر گھر میں بیٹھا ہوا تھا اس کی امی آئی اور اس کے پاس آکر بیٹھ گئی اور پوچھا۔

عامر بیٹا کیا بات ہے تم پریشان بیٹھے ہو۔ امی جان میں سوچ رہا ہوں کہ اب میں فارغ ہوں رزلٹ تو تین مہینے بعد آئے گا اس وقت تک میں کوئی کام کر لیتا ہوں اس کی امی نے کہا۔ ایسی بات دوبارہ مت کرنا جب تک عامر بیٹا تمہاری پڑھائی ہے تم دل لگا کر پڑھائی کرو اور کام کی نہ سوچو۔

امی یہ بات بھی آپ کی ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کروں گا اور اب میں ہارون کے گھر جا رہا ہوں اور شام تک واپس آ جاؤں گا۔ ٹھیک ہے جاؤ بیٹا لیکن جلدی آ جانا پھر عامر چلا گیا اور ہارون کے دروازے پر دستک دی اس کی امی نے دروازہ کھولا۔

آئی ہارون گھر پر ہے۔ ہاں بیٹا وہ گھر پر ہی ہے آؤ اندر آ جاؤ۔ وہ ایک طرف کو ہو گئی تو وہ اندر چلا گیا ہارون کمپیوٹر پر گیم کھیل رہا تھا۔ ہارون نے جب عامر کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ آج ہمارے گھر میں آپ۔۔۔ ہاں یا گھر میں بیٹھا ہوا بور ہور ہا تھا سوچا تم کو جا کر مل لوں۔

ہاں اچھا کیا میں بھی بور ہور ہا تھا اس لیے گیم لگا کر بیٹھ گیا۔ ابھی ہم لوگ باتیں کر رہے تھے کہ کھانا آ گیا۔ جو کہ ہارون کی امی دے کر چلی گئی تھی۔

یارت تم نے تو یہ تکلف کیا ہے۔ اس کی بلا کیا ضرورت تھی۔

اس میں تکلف کی کیا بات ہے یہ سب تمہاری قسمت ہے جو تمہیں مل گیا ہے وہ مشہور کہاوت ہے

نان دانے دانے پر لکھا ہے کھانے والے کا نام۔ یہ آپ کے نصیب کا تھا سو تم کو مل رہا ہے اس کی بات سن کر میں ہنس دیا اور پھر ہم دونوں نے مل کر کھانا کھایا اور کچھ دیر باتوں کے بعد میں اپنے گھر آ گیا۔ دوسرے دن ہارون میرے گھر آیا اس وقت میں بھینس کو چارہ ڈال رہا تھا وہ میرے پاس آ گیا اس نے کہا۔ عامر صاحب آج ہم نے کرکٹ کھیلے جانا ہے بیچ کھیلنا ہے اور یہ بیچ ہم نے جیتنا ہے۔ دوپہر کا وقت تھا کھانے کا نام تھا عامر کی امی دونوں کے لیے کھانا لائی۔

آئی اس کی کیا ضرورت تھی۔ بیٹا یہ آپ کے مقدر میں تھا جو چیز جس کے مقدر میں تھی وہ خود بخود اسے مل جاتی ہے یہ کھانا آپ کے مقدر میں تھا پھر ہم نے کھانا کھالیا اور کرکٹ کھیلنے کے لیے چلے گئے ہارون نے اپنے پایا کی گاڑی نکالی اور اس پر سوار ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد گراؤنڈ پہنچ گئے وہاں پر دوسرے لڑکے بھی موجود تھے جو کہ کھیلنے کی پریکٹس کر رہے تھے ہم نے وہاں گاڑی روکی اور گراؤنڈ میں چلے گئے ہم نے ٹاس جیت کر بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا بیچ میں اور کا تھا ہارون نے ستر رنز بنائے عامر نے اسی بنائے اس نے ہم اور کل سکور دوسو پچیس تھے اب دوسری ٹیم کی باری تھی عامر اور ہارون نے اچھی بولنگ کروائی اور دوسو پر ساری ٹیم آؤٹ ہو گئی ہم نے بیچ جیت لیا۔ اب شام ہو چکی تھی عامر نے کہا۔

یار ہارون بھوک بھی بہت لگی ہوئی ہے اور وہ کافی بوچکی ہے اب کیا کرنا چاہئے ہارون نے کہا۔ عامر اس میں سوچنے والی کون سی بات ہے کھانا اچھے سے ہوں سے کھالیں گے اب یہاں سے جانے کی سوچیں آپ کی سمجھ نہیں ہوں۔

یارت تم تو میری بات پر پریشان ہو گئے ہو یہ مطلب ہے کہ پہلے ہم یہاں سے جاتے ہیں پھر

جاتے ہیں اس کی بات پر دونوں ہی ہنس دیے پھر دونوں کسی ہول پر جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ گئے اور ابھی گاڑی کچھ ہی آگے گئی تھی کہ ان کی ہڑی خراب ہو گئی۔

ارے یہ کیا ہو گیا۔ یہ اچانک خراب کیسے ہو گئی۔ اب کیا کرتا ہے عامر نے کہا۔

کرنا کیا ہے میں خود ہی دیکھتا ہوں کہ اسے کیا ہوئے اتنا کہ کر ہارون گاڑی سے نیچے اترا گاڑی کو بھی طرح چیک کیا عامر اندر بیٹھا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ گاڑی اسٹارٹ ہو جائے شام کے سات بج رہے تھے وہ مزید پریشان ہو گیا اور پھر ہارون سے کہا۔ یا اللہ کا نام لو اور گاڑی چلاؤ۔

یار گاڑی نے نہیں چلنا۔ چاہے جتنی مرضی کرنا کر لو اتنی جلدی کچھ بھی نہیں ہونے والا ہے اب ایک ہی حل ہے آرام سے گاڑی کے اندر بیٹھ جائیں بیچ کو چلے جائیں گے اس کے علاوہ کوئی بھی حل نہیں ہے۔ ہارون نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

یارت تم گاڑی چلانے کی کوشش تو کرو۔

ٹھیک ہے آخری کوشش کر کے دیکھتا ہوں کہ ہماری قسمت ہارون نے اتنا کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی جو اسٹارٹ ہو گئی عامر نے ہنس کر بولا میں نے کہا تھا ناں کہ اس کو اسٹارٹ ہو دیکھا ہو گئی ناں اسٹارٹ۔ اور جب میں نے گاڑی پر نام دیکھا تو میرے پاؤں سے زمین نکل گئی رات کے نو بج چکے تھے ہر طرف گہرا رات پھیل چکا تھا ایسے میں سکوت کا عالم تھا اور میں ہونے کی وجہ سے ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا کہتے ہیں ناں کہ مصیبت آتی ہے کون سا پر ر آتی ہے ہم نے اللہ کا نام لیا اور اپنی منزل کی طرف چل دیے میں نے یہ روڈ کئی بار دیکھا تھا اس

کے بارے میں سنا تھا کہ ایک قبرستان ہے جو بہت بڑا ہے جس کے بارے میں سنا تھا کہ وہ قبرستان دو سو سال پرانا ہے اور یہ بھی سنا تھا وہاں بہت ہی خوفناک روئیں رہتی ہیں۔ اور جو کوئی بھی غلطی سے اس قبرستان میں چلا جاتا ہے وہ پھر زندہ واپس نہیں جاتا۔ وہ روئیں اس کو مار ڈالتی ہیں اور میرا خیال ٹھیک ثابت ہوا کچھ ہی دیر میں وہ قبرستان ہمیں دکھائی دیا اس کو دیکھتے ہی میں کانپ کر رہ گیا۔ وہ بھی ڈر گیا۔

اب کیا جائے۔ وہ گہرائے ہوئے انداز میں بولا۔ کچھ نہیں ہو گا تم گاڑی چلاتے جاؤ۔ میں نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا حالانکہ میں اندر سے خود بھی ڈر رہا تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے گاڑی کا خراب ہونا ہمارا یوں لیٹ ہو جانا کچھ نہ کچھ گڑبگڑی۔ ہم نے دیکھا کہ یکدم تیز ہوا چلنے لگی جسے دیکھ کر ہارون ابھرا گیا پھر ہارون کو عامر کی بات یاد آگئی کاش میں عامر کی بات مان لیتا اور جس کی وجہ سے ہم دونوں کو ذلیل نہ ہونا پڑتا اب پیچھتانے کیا فائدہ بڑوں کی مثال ہے کہ جب چیزیاں چک گئیں گھیت عامر نے ہارون سے کہا۔

کچھ نہیں بس ہماری گاڑی قبرستان سے نکل جائے قبرستان بھی اتنا بڑا ہے کہ جہاں تک دیکھو یہ ہی دکھائی دیتا ہے یہاں پر کافی پرانے درخت تھے جن کو دیکھ کر ڈر لگتا تھا اگر ہماری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اس دنیا سے ویسے ہی چلا جاتا گاڑی ایک بار پھر خراب ہو گئی گاڑی قبرستان کے عین وسط میں خراب ہوئی تھی اب ہم پریشان ہو گئے ہماری گاڑی کی لائٹیں جل رہی تھیں اور چاروں طرف اندھیرے اندھیرے کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا ہم نے گاڑی اسٹارٹ کی لیکن ناکام ہو گئے پھر یکدم



عامر کی نظر سامنے پڑی دیکھا تو دو روہیں ان کی طرف ہی آ رہی تھیں۔

وہ۔ وہ دیکھو۔ عامر نے بارون کو کہا۔

کیا ہے۔ وہ ڈرے ہوئے انداز میں بولا۔

وہ۔ وہ اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

شاید روہیں ہیں۔

ہاں ہاں۔ ایسا ہی ہے لیکن یہ کس کی ہیں ہمیں ان کو جا کر دیکھنا ہوگا۔ بارون نے کہا۔ اس نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ دور سے ہمیں نہیں پتہ تھا کہ وہ روہیں کس کی ہیں ہم ان کو دیکھ کر ڈر گئے تھے جب ہم نے غور سے دیکھا تو وہ ایک لڑکی تھی اور ایک لڑکا تھا

تم ایک کوشش کرو شاید گاڑی اشارت ہو جائے اور ہم ان روہوں سے چھکار مل جائے۔ کچھ بھی فائدہ نہیں ہے میں نئی بار کوشش کر چکا ہوں لیکن یہ اشارت نہیں ہو رہی ہے لگتا ہے ہمیں ان روہوں کا مقابلہ کرنا ہوگا ان کو آنے دو پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔

بار ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے تم کوشش کرو ہو سکتا ہے کہ گاڑی اس بار اشارت ہو جائے۔ عامر نے کہا تو وہ ایک بار پھر گاڑی اشارت کرنے لگا اور گاڑی پھر اشارت ہو گئی۔

واؤ۔ بارون خوش سے بولا۔

بار جلدی سے اور تیزی سے چلاؤ۔ عامر نے کہا ہم کسی طرح اس بھیانک قبرستان سے نکل جائیں۔

بارون تیزی سے گاڑی چلانے لگا۔ اور دونوں روہیں ان کے سامنے آ گئیں اور گاڑی کو روکنے کی کوشش کرنے لگیں۔

بار تم نے گاڑی کو نہیں روکنا چاہے کچھ بھی ہو جائے عامر نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ اور بارون نے ایسا ہی کیا اور گاڑی کو قبرستان سے باہر

لانے میں کامیاب ہو گیا۔ گاڑی قبرستان سے باہر نکلی تو ان دونوں کو سکون حاصل گیا۔ جب ٹائم دیکھا تو زات کا ایک بچ رہا تھا اس وقت جوتا ٹائٹم ہوا تھا وہ ہماری اپنی غلطی سے ہوا تھا اب ہم دونوں کو بھوک لگی ہوئی تھی کھانا ہوٹل مین ہی کھائیں گے۔ بارون نے کہا اور گاڑی کا رخ ایک ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔ اور ہوٹل کے سامنے گاڑی جا کر روک دی۔ ہم نے وہاں کھانا کھایا اور پھر گھر کا رخ کیا۔ جب بارون گھر پہنچا تو اس کی امی نے دروازہ کھولا۔ کہاں تھے تم اتنی رات بیت گئی ہے تمہاری کوئی بھی خبر نہیں ہے ہم سب لوگ تمہاری وجہ سے اتنے پریشان تھے۔

امی جان ہم بیچ کھیلے گئے تھے لیکن اتنے لٹ ہو گئے۔ مجھے اب نیند آ رہی ہے میں سونا چاہتا ہوں بارون اتنا کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ بارون سو گیا صبح اسے اس کی امی نے جگایا۔

اٹھو بیٹا۔ کیا آج سارا دن سونے کا ہی ارادہ ہے ماں نے پیار سے پوچھا۔

نہیں امی جان ابھی تو کوئی بات نہیں ہے بس زوروں کی نیند آئی ہوئی تھی بارون نے آنکھیں ملنے ہوئے کہا۔ جلدی اٹھو کھانا تیار ہے یہ بات کہہ کر بارون کی امی کمرے سے باہر چلی گئی بارون اٹھا اور ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھانا چلا گیا پھر کچھ دنوں کے بعد بارون اور عامر کا میٹرک کا رزلٹ آ گیا عامر کی پہلی پوزیشن آئی تھی اور بارون کی دوسری پوزیشن تھی آج وہ دونوں بہت خوش تھے خوش کیوں نہ ہوتے بات ہی خوشی کی تھی وہ دونوں دوست شہر میں تھے اور باتیں کر رہے تھے عامر نے کہا بارون اب آپ کے کیا ارادے ہیں۔ بارون بولا میں شہر میں جا کر کرائے میں داخلہ لوں گا عامر نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں جس کا کالج میں تم جاؤ گے میں بھی اس کا کالج میں داخلہ لوں گا عامر نے کہا کہ میرے گھر والے تو ان

جسے ہیں اب ہم کو چاہئے کہ کالج میں جلد از جلد داخل ہو جائیں۔ بارون گھر آیا اور اپنی امی سے رائے لی امی میں کالج میں داخل ہونا چاہتا ہوں تو بیٹا اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے تو تمہارا دوست عامر تمہارے ساتھ کالج میں ہو گا امی عامر میرے ساتھ کالج میں جائے گا تو ٹھیک ہے تم تیاری کرو اور عامر گھر بیٹھا تھا عامر نے کہا امی میں کالج میں داخلہ لینا چاہتا ہوں۔ امی نے کہا بیٹا یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹا اپنی پڑھائی پر توجہ دو اور کھانا ٹائم پر کھانا اور اساتذہ کا احترام کرنا اور ہاں کالج جا کر ہمیں بھول نہ جانا امی یہ آپ کیسی بات کر رہی ہیں بھلا میں آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں یہ بات آپ کے ذہن میں آئی کیسے عامر بیٹا میں تو آپ کو یہ بات سمجھا رہی تھی امی میں نے اور بارون نے کل کو یہاں سے چلے جانا ہے اور ہم کالج جا رہے ہیں میں سامان باندھ لوں ٹھیک ہے بیٹا۔ ہم تمہارا سامان باندھ دیتے ہیں۔ عامر نے کہا مجھے بارون کے پاس جانا ہے وہ کیا کر رہا ہے عامر گھر سے نکلا اور بارون کے گھر کی طرف چل دیا۔ بارون گھر میں ہی تھا عامر نے کہا تیار کیمل ہے ہمیں کل ہی نکل جانا چاہیے یہ تو بہت اچھی بات ہے تمہارے پاس ہر چیز ہے بی بی الحال تو سب ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے اگلے دن ہم دونوں نے سامان اٹھایا اور گھر والوں کی دعا میں لی اور شہر کی طرف چلے گئے ہم شہر چلے گئے کالج تھوڑی دور تھا ہنرم کالج پہنچ گئے جہاں ہم دونوں با آسانی سے داخلہ لیا گیا آج ہمارا پہلا دن تھا عامر اپنے ڈیسک پر کیا بیٹھا تھا بیان پر لڑکے اور لڑکیاں اٹھتے پڑھتے تھے عامر نے دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی کالج میں آئی جو دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی اس کے لمبے بال تھے ہر نی جیسی چال تھی ثانی ہونے تھے ایسے جیسے وہ جنت کی حور لگ رہی

تھی۔ عامر نے اسے دیکھا تو وہ اسے پہلی ہی نظر میں ملاقات میں دل دے بیٹھا دل کیوں دیا وہ لڑکی تھی ہی اتنی خوبصورت اتفاق سے وہ لڑکی عامر کے ساتھ ہی بیٹھی تھی عامر بہت خوش ہوا کہ وہ جس لڑکی کو چاہتا ہے وہ اس کے پاس ہی بیٹھی ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ میں اس سے اس کا نام پوچھتا ہوں لیکن پھر اس کو خیال آیا کہ کہیں وہ برا ہی نہ مان جائے لیکن وہ نہ رہا اور اس لڑکی کو سلام کر دیا۔ لڑکی نے جواب اچھے انداز میں دیا۔ اس کا انداز دیکھ کر وہ سوچنے لگا کہ کام بن سکتا ہے تب اس نے اس کا نام پوچھ لیا۔

جی میرا نام آسیہ ہے مگر یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں عامر نے کہا۔

ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔

آسیہ نے کہا تمہارا نام کیا ہے۔

میرا نام عامر ہے۔

عامر میٹرک میں کتنے نمبر لیے تھے۔

جی میں نے فرسٹ پوزیشن لی ہے۔

واؤ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے آپ ویسے بھی مجھے بہت ذہن لگتے ہیں۔

جی شکریہ لیکن آپ نے کتنے نمبر لیے تھے۔

میرے نمبر بہت ہی کم آئے تھے۔

پھر بھی کتنے عامر نے پوچھا۔

اس نے نمبر بتائے تو عامر نے کہا۔

میں آپ کو پڑھا دیا کروں گا۔

ویری گڈ۔ وہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔

کالج میں چھٹی ہو گئی عامر اور بارون اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے بارون نے عامر کو کہا

عامر صاحب وہ لڑکی کون تھی جس کے ساتھ تم آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔

کون سی لڑکی۔ عامر نے بات کو چھپاتے ہوئے کہا۔



اتنے بچے بھی نہ بنو بتاؤ وہ لڑکی کون تھی جو تمہارے ساتھ بیٹھی تھی۔

وہ وہ دراصل وہ میری کلاس فیلو ہے ہم ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے وہ بہت ہی اچھی لڑکی ہے بارون نے کہا۔

پہلی ہی ملاقات میں کہہ دیا کہ وہ بہت ہی اچھی لڑکی ہے۔

چلو چھوڑو ان باتوں کو اپنا سبق یاد کرو جو ہم نکل کو اپنے پرفیسر کو سنانا ہے چلو جلدی کرو دیے بھی ہم اپنے گھر سے پڑھنے کے لیے آئے ہیں لہذا ہم کو پڑھنا چاہیے پھر بارون نے کہا چلو کھانا کھانے چلیں ویسے بھی مجھے بہت جھوک لگی ہوئی ہے وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے اور ایک ہول کی طرف چل دیے وہاں ایک سیٹ پر بیٹھ گئے پھر وہاں پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور کمرے میں آگئے اور پھر گئے۔ صبح سات بجے اٹھے کپڑے بدلے کھانا کھایا اور کالج چلے گئے اصل میں وہ دونوں ہوٹل میں رہتے تھے وہ کالج میں پہنچ گئے عامرا اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا آسہ ابھی تک نہیں آئی تھی پھر تھوڑی دیر بعد آسہ بھی آگئی اور عامر کے ساتھ ہی بیٹھ گئی عامر کو اس کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

عامر صاحب کیسے ہیں آپ۔  
جی ٹھیک ہوں آپ کی کمی محسوس کر رہا تھا وہ کس خوشی میں

اس لیے کہ آپ میری کلاس فیلو ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تم خوب پڑھو تاکہ تم ایف اے میں فرسٹ پوزیشن لے سکو۔

عامر تم بہت ہی اچھے انسان ہو ویسے آپ کے پاپا کیا کرتے ہیں۔

وہ مزدوری کرتے ہیں اور پھر اس نے اپنی کہانی سنائی جس کو سن کر وہ بہت دھبی ہوئی۔ اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

عامر تمہاری کہانی بہت دکھی ہے تمہارے بھائی بڑھے لکھے ہیں اور مزدوری کرتے ہیں۔ میرے پاپا فیکٹری میں کام کرتے ہیں میں آپ کے بھائی کے کام کی بات کر دوں گی۔

اگر تم میرا کام کر دو تو میں تمہارا یہ احسان پوری زندگی نہیں بھولوں گا پھر چھٹی ہوئی عامر آسہ کے ساتھ باتیں کرتا جا رہا تھا باتوں باتوں میں کہنے لگا کہ میرا ایک دوست بارون ہے وہ تمہارے بارے میں بے پوچھ رہا تھا کوشش کرنا کہ ہماری بات بارون تک نہ پہنچے وہ امیر آدمی ہے بہت خود غرض ہے ہمیشہ اپنی بات منواتا ہے اچھا میں اب چلتا ہوں پانچ بجے پھر آؤں گا تم تیار رہنا اپنا پتہ تو دو آسہ نے کارڈ دیا پھر عامر اپنے کمرے میں آگیا عامر نے کپڑے بدلے اور فریش ہو کر کھانا کھایا اور اپنا پڑھنے لگا اب میری پڑھائی ختم ہوئی ٹائم دیکھا تو ساڑھے چار بجے تھے عامر فوری اٹھا اور اپنے کمرے سے باہر نکلا اور آسہ کے ایڈریس پر چلا گیا۔ اور اس نے اس کا گھر تلاش کر لیا اور جا کر تیل دی دروازہ آسہ نے ہی کھولا۔ تم اس وقت یہاں وہ اسے دیکھتے ہی بولی۔

ہاں آپ سے ملنے کو دل چاہ رہا تھا سو چلا آیا۔  
آپ بہت اچھے ہیں۔ وہ شکر ادا کیا مجھے اندر نہیں آئے دو گی۔  
کیونکہ میں جناب آئیے۔

وہ ایک طرف بہت گئی اور عامر اس کے گھر میں داخل ہو گیا وہ اس کی بیٹھک میں جا کر بیٹھ گیا۔ پھر آسہ کتابیں لے کر اس کے پاس آگئی اور عامر سے پڑھنے کی کافی دیر تک وہ باتیں بھی کرتے رہے اور پڑھتے بھی رہے پھر عامر بولا۔

میں اب چلتا ہوں۔  
نہیں ایسے نہیں کھانا کھا کر جانا۔  
نہیں پھر سہی مجھے جلدی ہے وہ بولا۔

ٹھیک ہے اپنا دھیان رکھنا۔  
اوکے۔ اس نے کہا اور چل دیا اور پھر ان کی ملاقات ایسے ہی ہوئے لگی بارون جو عامر کا دوست تھا وہ ان دونوں کی دوستی سے بہت جلتا تھا اس نے کہا۔ عامر تم میرے بچپن کے دوست ہو میں نہیں چاہتا کہ تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ۔  
کیا مطلب میں تمہاری بات سمجھ نہیں ہوں۔  
میرا مطلب ہے تم جس لڑکی کے چکروں میں پڑے ہوئے ہو وہ اچھی لڑکی نہیں ہے۔

پلیز بارون دوبارہ یہ بات اپنے منہ سے بھی نہ نکالنا ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔ دن گزرتے گئے آسہ اور عامر کی دوستی بڑھتی رہی بارون نے عامر کو دوست ماننے سے انکار کر دیا تھا اب ان دونوں کی دوستی دشمنی میں بدل گئی تھی امتحان بھی سر پر آگئے تھے عامر تیاری میں مصروف تھا آج یہاں امتحان دونوں نے بہت اچھی تیاری کی تھی پیپر چھاپا ہوا تھا سب سے اچھا ہوا تھا عامر اور آسہ کا پیپر بھی اچھا ہوا آخر سب ہی پیپر اچھے اور پھر ایک ایک کر کے سب ہی پیپر اچھے بارون اسی سوچ میں تھا کہ وہ کسی طرح سے یہ کوراستے سے ہٹا دے اب چونکہ امتحان ختم ہو گئے تھے اور عامر گھر جانے کی تیاری کرنے لگا اس نے کمرے میں جا کر اپنا سامان پیک کرنا شروع کر دیا جب اس نے اپنا پیک دیکھا تو اس میں پیسے نہیں تھے وہ پریشان ہو گیا میرے پیسے کس نے نکالے ہیں بارون کمرے میں آیا تو حیران ہو گیا اور بولا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے پیسے میں نے نکالے ہیں۔ عامر بولا اگر تم کو پیسوں کی ضرورت تھی تو مجھ سے مانگ لیتے۔ وہ بولا میں تم کو کبھی بھی پیسے نہیں دوں گا اور میں دیکھتا ہوں کہ کون تمہارے کام آتا ہے۔

تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی

میری مدد نہیں کرے گا۔ عامر یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ بارون نے اپنا سامان باندھا اور اپنے گھر چلا گیا عامر سیدھا آسہ کے گھر چلا گیا دروازہ آسہ نے ہی کھولا اور پھر وہ اس کو اندر لے گئی۔ وہ اس کو پریشانی میں ڈوبا ہوا دیکھ کر بولی۔  
خیر تو۔ ہے تمہارا چہرہ اترا ہوا کیوں ہے۔ اور اس قدر بچھے بچھے سے کیوں ہو۔

آسہ بارون نے میرے بیک سے پیسے نکال لیے ہیں اور وہ دینے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اور پھر سب کچھ اس نے آسہ کو بتا دیا۔  
عامر آپ کو فکر کرنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے میرے ہوتے ہوئے تم پریشان مت ہو میں ابھی لا کر دیتی ہوں اتنے میں آسہ کی امی بھی آگئی اور اس نے کہا کہ عامر بیٹا آسہ تمہاری بہت تعریفیں کرتی ہے تم ایک سال یہاں آتے رہے ہو۔ آسہ نے تمہارا کچھ مسئلہ بتایا ہے یہ لو یہ پیسے رکھ لو شکریہ آئی جی اتنا کہہ کر عامر نے ان سے پیسے لیے اور واپس چلا آیا۔ اور پھر اپنے گھر پہنچ گیا تو سب گھر والے بہت ہی خوش ہوئے بیٹا امتحان کیسے ہوا امی جان بہت ہی اچھا ہوئے ہیں پیپر اور پھر سب سے وہ ملتا رہا اور پندرہ دن ہو گئے اس کی بارون سے ملاقات نہ ہو سکی تو اس کا ذل چاہا کہ وہ بارون سے جا کر ملے یہ سوچ کر وہ اس کے گھر چلا گیا اور پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا ہے تو وہ گھر واپس آگیا۔ اور سوچنے لگا کہ وہ کس شہر میں جا سکتا ہے۔

بارون اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر آسہ کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ صبح سے کوشش کر رہے تھے آخر کار آسہ کو کام کے سلسلے میں شہر جانا پڑ گیا تو وہ پیدل ہی جا رہی تھی اب تھوڑے مکان تھے انہوں نے موقع دیکھتے ہی اس کو اٹھوایا



اور ایک ویرانے میں لے گئے وہ ان کی منتیں کرتی رہی کہ مجھے چھوڑ دو لیکن انہوں نے کہا تم کو ہم چھوڑنے کے لیے اٹھا کر نہیں لائے ہیں تم سے ایک ایک بات کا حساب لینا ہے پھر انہوں نے اس کو خوب مارا یہاں تک کہ بارون نے اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی۔ وہ تڑپنے لگی وہ اس کی موت کا تماشا دیکھتے رہے جب اس کی سانسیں بند ہو گئی تو وہ اس کو ایک کھنڈر میں پھینک کر فرار ہو گئے۔

تین ماہ بیت گئے اس کو مرے ہوئے زلث بھی اچکا تھا آسیہ کی پہلی پوزیشن آئی تھی عامر بہت خوش تھا وہ کالج گیا اور اعلیٰ کلاس میں بیٹھ گیا وہ اکیلا تھا بارون بھی اکیلا تھا آسیہ بھی کلاس میں نہیں آئی تھی عامر پریشان ہو گیا کہ آسیہ کیوں نہیں آئی ہے وہ اس کو دیکھنے کو ترس رہا تھا لیکن وہ اس کو کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ایک دن بیت گیا پھر دوسرا دن بیت گیا یوں پورا ہفتہ بیت گیا لیکن آسیہ کالج میں نہ آئی تو اس نے اس کے گھر جانے کا پروگرام بنالیا کہ یکدم اس کو آسیہ کی آواز سنانی دی۔

آسیہ تم کہاں میرے سامنے آؤ۔ عامر میں تمہارے سامنے نہیں آسکتی ہوں میں مرجلی ہوں مجھے مار دیا گیا ہے۔ یہ سننا تھا کہ عامر جیسے پاگل ہو گیا۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ہاں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں میں مرجلی ہوں اور پھر اس نے ساری کہانی عامر کو سنادی۔ کہ مجھے تمہارے دوست نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مار دیا ہے اس نے مجھ سے بہت زیادتی کی ہے میری روح اس کی وجہ سے بھٹک رہی ہے میں اس سے انتقام لینے کے لیے بنے چین ہو رہی ہوں۔ تم اس کام میں میرا ساتھ دو۔

آسیہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا دوست اتنا گھٹیا بھی ہو سکتا ہے دیکھو تمہاری پہلی پوزیشن آئی

ہے۔ وہ یہ سن کر مسکرائی اور بولی کہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے لیکن مجھے اب کیا فائدہ پوزیشنوں کا۔ ہاں جانتا ہوں کہ اب تمہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن میں اس درندے کو زندہ نہیں چھوڑوں گا جس نے میری جان کو مارا ہے اتنا کہہ کر وہ اپنے کمرے میں جانے لگا وہاں پہنچا تو وہ تینوں دوست پر سکون نیند سوئے ہوئے تھے عامر وہاں کھڑا رہا آسیہ کی روح اس کے پیچھے کھڑی تھی آسیہ کی روح نے ان تینوں کو جگایا۔ وہ تینوں اٹھے تو آسیہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے ان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کے سامنے آسیہ کھڑی ہے ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

تم۔ تم۔ تم۔ تو مرجلی تھی پھر یہاں کیے۔ ہاں میں مرجلی ہوں تم لوگوں نے مجھے مار دیا تھا لیکن یہ میں نہیں ہوں میری روح ہے جو تم سے انتقام لینے آئی ہے میں وہی کچھ کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں تم تینوں میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تڑپا تڑپا کر ماروں گی جس طرح تم لوگوں نے مجھے تڑپا تڑپا کر مارا تھا۔ بالکل اسی طرح میں تم لوگوں کو ماروں گی۔ عامر ایک طرف کھڑا تھا اس کو بہت دکھ ہو رہا تھا کہ اس کی محبوبہ کو ان لوگوں نے مار دیا ہے وہ ان تینوں کو دیکھ رہا تھا جو ڈرے ہوئے تھے آسیہ کو دیکھ کر ان کے چہرے زرد پڑ گئے تھے آسیہ ان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی ان کی بے بسی پر ہنس رہی تھی وہ بھی اس وقت ایسے ہی بے بسی تھیں لیکن انہوں نے اس کی ایک بھی نہ سنی تھی اسے مار دیا تھا پھر وہ ان کو کیسے چھوڑ سکتی تھی اس نے اپنے منہ سے آگ نکالی اور ایک تیز چھونک ماری آگ سیدھی بارون کی طرف بڑھی اس کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور وہ جلانے لگا چیخنے لگا لیکن کوئی بھی اس کو بچانے والا نہ تھا تب اس کے پاس موجود تھے لیکن اس کو بچانے

الاکوئی نہ تھا۔ وہ تڑپ تڑپ کر مرد یا تھا چیخ رہا تھا در دوسرے ساتھی آسیہ سے اپنی زندگی کی بھینک نکال رہے تھے۔

ظالمیوں یا درندوں میں نے بھی تم سے اسی طرح زندگی کی بھینک مانگی لیکن تم نے مجھے زندگی نہ دی تھی مجھے مار دیا تھا اور اب۔ اب میں تم کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔ جس طرح تمہارا یہ دوست جل کر مرا ہے اسی طرح تم بھی جل کر مرو گے۔ لیکن نہیں میں تم کو جلاؤں گی میں تمہارا خون پی جاؤں گی مجھے پیاس لگی ہوئی ہے تم نے مجھے پیاسہ مارا تھا مجھے پیاس لگی ہوئی ہے اتنا کہہ کر اس نے ایک لڑکے کا گریبان پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اس کی گردن میں اپنے دانت گھس دئیے۔ اس کا خون پینے لگی۔ وہ اس کے ہاتھوں میں تڑپ تڑپ کر مر گیا اس نے اس کو ایک طرف پھینک دیا میری پیاس اب بھی نہیں بجھی ہے اس نے دوسرے لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اپنی پیاس بجھاؤں گی اتنا کہہ کر اس نے اس کو بھی گردن سے پکڑ لیا اور اس کا بھی خون پینے لگی وہ بھی اس کے ہاتھوں میں تڑپنے لگا اور پھر وہ بھی تڑپتے تڑپتے ٹخنڈا ہو گیا۔ اس نے اس کو بھی ایک طرف پھینک دیا اور ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔

عامر میرا انتقام پورا ہو گیا ہے۔ اب تم نے میرا ایک کام کرنا ہے ایک کھنڈر میں میری لاش پڑی ہوئی ہے اس کو اٹھا کر دفن کرنا ہے۔

آسیہ میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہاں کرو کوئی بات کرنی ہے۔

آسیہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔

نہیں عامر تم ایسا نہ کہو اب ایسا کہنے کا کوئی بھی نامہ نہیں ہے میں مرجلی ہوں اور مرے ہوئے انسانوں سے۔۔۔ تم کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کر لینا مجھے بہت خوشی ہوگی۔ اتنا کہہ کر وہ

غائب ہو گئی اور عامر ان تینوں کو دکھتا رہا پھر وہاں سے نکل گیا۔ دوسرے دن اس نے کھنڈر میں جا کر اس کی لاش کو تلاش کیا لاش اٹھا کر اس کے گھر ڈھانچہ وہاں پڑا ہوا تھا وہ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گیا جب اس کے گھر والوں نے آسیہ کے جسم کو بڈیوں کے ڈھانچے میں دیکھا تو رونے پینچنے لگے لیکن اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتے تھے ماسوائے دفنانے کے انہوں نے اس کو نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا۔ وہ سب قبرستان سے چلے گئے لیکن عامر اس کی قبر پر کھڑا رہا اس نے دیکھا کہ آسیہ کی روح ایک درخت کے ساتھ کھڑی تھی وہ بہت خوش تھی کہ اس کے جسم کو دفن دیا گیا ہے۔ وہ دھیرے دھیرے عامر کے پاس آئی۔

عامر میں تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے مردہ جسم کو تلاش کر کے مجھے میرے مقام تک پہنچا دیا اب میری روح کو قور اٹل گیا ہے میں جا رہی ہوں اور آج کے بعد میں تم کو کبھی بھی دکھائی نہیں دوں گی تم گھر جا کر شادی کر لینا اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئی۔ وہ اسے دیکھ کر روتا رہا۔ آسیہ کے گھر والوں نے اس کو کہا کہ تم یہاں رہا کرو کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ آسیہ کی کمی تمہارے وجود سے ہمیشہ ہمارے سامنے رہے۔ وہ ان کے گھر میں رہنے لگا۔ پھر اس نے ایف اے بھی کر لیا۔ اس بار پھر اس کی پہلی پوزیشن آئی تھی اور آسیہ کے پاپا نے اس کو سرکاری نوکری پر لگوا دیا۔ اور ایک سال بعد اس کی شادی کر دی۔ عامر اپنے گھر نہیں گیا تھا اور نہ ہی اس نے اپنی شادی پر کسی گھر والے کو بلا دیا تھا۔ اس کے چار بچے ہیں اب۔ اور وہ بہت خوشیوں بھری زندگی بسر کر رہا ہے۔



# آسیبی جال

--- تحریر: اسد شہزاد - گوجرہ منڈی بہاؤ الدین ---

اس بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہوں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس حوبلی میں ایک جادوگر آیا تھا وہ کئی دنوں تک یہاں رہا تھا اور اس دوران ہی لوگوں کا قتل ہونے لگا تھا۔ یعنی جادوگر نے ان کو انسانی گوشت کھانے کا عادی بنا دیا تھا اور نہ ایک انسان دوسرے انسان کا گوشت کیسے کھا سکتا ہے میں اس کی بات سن کر سب کچھ سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ وہ خوشی سے نہیں کرتے ہیں بلکہ مجبور ہیں ایسا کرنے کے لیے اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود بھی زندہ نہ رہ سکیں۔ ایسی میں نے کئی کہانیاں پڑھ رکھی تھیں اور میں اب اس کی زبانی یہ سب جان کر اطمینان کر بیٹھا تھا کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے کوئی جن بھوت نہیں بلکہ وہ خود ہی ایسا کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر وہ خود ہی جن بھوت ہیں۔ وہ کہانی سناتے ہوئے رو رہی تھی مجھے اس پر بہت ترس آ رہا تھا ابھی میں نے بہت کچھ پوچھنا تھا اور بہت کچھ جاننا تھا کہ دروازے پر دستک ہوتی میں نے دروازہ کھولا تو حیات آیا تھا اس کے ساتھ وہ گونگا بھی تھا اور کچھ محافظ بھی تھے حیات نے ہمیں دھوکا دیا تھا وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔

ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

زندگی میں سوائے امتحان کے کچھ بھی نہ تھا ہر پل ہر لمحہ زندگی مجھ سے امتحان لے رہی تھی۔ میری ماں ذہنی مریضہ تھی میں نے اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں دیکھا تھا میں صرف اپنی ماں کو جانتا تھا ہوش میں آیا تو صرف ماں میرے سامنے تھی میرے لیے محنت کرتی راتوں کو جاگتی اور میری ذرا سی تکلیف پر بے قرار ہو جانے والی خدا ہی جانتا ہے کہ میری ماں نے کن حالات میں میری پرورش کی میں نے بھی اپنے باپ کو نہیں دیکھا ماں نے بتایا تھا کہ میں جب دو برس کا تھا تو میرا باپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میں تو اس لمحے کو کوس رہا تھا جب میں نے اخبار پر جاب کے اشتہار پر اچانک نظر ڈالی جس میں کوئی ٹھاکر صاحب کی حوبلی میں ملازمت تھی اشتہار میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ملازم کو چوبیس گھنٹے وہیں رہنا ہوگا خواہ بہت معقول بھی اور ان دنوں میرے

پاس کوئی خاص کام نہ تھا اس لیے میں اس ملازمت کے لیے تیار ہو گیا اشتہار میں کسی کا فون نمبر بھی درج تھا میں نے فون کیا تو دوسری طرف سے کسی نے کھر دری آواز میں پوچھا کون۔ میں نے بتایا آپ کا اشتہار پڑھ کر آپ کو فون کر رہا ہوں چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مجھے آواز سنائی دی۔

تم پہلے آدمی ہو جس کا فون آیا ہے اس لیے تمہارا انتخاب ہو گیا ہے کچھ بڑھے لکھے بھی ہو۔ جی جناب میں بے کام کیا ہے۔

ٹھیک ہے اب ہمارے پاس آ جاؤ کام یہاں بتایا جائے گا لیکن جانے سے پہلے ماں کو کسی ہسپتال میں داخل کروانا لازمی تھا جو کہ میں نے ایک دوست کی مدد سے کروا لیا۔ پھر بذریعہ ریل میں چل پڑا پھر ٹرین رک گئی میں نے اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور



اتر گیا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا نہ کوئی کین نہ کوئی گیٹ پلیٹ فارم کے نیچے دور دور تک جنگل پھیلا ہوا تھا یا شاید کھیت ہوں کیونکہ اندھیرا اتنا زیادہ تھا کہ کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اس آدمی نے اپنی اکھ دری آواز میں بتایا تھا کہ تمہیں لینے کے لیے حویلی میں سے گاڑی پہنچ جائے گی لیکن وہاں کوئی گاڑی نہیں تھی صرف سناٹا تھا اور پلیٹ فارم کے باہر سے جھینگروں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں میں کوئی بزدل انسان نہیں تھا لیکن اس ماحول نے مجھے واقعی پریشان کر دیا اور خوفزدہ کر دیا تھا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب یہاں سے کہاں جاؤں۔ نجانے حویلی یہاں سے کئی دور ہے میں ت اس اندھیری رات میں اس انجان مقام پر پیدل بھی نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی کوئی بندہ نہ بندے کی ذات جس سے کچھ معلوم کر سکتا سوائے انتظار کے اور کیا چارہ تھا میں نے ایک سگریٹ سلگا لیا اور کوشری کے پاس والی بیچ پر آکر بیٹھ گیا اب ایک باز پھر میری سوچیں میرے ساتھ تھیں۔ میں نے بھی کیا زندگی گزاری تھی میرا پورا نام علی حسن ہے پریشانیوں سے بھری ہوئی سسکل جدوجہد کرتی ہوئی زندگی ماں نے تعلیم دلوائی ماں اگرچہ زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھی لیکن بے پناہ بصیرت کی مالک تھی طاہرہ قناعت پسند خدا سے کبھی مایوس نہ ہو جانے والی بے شمار خوبیاں تھیں ماں میں۔ مجھے ہمیشہ سے یہ احساس رہا ہے کہ مجھے اپنی ماں کا سہارا بننا ہے بہر حال میں اس کی بوڑھی ہڈیوں میں اب اتنی طاقت نہیں کہ وہ محنت کر سکے اس لیے میرا دھیان صرف اپنی پڑھائی پر تھا زندگی میں سوائے کتابوں کے اور ماں کے اور کچھ بھی نہیں تھا اچانک کسی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا میں تقریباً الجھل ہی پڑا اور زور سے چیخ پڑا۔ ایک تو اتنی خوفناک جگہ اوپر سے رات اس آدمی نے ایک اولی چادر کی بیکل

مار رکھی تھی اس کا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا ایک چمکدار آنکھیں جو اس کی تھیں مجھ پر پڑی ہوئی تھیں۔ کون ہو تم اس نے کہا میں بہت زیادہ ڈر گیا تھا دل میں بہت سے خیال گردش کرنے لگے میں نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ ٹھاکر صاحب کی حویلی میں جانا ہے میرا اتنا کہنا تھا کہ اس نے دوڑ لگا دی میں پیچھے سے اسے آوازیں دیتا رہ گیا۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ ٹھاکر صاحب کا نام سن کر بھاگ کیوں گیا ہے اتنے میں سے کسی نے میرے نام سے مجھے بلکا میں فوراً پلٹا اور دیکھا تو ایک ڈروانی شکل کا بندہ کھڑا تھا عجیب چہرہ تھا میں یہاں نہیں کر سکتا اس کی سرخ آنکھیں جو مجھ پر جھی ہوئی تھیں بڑا سا پکڑے جیسا ناک چہرہ بھریاں سے بھر پڑا تھا کوئی عام بندہ ہوتا تو اسے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا لیکن میں نے خود کو ہوش میں رکھا چلو میرے ساتھ اس نے کہا۔ میں نے اسے پہچان لیا یہ وہی کھردری آواز والا تھا۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ تم نہیں آؤ گے میں نے کہا۔ راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اس نے بتایا اس لیے یہاں آنے میں دیر ہو گئی بس اب آ جاؤ اب دکھائی دیا کہ پلیٹ فارم کے نیچے ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی لیکن میں اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ گاڑی کی مجھے آواز نہیں آئی پلیٹ فارم سے نیچے اتر کر اس نے کہا بن ایک منٹ کے لیے رک جاؤ پدی سے تمہارا تعارف کروادوں اور یہ بہت ضروری ہے میں اس کی بات سمجھ نہیں پایا نجانے پدی سے اس کی کیا مراد ہو سکتی تھی۔ پدی آؤ یہاں اس نے گاڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ چند لمحوں کے بعد ایک دیو پیکر بلا میرے سامنے کھڑی تھی میں اسے بلا ہی کہہ سکتا تھا وہ ایک بہت بڑا جانور نما کتے جیسا اس کا منہ تھا اتنا

دو قامت جس کے بدن پر بڑے بڑے بال تھے۔ رچھ کی طرح انتہائی سیاہ رنگ جسے وہ خود بھی اس اندھیرے کا ایک حصہ ہے اس کی آنکھیں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے چراغ جل رہے ہوں وہ بیت ناک بلا میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ خدا کی پناہ کیسی بھیا نک رات تھی میری اس وقت خوف کے مارے میں کانپ رہا تھا پلیٹ فارم کے نیچے گاڑی کے پاس پدی نام کی بلانے چاروں طرف سے مجھے سوگھنا شروع کر دیا تھا اس پر اسرار آدمی نے اس بلا سے کہا تھا یہ حویلی کے مہمان ہیں ان کو اچھی طرح پہچان لو اور اس بلا نے مجھے سوگھنا شروع کر دیا ہر لمحہ ایسا لگ رہا تھا جیسے اب وہ مجھے چر بھاڑ کر رکھ دے گا میں نے اپنی زندگی میں اتنا بھیا نک اور دیو قامت بلا نہیں دیکھی تھی میں تو اس لمحے کو کوس رہا تھا جب مجھے یہاں جاب کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی پدی کی غراہٹ بھی بھیڑیے جیسی تھی وہ کچھ دیر تک مجھے سوگھتا رہا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا میرا خوف کے مارے برا حال تھا پدی نے تمہیں قبول کر لیا ہے اس نے آدمی نے کہا۔ جب یہ کسی کو قبول نہیں کرتا تو اس کو بری طرح زخمی کر دیتا ہے اب چلو گاڑی میں بیٹھ جاؤ اس وقت میں اتنا خوفزدہ تھا کہ میری ٹانگیں کانپ رہی تھیں میں نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا اور گاڑی کے قریب پہنچ کر میں نے اس بلا کو دیکھا وہ گاڑی کے پھلے دروازے سے جب لگا کر ڈرائیو کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا مجھے جھنجکتے دیکھ کر اس ڈروانے آدمی نے کہا۔ پدی اب تم سے کچھ بھی نہیں کہے گا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ مجھے وہی کرنا پڑا جو اس نے کہا تھا گاڑی چلانے والا وہی ہی پر اسرار آدمی تھا جس نے ابھی تک اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اپنا تعارف بھی نہیں کروایا تھا سفر شروع ہوا خوف سے اس بات کا بھی احساس نہیں رہا تھا کہ سفر کتنی دیر کا ہے میری

نگاہیں اس دیو پیکل بلا پر جمی ہوئی تھیں جواب بے نیاز ہو کر کھڑکی سے باہر چہانک رہا تھا گاڑی کھینوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی جاری تھی میں نے خود میں ہمت پیدا کر کے اس پر اسرار آدمی سے پوچھا۔ پلیٹ فارم پر ایک بندہ ملا تھا مجھے۔ میں نے اس کو سارا حلیہ بتایا اور ساری بات بتائی بات سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی بڑی شیطانی مسکراہٹ تھی اس کی وہ بے ضروری بدرود آخری اس کے منہ میں ہی رہ گئے میں نے پوچھا جی کیا فرمایا۔ آپ نے کچھ نہیں وہ ایک بے ضرر سا بندہ ہے وہ ہمارا نام میرا مطلب ہے ٹھاکر صاحب کا نام سن کر بھاگ گیا تم پریشان مت ہو مجھے آپس کے لہجے سے لگا کہ وہ بھوت بول رہا ہے۔ خیر اس کی بات کا یقین کرنے کے علاوہ میں کیا کر سکتا تھا مجھے اب زیادہ خوف محسوس ہو رہا تھا دل کو چین نہیں آ رہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں کسی نا دیدہ قوت کی گرفت میں جا رہا ہوں اتنے میں آبادی شروع ہو گئی یہاں روشنی ہو رہی تھی دیسے رات کی وجہ سے یہاں ہر طرف سناٹا تھا پھر گاڑی بہتر روڈ پر آ گئی اور کچھ دور چلنے کے بعد ایک حویلی کے کھیت پر آ کر رک گئی رات کی وجہ سے حویلی گرچہ پوری طرح واضح نہیں ہو سکتی تھی لیکن اتنا ضرور اندازہ ہو گیا تھا گاڑی حویلی کے پورچ میں آ کر رک گئی تھی حویلی بہت بڑی تھی ہمارے اترنے سے پہلے ہی وہ بلا گاڑی سے اتر کر ایک طرف چلا گیا دو ملازم آگے بڑھے ان میں سے ایک نے میرا سوٹ کیس اٹھالیا۔ صاحب کو ان کے کمرے میں لے جاؤ اس آدمی نے سوٹ کیس اٹھانے والے ملازم سے کہا پر مجھے سے مخاطب ہوا۔ تمہارا کھانا تمہارے کمرے میں پہنچا دیا جائے گا۔



نہیں مجھے بھوک نہیں ہے میں نے جلدی سے ان کی بات کے جواب میں کہا۔  
تمہاری مرضی۔ اور ہاں اپنے کمرے کا دروازہ رات کو بند رکھنا میں نے کہا۔

جی کیوں ایسا کیوں کہا۔  
رات کو یہاں بلائیں گھومتی ہیں نجانے اس کی اس بات کا کیا مطلب تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ وہ مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے کہنے کے مطابق دروازہ بند کر لیا وہ نہ بھی کہتا تو میں دروازہ بند کر لیتا تھا پتہ نہیں مجھے یہاں آکر بہت خوف محسوس ہو رہا تھا ایسے لگتا تھا کہ جیسے میں کسی آسیبی جال میں پھنس گیا ہوں۔ سوچتے سوچتے صبح ہوئی اور میں نہیں جانتا تھا کہ مجھ کس وقت نیند آئی تھی دروازہ پر ہونے والی دستک سے آنکھیں کھل گئیں میں نے دروازہ کھولا تو ایسا محسوس ہوا جیسے دروازے کے پیچھے سے چاند نکل آیا ہے کیا خوب صورت چہرہ تھا کسی حسین لڑکی جی جس کے چہرے کی معصومیت نے اس کے حسن میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا وہ دروازے کے درمیان میں آکھڑی ہوئی اور میری طرف دیکھ کر بولی۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو یہاں سے بھاگ جاؤ یہ کہتے ہی وہ بھاگ گئی اور میں اس کی بات سن کر پریشان ہو گیا اور ڈر بھی گیا میں نے اس لڑکے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا اور سوچتا ہوا میں کمرے آ گیا۔ اتنے میں حویلی کا ایک ملازم ناشتہ لے کر آ گیا تمہارا نام کیا ہے میں نے اس سے پوچھا۔

صاحب جی حیات۔  
اچھا حیات ہے بتاؤ ابھی جوتلڑکی گئی ہے وہ کون ہے۔ میں نے اس سے پوچھا۔  
صاحب جی وہ تھا کہ صاحب کی بیٹی ہے اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے اس حویلی کی مالکن ہے وہ تو مجھے اندازہ ہو گیا تھا یہ ملازم ہی ہو سکتی ہے

میں نے کہا۔

میں یہاں تو آ گیا ہوں لیکن مجھے یہاں کے بارے میں بتاؤ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے کہ مجھے یہاں کیا کرنا ہے۔

یہ حویلی تھا کہ صاحب کی ہے میان تالاش ان کا نام ہے اس پورے علاقے کے مالک ہیں آپ انہیں کی ملازمت کے لیے آئے ہیں کس کام کے لیے آئے ہیں یہ میں نہیں جانتا۔ یہ سب منیجر صاحب بتا سکتے ہیں میں نے کہا۔

تمہارے منیجر کب آئیں گے۔  
منیجر صاحب شام کو آئیں گے سوال یہ ہے کہ شام تک میں کیا کروں گا۔

حویلی دیکھیں صاحب جی یہاں بہت کچھ ہے ایک ایسا کمرہ بھی ہے جس میں کتابیں بھری ہوئی ہیں ایک کمرے میں تھا کہ صاحب کے خاندان کی یادگار ہیں آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے آپ سب جگہ جا سکتے ہیں سوائے زنان خانے کے اور ایک تہہ خانے میں تہہ خانے میں تو بھول کر بھی نہ جائیے گا۔

حیات صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
کیوں تہہ خانے میں کیا ایسا ہے میں نے پوچھا

پتہ نہیں صاحب یہ تھا کہ صاحب کا حکم ہے ناشتہ سے فارغ ہو کر میں نے یہ سوچا کہ حویلی کا چکر لگایا جائے اب تو یہاں ہی رہنا ہے اس لیے اس مقام سے جتنی جلدی ہو سکے واقفیت ہو جانی چاہیے میرے لیے یہی بہتر ہے۔ وہ حویلی میرے اندازے سے کہیں زیادہ بڑی تھی نجانے کتنے حصے تھے ان گنت کمرے والان صحن غلام گردشیں صحراؤں والے راستے اور ایک کمرہ واقعی لا بریری کا تھا کہ کہا اچھا خاصا ہال تھا جس کی دیواروں پر منظر نگاری ہوئی تھی اور الماریوں میں کتابیں بھری ہوئی تھیں ان پر باقاعدہ اس طرح نمبر لکھے ہوئے

تھے جس طرح لا بریری میں لگائے جاتے ہیں میں جہاں بھی گیا کسی نے مداخلت نہیں کی ملازم سامنے آتے بھی تو ادب سے ایک طرف ہٹ جاتے تھے اس بدی بلا کا خوف تھا لیکن وہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا میں نے پرانارخ ایک الماری کی طرف کر لیا اس الماری میں مشہور مصنف کی کتابیں تھیں میں نے ایک کتاب اٹھائی کتاب اٹھاتے ہی ایک آواز آئی اور وہ الماری جس سے کتاب اٹھائی تھی وہ ایک سائڈ ہوئی ہوئی ایک دروازہ ظاہر ہو گیا۔ میں حیران رہ گیا میں نے غور سے اس دروازے کو دیکھا میرا تجسس سے سرا بھرا اور میں دیکھنے لگا کہ اس دروازے کے پیچھے کیا ہے۔ ابھی میں دروازے کو ہاتھ لگانے ہی والا تھا کہ ایک آدمی میرے سامنے آکھڑا ہوا وہ بہت ہی بھیا تک تھا اتنی مضبوط بدن سیاہ رنگت چھوٹی آنکھیں اور گھٹا ہوا سر اسے دیکھتے ہی سے خوف محسوس ہو رہا تھا اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔ ایں۔ ایں۔ آں اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ گونگا تھا بول نہیں سکتا تھا اس لیے اشاروں کی زبان میں دریافت کر رہا تھا کہ میں کون ہوں اور کیا اس سے آیا ہوں اب ایک نئی مصیبت سامنے آگئی تھی۔ میں نے اپنے طور پر اشاروں ہی کی مدد سے اسے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ میں کون ہوں اور یہاں کیوں آیا ہوں لیکن اس نے مجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اچانک اس گونگے سے میرا گریبان پکڑا اور مجھ کو ناشتہ شروع کر دیا میں نے خدا کو اس کی گرفت سے چھڑانے کے لیے اس کے چہرے پر ایک گھونسا رسید کر دیا اس نے جواب میں کسی ماہر مسر کی طرح میرے چہرے پر ایسا پیچ مارا کہ میں زوارے لگا کر گر پڑا اور میرا ذہن اندھروں میں ڈوبا چلا گیا۔ کسی سیٹی کی تیز آواز ایسا شور جیسے لوگ مار رہے ہوں مجھے آ رہی تھی نہیں نہ کوئی اور آواز اس میں سے آنکھیں کھول کر دیکھا کچھ لوگ میرے

ارد گرد کھڑے تھے اور میں ایک بستر پر تھا آہستہ آہستہ چہرے واضح ہونے لگے یہ سب حویلی کے ملازمین تھے ان کے درمیان منیجر بھی تھا جو مجھے اسٹیشن سے یہاں تک لایا تھا اس وقت میں خود کو تماشا محسوس کر رہا تھا یہ کیا ہو رہا ہے یہاں۔ میں نے پوچھا اس آدمی نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا مجھے یہاں کس قسم کی ملازمت دی گئی ہے میں نے سید سارے سوالات ایک ہی ساتھ پوچھے۔

سب ٹھیک ہے پریشان نہ ہو منیجر نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا وہ گونگا تھا کہ صاحب کا محافظ ہے اور ان کی خفیہ جگہ کا بھی تم نے ایک خفیہ تہہ خانہ کھولا جس کی اجازت نہیں تھی اور تم تھے بھی نئے گونگے تھے نہیں اجنبی سمجھا تھا اسے سمجھا دیا گیا ہے اور تم دوبارہ اس جگہ پر نہیں جانا۔

لیکن یہاں میرا کام کیا ہے میں نے پوچھا۔  
یہ تم کو کھانا کرنا تالاش صاحب بتائیں گے۔  
کب ہوگی ان سے ملاقات۔ میں نے پوچھا۔  
ابھی تم میرے ساتھ چلو گے میں نے جلدی جلدی اپنا حلیہ درست کیا اب میں اس شخصیت سے ملنے جا رہا تھا جس کی یہ حویلی تھی اور جس نے مجھے ملازم رکھا تھا۔ منیجر آگے آگے چل رہا تھا میں اس کے پیچھے تھا کی کمروں اور دالانوں سے گزرنے کے بعد ہال میں آگئے یہ بہت بڑا ہال تھا قدیم طرز کے شان دار فرنیچر سے سجا ہوا ایک دیوار کے ساتھ ایک تخت بچھا ہوا تھا جس پر سفید چادر اور گاؤں کے گائے ہوئے تھے تھا کہ صاحب اس تخت پر بیٹھے ہوئے تھے سفید کرتہ شلوار میں ان کی شخصیت بہت شان دار دکھائی دے رہی تھی سرخ و سفید رنگت چڑھی ہوئی مونچھیں اور بڑی بڑی آنکھیں لیکن ایک بات ان کی آنکھیں میں ایک عجیب رنگ تھا جو پیلا لکڑا تھا جو کے اس خوبصورت لڑکی اور حیات کے علاوہ ہر ایک



کی آنکھیں میں تھا اور سب ملازموں اور میجر کی شکل بڑی عجیب تھی آخر کار ان کی آنکھوں کا کھراپا کیوں تھا۔ مجھے یہ حویلی بڑی ہی پراسرار لگ رہی تھی میں خود کو ایک خول میں بند ہوتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ میں نے ادب سے ٹھاکر صاحب کو سلام کیا جو مجھے بہت ہی دلچسپی اور تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

بیٹھ جاؤ اس نے کچھ دیر بعد سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا میں ان کا شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا۔ نام کیا تمہارا ٹھکانے پوچھا۔ علی حسن میں نے بتایا۔

تعلیم اور تجربہ کے بارے میں بتاؤ۔ انہوں نے اپنی گردن ہلائی میں نے تمہارا انتخاب کر لیا ہے بہت بہت شکریہ جناب میجر تمہیں کام سمجھا دے گا اور ایک بات یاد رکھنا تمہارا یہاں رہنا مشکل بھی ہوگا اور آسان بھی اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم اسے مشکل بناتے ہو یا آسان ٹھاکر صاحب نے کہا اور ہاں ایک بات یاد رکھنا بھی اس تہہ خانے کی طرف بھول کر بھی جانے کی کوشش نہ کرنا ورنہ آخری غلطی کی بھی تم نے اس طرف جانے کی دوبارہ اس طرف نہ جانا اب تم جاسکتے ہو میں کرسی سے کھڑا ہوا تو اسی وقت وہ لڑکی وہاں آگئی جس کا دامنی توازن ٹھیک نہیں تھا اس وقت اس نے پھول والی فراک پہنی ہوئی تھی اور وہ خود ایک پھول لگ رہی تھی جس نے میرے سامنے آکر الٹی سیدھی بات کی تھیں۔

باباجان اس نے میری طرف دھیان میں دیا تھا وہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ میں پاگل ہوں بابا آپ ان لوگوں سے کہیں گے نہیں کہ میں پاگل نہیں ہوں۔

بابا بیٹا بلکہ میں ان کو سزا بھی دوں گا تم باہر کیوں آگئیں۔ باباجان میں تو ہر وقت اندر ہی تو رہتی ہوں

اچھا بیٹا اس وقت جاؤ شاباش وہ چلی گئی اسنے جاتے ہوئے بھی میری طرف نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ ٹھاکر صاحب کے چہرے پر دکھ کے تاثرات تھے۔

علی میاں صاحب مجھ سے مخاطب ہوئے اگر یہ لڑکی تم سے بھی بھی الٹی سیدھی بات کرے تو اسکا خیال مت کرنا۔

جی ٹھاکر صاحب بس میری زندگی میں یہی دکھ ہے میں اپنے کمرے میں چل دیا اور ان لوگوں کے بارے میں سوچنے لگا کیسا عجیب خاندان ہے اور پراسرار بھی۔

صاحب ایک بات کہوں۔ حیات نے میرے لیے چائے انڈیلنے جوئے کہا۔

ہاں کہو۔ آپ یہاں سے چلے جائیں تو اچھا ہے اس نے کہا۔ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے۔

کیوں۔ ایسی کیا خاص بات ہے میں نے پوچھا

آپ ان لوگوں کو نہیں جانتے میں دو سال سے یہاں رہ رہا ہوں لیکن ٹھاکر صاحب تو بہت معقول آدمی دکھائی دیتے تھے میں نے حیات کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

جی صرف دکھائی دیتے ہیں ورنہ وہ تو بہت ہی ظال۔ ظال۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو میجر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ حیات کی بات ابھی منہ میں ہی تھی وہ میں صاحب کو چائے دینے آیا تھا حیات نے جلدی سے کہا اور باہر نکل گیا۔

علی تم کو ٹھاکر صاحب نے کام کے بارے میں بتایا۔ نہیں انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ساری باتیں آپ سے معلوم کرنی ہیں۔ لیکن مجھے ایک بات پر حیرانگی ہو رہی تھی کہ میجر نے

اس وقت ٹھاکر صاحب کی باتیں سنیں تھیں پھر وہ مجھ سے کیوں پوچھ رہا تھا۔ خیر تم نے غلطی کو دیکھا۔ ٹھاکر صاحب کی چھوٹی بیٹی۔ میجر نے پوچھا۔ جی ہاں شاید آپ ان کی بات کر رہے ہیں جو پاگل ہیں

ہاں میں انہی کی بات کر رہا ہوں تمہارا یہ کام ہے کہ تم نے ان کی دیکھ بھال کرنی ہے کیونکہ وہ ایک حادثے کی شکار ہوئی تھیں اور اس حادثے کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

آپ ان کو کسی اچھے سے ڈاکٹر سے چیک کرواتے یا پھر کوئی نرس گھر میں ہی رکھ لیتے میں نے میجر کو مشورہ دیا۔ میری بات سن کر اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری یہ سب کچھ کر لیا ہے لیکن کچھ فرق نہیں پڑا ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے اس کو گھر رکھا جائے اور اس کے ساتھ کسی مرد وجود دیکھنے میں خوبصورت ہو اس کو اسٹیج کر دیں کیونکہ اس کے ساتھ حادثہ کی کچھ ایسا ہوا ہے میجر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا

کیا میں اس حادثے کے بارے میں پوچھ سکتا ہوں میں نے کہا بالکل نہیں۔ میں نے پہلے ہی تمہیں کہا تھا کہ تم اس بارے میں کچھ نہیں پوچھ سکتے۔ میں جواب میں کچھ نہ بولا۔

رات کے اندھیرے میں جنم لینے والے بہت سے حادثات اپنا نشان نہیں چھوڑتے میجر نے میری خاموشی کو دیکھ کر کہا۔ بہت گہری بات کہہ دی تھی اس نے۔

اب مجھے کیا کرنا ہوگا۔ میں نے پوچھا۔ تمہیں اس کا خیال رکھنا ہے اور اس کے علاوہ تم رات کو ڈیوری لو گے۔ کس چیز کی ڈیوری میں نے پوچھا۔

ایک بیک کی۔

بیک میں کیا ہے۔ میں نے پوچھا۔

کچھ ضروری سامان ہے ٹھاکر صاحب کے بیٹوں کے لیے میجر نے مختصر سا جواب دیا۔

یہ تو کام بہت آسان ہے کوئی بھی کر سکتا ہے۔

نہیں یہ کام تم ہی کرو گے۔ اس نے کہا تو میں

چپ سا رہ گیا۔ تمہیں اس کی معقول تنخواہ دی جائے گی۔ تین ہزار ملیں گے۔

تنخواہ معقول تھی کام بھی آسان تھا میں نے

حالی بھر لی بے شک یہ جگہ بہت ڈراؤنی تھی

اور پراسرار بھی یعنی آسب زدہ لگتی تھی لیکن میں نے

صرف اس لڑکی کی وجہ سے یہ حامی بھر لی۔

میں نے ایسا منظر پہلے بھی نہیں دیکھا تھا کچھ

لوگ تھے جو پاگلوں کی طرح روتے اور شور کرتے

ہوئے ایک طرف ڈورے جارہے تھے اس بستی کے

کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے میں اس حویلی

سے باہر کے لیے نکلتا تھا بس یوں ہی صرف یہ دیکھنے

کے لیے کہ حویلی کے ارد گرد کیا ہے کسے لوگ ہیں

کیسا ماحول ہے کہ میں نے اس طرح کی افرا تفری

دیکھی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہوا ہے میں نے

ایک بوڑھے کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑا تھا۔ میں

صورت حال معلوم کرنے کے لیے اس کے پاس

گیا۔ اور اس سے مخاطب ہوا۔

بابا کیا بات ہے کیا ہوا ہے یہاں۔ بابا نے

اپنی دھندلی آنکھوں سے میری طرف دیکھا پھر

پوچھا کہ تم یہاں نئے آئے ہو۔

جی ہاں بابا بالکل نیا ہوں اس لیے مجھے کچھ بھی

معلوم نہیں ہے۔

آج پھر بستی کی ایک لڑکے اور لڑکی کو اٹھا کر

لے گئے ہیں بابا نے بتایا۔ یہ اس کے ماں باپ ہیں

جو بے چارے فریاد کرتے پھر رہے ہیں۔

کون اٹھا کر لے گئے ہیں۔



کیا معلوم کون کم بخت ہیں رات کو ہر ہفتے لڑکی اور لڑکے کو اٹھا کر لے جاتا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ بابا نے پریشانی سے کہا۔

کیا بعد میں لڑکی اور لڑکے کا پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ میں نے پوچھا۔

نہیں۔ اس بے چاری کا کوئی پتہ نہیں چلتا بیٹا سب کہتے ہیں آئینی چکر ہے بوڑھے نے کہا۔

کیا پولیس میں رپورٹ نہیں ہوتی۔ میں نے اس کی آسب والی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا

پولیس بھی کیا کر سکتی ہے بس حوصلہ دے دیتے ہیں لیکن سنا ہے کہ آج ایک نیا انکپٹر آیا ہے۔

تو اب اس لڑکے اور لڑکی کے والدین کیا کریں گے میں نے پوچھا بیچارے ٹھاکر صاحب

کے پاس جا کر فریاد کریں گے اس کے علاوہ کربھی کیا سکتے ہیں۔ بوڑھے نے اسی پریشانی کے انداز میں کہا۔

تو کیا وہ سب اس وقت ٹھاکر کے پاس گئے ہیں۔ میں نے پوچھا۔

ہاں۔ میں یہ سب دیکھنے کے لیے حویلی واپس آ گیا یہاں واقعی بہت سے لوگ تھے اس میں

بد نصیب لڑکی کے ماں باپ اور لڑکے کے بھی ماں باپ اور رشتے دار بھی تھے ٹھاکر صاحب ایک کرسی

پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے لوگ زور زور فریاد گزر رہے تھے میں بھی ایک طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔

ٹھاکر صاحب نے اپنی گردن اٹھا کر ان لوگوں کو دیکھا اور دھیرے سے بولے۔ ان کی آواز میں دکھ

بھرا ہوا تھا۔

میرے بچو تم بتاؤ یہ بوڑھا تمہارے لیے کیا کر سکتا ہے خدا جانے کون ان کو اٹھا کر لے

جاتا ہے۔

ٹھاکر صاحب ہماری عزت چلی گئی لڑکی کا

باپ رور رہا تھا وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے ٹھاکر صاحب اگر اس کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا لڑکے کے باپ

نے کہا۔ مجھے احساس ہے دیو ٹھاکر صاحب نے کہا۔ میں بھی ایک باپ ہوں میں جانتا ہوں کہ اس

وقت تم پر کیا گزر رہی ہے اب بتاؤ میں کیا کرو پہلے بھی پولیس کو بتا چکا ہوں لیکن پولیس نے کچھ بھی نہیں

کیا پولیس بھی کچھ نہیں کرے گی ٹھاکر نے کہا۔

سر ایک نیا آفسر آیا ہے کہتے ہیں کہ وہ بہت بہادر ہے ایک سچائی کا ساتھ دینے والا ہے ابھی وہ

بوڑھا بتائی رہا تھا کہ اتنے میں ایک ملازم آیا اور بولا ٹھاکر صاحب باہر کوئی انکپٹر آیا ہے وہ آپ سے

ملنا چاہتا ہے اسے اندر بھیج دو ٹھاکر نے کہا میں نے دیکھا انکپٹر بہت ہنڈم تھا اور چوڑی پاؤں اس کے

اوپر پینٹ شوز پہنی ہوئی تھی بہت اچھا لگ رہا تھا اس نے آتے ہی سب کو سلام کیا جی میرا نام انکپٹر

اسد ہے اور میں آپ کے گاؤں کا نیا انکپٹر ہوں اور جو لڑکا اور لڑکی غائب ہوئے ہیں ان کے سلسلے میں

بات کرنا چاہتا ہوں میں اتنی بات سن کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ یہاں ایک آدمی میرے

انتظار میں تھا وہ اس حویلی کا چھوٹا مالک تھا اصغر ٹھاکر صاحب کا بیٹا۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا

تفیدی نگاہوں سے میرا جائزہ لے رہا تھا پھر اس نے درشت بھرے لہجے میں کہا۔ میں یہاں اس لیے

آیا کہ تم کو سمجھا دوں کہ تم ان سارے معاملات میں دلچسپی مت لو کون اغوا ہو رہا ہے کس کے ساتھ کیا

ہو رہا ہے یہ سب تمہارا دوسر نہیں ہے۔

سمجھ گیا۔ لیکن میزے کان تو کھلے ہوتے ہیں جو میرے کانوں تک آوازیں آتی ہیں وہ تو میں سن

ہی لوں گا اس کی آنکھوں کا رنگ دیکھ ہی تھا بس یہیں تک رہنا اور جس کام کے لیے رکھا گیا ہے وہ

کام ہی کرنا ہے اس نے کہا اور مجھے ٹھوڑا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا ایک بار میرا دل چاہا کہ میں اسکی

ملازمت ہر لعنت بھیج کر یہاں سے واپس چلا جاؤں لیکن تنخواہ معقول تھی اور دوسری بات یہ تھی کہ وہ لڑکی

عظمیٰ مجھے چھی لگی تھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ اسے کام کی ابتدا کس طرح کروں کیا اسے میرے سامنے

لایا جائے گا یا مجھے اس کے سامنے لے جائیں گے یا میرا کوئی تعارف کروائے گا اور ڈیوری کس وقت

لینے ہوگی۔ پتہ نہیں کیا ہوگا ویسے یہ بات درست تھی کہ اس حویلی کے معاملات بہت پر اسرار اور ابھٹے

ہوئے تھے میں ابھی یہ سب سوچ رہا تھا کہ عظمیٰ کمرے میں آگئی اس وقت اس کے چہرے پر

سنجیدگی تھی یعنی خاموشی کی صورت میں وہ بالکل ٹھیک دکھائی دے رہی تھی میں نے اس کی آنکھوں

میں دیکھا اس کی آنکھوں کا رنگ اپنے باپ یا بھائی کی طرح نہ تھا عام نارل انسان کی طرح تھا۔ اس کی

آنکھوں میں بہت کشش تھی

تمہاری آنکھوں کو دیکھ کر یہ یقین ہوا ہے بدن کے سارے حوالے آنکھوں میں آگئے ہیں

کون ہو تم ابھی تک یہاں سے بھاگے نہیں ہو میں نے تم سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔

میں یہاں نوکری کرنے آیا ہوں اور آپ کا خیال رکھنے کے لیے۔

کیا بکو اس ہے وہ اچانک بھری تمہارے جیسے چار پہلے بھی یہاں آچکے ہیں اور کوئی بھی زندہ

واپس نہیں گیا ہے میں یہ سن کر شٹا سا گیا۔ اس نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔

سنو۔ اس نے مجھے مخاطب کیا تم چاہے جو بھی ہو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنا کام جاری رکھو اور

ان کا ہر حکم مانو یہ میں تمہیں مشورہ دے رہی ہوں ورنہ۔ اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی اور

کمرے سے باہر نکل گئی۔ میں دروازے کی طرف دیکھتا رہ گیا۔ اور میں بہت ڈر گیا تھا مجھے ہر کردار

ایک دوسرے سے بڑا کر پر اسرار بت سے بھرا پڑا ملا

میں حیات کی طرف دیکھ رہا تھا جو میرے کمرے کی صفائی کے لیے آیا تھا وہ بھی میری طرف اس طرح دیکھ لیتا جیسے مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہو جبکہ میں

بھی اس سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا سننا چاہتا تھا بالآخر جب اس سے صبر نہیں ہو سکا تو وہ میرے پاس

آکر بولا۔

صاحب آپ یہاں سے چلے جائیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ میں نے کہا۔

مجھے یہاں سے جانا ہی ہے میں یہاں رہنے کے لیے نہیں آیا ہوں بس کچھ ابھٹیں سی ہیں وہ دور

ہو جائیں تو اچھا ہے۔

آپ کن چکروں میں پھنسے ہیں صاحب تم بتاؤ اس حویلی میں مجھ سے پہلے بھی کچھ

لوگ کام کرنے آچکے ہیں۔ میری اس بات پر اس نے حیران ہو کر میری طرف دیکھا۔ آپ کو کیسے

معلوم ہے۔ تم میری بات کا جواب دو۔

جی صاحب۔ اس نے گہری سانس لے کر کمرے میں چار پہلے بھی آئے تھے لیکن بے چارے پتہ

نہیں کہاں چلے گئے ہیں ان کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا ہے لیکن عظمیٰ نے کہا ہے کہ اگر اپنی خیریت چاہتے

ہو تو اپنا کام جاری رکھو۔

پتہ نہیں صاحب کیا بعید ہے آپ کا یہاں رکتا ٹھیک نہیں ہے حیات نے کہا۔

کیوں میں نے پوچھا۔

بس صاحب ٹھیک نہیں ہے میں اس کے بارے میں آپ کو کچھ زیادہ نہیں بتا سکتا حیات نے

ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا یہ بتاؤ ان لڑکی اور لڑکے کے بارے میں کچھ جانتے ہو کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے وہ کدھر جاتے ہیں۔

نہیں صاحب۔ حیات نے کہا مجھے حیات کے لہجے میں سے لگا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔



لگتا ہے مجھے پولیس اسٹیشن جانا ہوگا۔

وہ کیوں صاحب۔ اس نے گہری نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے کچھ کام ہے وہاں میں نے مختصر جواب

دیا۔

ٹھیک ہے آپ کو ڈرائیور چھوڑ آئے گا میں اسے کہہ دیتا ہوں۔

پولیس اسٹیشن کی عمارت ٹھیک ہی تھی میں اندر داخل ہوا تو سامنے حوالدار اپنے کام میں مصروف تھا مجھے دیکھ کر اس نے بیٹھے کا اشارہ کیا مجھے انسپٹر اسد صاحب سے ملنا ہے میں نے اس کو اپنی طرح سوالیہ نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

خیریت آپ کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں اس نے پوچھا۔ لیکن اسکا لہجہ بہت ہی اچھا تھا۔

جی اس لڑکی اور لڑکے کے کیس کے سلسلے میں

آپ آفس میں چلے جائیں۔

میں آفس چلا گیا انسپٹر اسد فائل کو بغور دیکھ رہے تھے مجھے دیکھتے ہی انہوں نے فائل کو ایک طرف رکھ دیا سلام دعا کے بولے بیٹھ جائیں میں ان کے سامنے ہی بیٹھ گیا جی میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں انہوں نے خوش دلی سے کہا۔

سر میں لڑکے اور لڑکی کے غائب ہونے کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں آپ نے اس پر کتنا کام کیا ہے میں اصل بات کی طرف آیا۔

میں نے آپ کو ٹھاکر کی حویلی میں دیکھا تھا اور جہاں تک کیس کی بات ہے میں نے سارے حالات کا جائزہ لیا ہے اور نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یہ کوئی برسرِ اربیت سے بھرا کیس ہے میں نے اپنے آدمی جتنی کے ہر کوئے پر کھڑے کئے ہیں اور جو پہلے والا انسپٹر تھا اس کے مطابق کوئی آدمی آتا جاتا نہیں

دیکھا لیکن مجھے اس کی بات پر شک ہے اس لیے میں نے نئے سرے سے سب کام شروع کر رہا ہوں انسپٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ٹھاکر کے تم کیا لگتے ہو اسد آپ سے تم پر آگیا۔

جی میں ان کے پاس کام کرتا ہوں میں نے مختصر سا جواب دیا آپ سوچتے ہوں گے اس کیس کے بارے میں۔ اور آپ مجھے میرے نام سے پکار سکتے ہیں۔

جی شکریہ میں نے کہا۔ اور ساتھ ہی کہا میرے خیال میں اس کیس کا تعلق حویلی سے ہو سکتا ہے میں نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔

تم یہ بات کس انداز سے کہہ رہے ہو اسد نے پوچھا۔ اور میں نے شروع سے لے کر آخر تک تمام بات کہہ دی۔ انہوں نے میری باتوں کو بہت ہی غور سے سنا۔

تمہاری بات سے بہت شکوک ہیں لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ٹھاکر صاحب اس معاملے میں ہوں اور کیا تم نے دوبارہ تمہارے خانے میں جانے کی کوشش کی ہے۔

نہیں۔ ایک تو وہاں پہرہ بہت سخت لگا ہوتا ہے اور دوسرا وہاں جانے سے روکا گیا ہے میں نے بتایا اور وہ ڈیواری میں کیا ہو سکتا ہے اور کیا تم نے ابھی تک کوئی ڈیواری تم لی ہے۔ اسد نے پوچھا۔

نہیں سرا بھی تک میں نے کوئی ڈیواری نہیں لی ہے میرا مشورہ ہے کہ تم پتہ لگاؤ کہ تمہارے خانے میں کیا ہے اور ڈیواری میں کیا ہوتا ہے اسد نے کہا۔

اوکے میں کوشش کروں گا مجھے اجازت دیں کافی دیر ہوگئی ہے میں چلتا ہوں میں نے اٹھتے ہوئے کہا اور اسد سے سلام دعا کرنے کے بعد میں واپس چلا آیا۔

آج تمہیں ڈیواری لیے جانا ہے ابھی نکل جاؤ ڈرائیور کے ساتھ یہ بیگ دے کے ڈیواری بنی ہے ڈرائیور تم کو مطلوبہ جگہ پر لے جائے گا منیجر نے بیگ میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ میں چپ چاپ جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ہمارا سفر شروع ہو گیا بستی ہوگئی اس کے بعد کھیتوں کے سلسلے تھے جو نہ جانے کہاں تک پھیلے ہوئے تھے بہت دیر بعد جب رک گئی یہاں بھی ایک مکان بنا ہوا تھا میدانوں اور کھیتوں کے درمیان یہ ایک اجڑا ہوا اور بری حالت والا مکان تھا۔ آپ اندر جا سکتے ہیں ڈرائیور نے کہا میں گاڑی سے اتر کر مکان کے دروازے کی طرف بڑھا اور جا کر دستک دے دی۔

جواب میں ایک بھاری بھر آواز سنائی دی اندر آ جاؤ۔ میں اندر چلا گیا جیسی حالت باہر مکان کی تھی ایسی کی کمرے کی سامنے کرسی پر ایک سیاہ فام بیٹھا ہوا تھا بیگ لے کر آئے ہو اس فام نے اپنی بھاری آواز میں پوچھا جی لے کر آیا ہوں۔ میں نے جواب دیا مجھے دو اور وہ بیگ اٹھا لو میں نے بیگ اس کو دیا جو اس نے فوراً پکڑ لیا فوراً پکڑنے کی وجہ سے بیگ کھل گیا اور اس میں بڑے بڑے ٹوٹوں والی گڈیاں نیچے گر پڑیں میں بڑا حیران ہوا سیاہ فام نے فوراً وہ گڈیاں واپس رکھی اور گرجدار آواز میں کہا جو کام کرنے آئے ہو کر ذخیرہ بیگ کی طرف زیادہ ایک درمیانے سائز کا بیگ تھا اور وزن بہت بھاری تھا خیر میں نے بیگ اٹھا کر گاڑی میں رکھا اور واپس حویلی کی طرف چل دیا لیکن میں حیران تھا کہ پیسے کم از کم پچاس لاکھ کے قریب تھے اور اس بیگ میں اتنی خاص کیا چیز تھی کہ جو پچاس لاکھ تھی بے توجہ میرا دل کیا کہ کھول کر دیکھ لوں لیکن ڈرائیور کے ساتھ تھا اس لیے یہ سب نہ کر سکا میں نے حویلی میں منیجر کو بے چینی سے ٹھٹھلے ہوئے دیکھا گاڑی کو آتے دیکھ کر اس کو کچھ چین آیا اور وہ بیگ فوراً لے

لیا اور بھاگ کر وہ لاٹبریری والے کمرے میں چلا گیا۔ میں نے اس کا پیچھا کرنے کا ارادہ کیا نہ جانے کتنے سوالات میرے ذہن میں گردش کرنے لگے تھے خیر منیجر کے پیچھے کھڑا تھا منیجر نے وہ کتاب ہلائی اور الماری ایک سائیز پر ہوگئی اور منیجر سامنے والے دروازے سے تمہارے خانے میں داخل ہو گیا اور الماری اپنی جگہ پر واپس آگئی اب میں سوچ رہا تھا کہ جاؤں یا نہ جاؤں پھر میں نے یہ راز کھولنے کا ارادہ کر لیا میں نے کتاب ہلائی اور الماری ہٹ گئی میں نے آہستہ سے دروازہ کھولا نیچے بہت زیادہ سیڑھیاں تھیں جو کہ ایک دروازے پر ختم ہوتی تھی میں نے وہ دروازہ کھولا لیکن دل بہت زیادہ ڈر رہا تھا۔ خوف سے میرا برا حال تھا جیسے ہی دروازہ کھولا تو میرے ہوش اڑ گئے منیجر بیگ کھول رہا تھا ٹھاکر صاحب کا بیٹا بیٹھا ہوا تھا اور منیجر نے بیگ سے گوشت کا ٹکڑا نکالا انسانی گوشت کا اور ٹھاکر کے سامنے رکھ دیا جیسے وہ ایسے کھانے لگے جیسے بچپن سے بھوکے ہوں میں اب وہاں سے واپس جانے کا سوچ رہا تھا کہ پدی سامنے آگیا اور میرے اوپر چھلانگ لگا دی میرا پہلے ہی خوف سے برا حال تھا۔ اوپر سے پدی اس نے مجھے بری طرح سے کاٹنا شروع کر دیا۔ اور مجھے بری طرح زخمی کر دیا۔ میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو خود کو ایک کمرے میں پایا یہاں ہر طرف تاریکی کا راج تھا مجھ میں ہلنے کی ہمت نہ تھی میں نے کوشش کی زخم اتنے زیادہ تھے اور اس وقت اتنے دکھ رہے تھے کہ بتا نہیں سکتا۔ پھر میری آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو دیکھا کہ کمرے کی حالت بہت بری تھی اور کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو کہ بند تھا مجھ میں ہلنے کی سکت نہ تھی۔ اس وقت میرے دماغ میں کئی باتیں گردش کر رہی تھیں ایک تو یہ پتہ لگ گیا تھا کہ ٹھاکر صاحب منیجر اور ٹھاکر کا بیٹا آدم خور تھے



اور انہوں نے مجھے پکڑا لیا ہے اور میرا حشر بھی وہی ہونے والا ہے جو اس سے پہلے لوگوں کا ہوا تھا۔ مجھے اس لمحہ امی بہت یاد آنے لگی تھی اتنے میں دروازہ کھولنے کی آواز سنی مجھے لگا کہ میرا آخری وقت آگیا ہے میرا سانس خشک ہو گیا لیکن دروازے پر حیات کھڑا تھا ٹاکڑو کا ملازم جو میرا بہرہ ہو گیا تھا اور وہ اکیلا نہیں تھا اس کے پاس عظمی تھی۔ ایک بار پھر میرے لیے حیرتوں کا سفر شروع ہو گیا تھا ہم ایک گھر میں تھے یہاں مجھے بہت خاموشی سے لاگیا تھا اس کمرے میں میرے سامنے عظمی اور حیات بھی تھے دونوں مجھے اس تہہ خانے سے اس مکان بڑی ہوشیاری سے نکال لائے تھے وہ چھوٹا سا گھر حیات کا تھا وہ مجھے اپنے گھر آیا تھا عظمی نے مجھے تہہ خانے میں جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اس نے میرے زخموں پر ٹی لگا دی تھی سب یہ سمجھتے تھے کہ میرا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے جبکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے میں شروع سے اپنے ہوش میں رہی ہوں میں نے یہ بہرہ اپنے باپ ٹاکڑو کے ظلم کی وجہ سے اختیار کیا ہے وہ بہت خطرناک آدمی ہے بہت ہی بے رحم اور انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی آدم خور اور میرا بھائی بھی اس کہانی کی ابتدا اس وقت ہوئی تھی جب انہوں نے اس آدمی کو مار کر کھالیا تھا جس سے میں نے محبت کی تھی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ بابا اور بھائی نے اس کو مارا ہے میرے سامنے اس کے ٹکڑے کئے گئے اور ان کو بھون کر کھالیا گیا میں یہ سب برداشت نہ کر سکی اور اس صدمے سے بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش میں آئی تو خود کو میں نے پاگل ظاہر کیا بابا کو بھی یقین آ گیا کہ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی اس لیے انہیں اطمینان ہو گیا میں بھی چپ چاپ زندگی گزارنے لگی۔

سمجھ گیا تم اپنے باپ اور بھائی کے بارے میں کسی کو بتانا نہیں چاہتی تھی ہاں کیونکہ میرے پاس

اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا عظمی نے کہا۔ میرے اس راز سے صرف حیات واقف تو اس نے حیات کی طرف اشارہ کیا۔ پھر بابا نے میرے لیے دو تین لڑکوں کو بھیج کر رکھا تاکہ وہ مجھے پسند کر لیں اور مجھ سے شادی کر لیں لیکن میں نے سب کو حقیقت بتادی سب کو یہاں سے بھاگنے کو کہا لیکن افسوس پتہ نہیں ڈیڈی کس طرح پتہ چل گیا کہ وہ لڑکے بابا کے راز سے واقف ہو گئے ہیں تو بابا نے انہیں ختم کر دیا۔

میں تو یہاں آکر پھنس گیا ہوں اب میں کیا کروں میں نے کہا۔

ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اب تم نے کیا کرنا ہے پتہ چلتے ہو واپس جانا چاہتے ہو یا مرنے چاہتے ہو۔ عظمی نے کہا۔

تم اب کیا کرو گی۔ میں نے سوال کیا۔

میں یہاں ہر روز قتل دیکھ کر تنگ آتی ہوں میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔ یہ جگہ یہ حویلی چھوڑنا چاہتی ہوں چارہ ہی ہوں یہاں سے۔

کہاں جاؤ گی تمہارے ساتھ۔ عظمی نے بہت اطمینان سے جواب دیا۔ ہاں اگر تم اپنے ساتھ مجھے رکھ سکو تو اور تم میں اتنی ہمت ہو کہ تم مجھے سہارا دے سکو عظمی نے کہا۔ میرا دل چاہا کہ اسے کہہ دوں کہ میں تو زندگی بھر اس کو اپنے سینے میں چھپا کر رکھنے کو تیار ہوں اور اس کے لیے ہر خطرہ کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے کہا۔

میرے لیے اس سے بڑی کیا بات ہو گی کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں بس ایک بار میں تمہیں یہاں سے لے کر نکل جاؤں تو پھر ہمیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ تمہارے بھائی اور بابا کی حکومت اس علاقے پر ہو گی لیکن شہر میں کچھ نہیں کر سکتے ہم وہاں بالکل محفوظ رہیں گے۔

ٹھیک ہے پھر میں تمہارے ساتھ چل رہی

ہوں عظمی نے کہا۔

تم کیا سمجھتی ہوں کہ اتنی آسانی سے یہاں سے نکل سکیں گے میں نے پوچھا۔

نہیں نکلنا بہت ہی مشکل ہو گا۔ پھر وہ حیات سے مخاطب ہوئی۔ حیات تم نے سارا انتظام کر لیا ہے نا۔

ہاں بی بی جی۔ سب انتظام ہو چکا ہے آپ لوگوں کو دو دن اسی مکان میں چھپ کر رہنا ہو گا تاکہ سب کی بھاگ دوڑ ختم ہو جائے اور تھوڑا سکون ہو جائے اس کے بعد نکل جائیں گے۔

ٹھیک ہے لیکن تم کو ہر طرف نظر رکھنی ہو گی تاکہ تم جان سکو کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے وہ لوگ کیسی پلاننگ کر رہے ہیں۔

بی بی بی جی۔ یہی بات ہے اس طرف کوئی نہیں آتا اور کسی کا دھیان بھی نہیں جائے گا بس کھانے پینے کی تکلیف ہو جائے گی ویسے راشن بڑا بھی سب رکھی پڑی ہیں۔

تو پھر پریشانی کس بات کی میں سب کچھ پکنا جانتی ہوں بچپن سے میرا یہی شوق رہا ہے۔

وہ چلا گیا اور ایک دن عظمی کے ساتھ گزر گیا۔

دونوں نے ایک دوسرے سے دنیا بھر کی باتیں میں اس کی باتیں بہت ہی اچھی تھیں میں بھی اس کے ساتھ رہ کر یہ بھول گیا تھا کہ میں کسی امتحان میں سے گزر رہا ہوں۔ یا کسی بلا میں ہمارے سروں پر سارا ہی ہیں دونوں کو اس کی پرواہ نہیں تھی اس نے بہت مزیدار کھانا پکایا تھا اس کی یہ خوبی بھی بننے آئی تھی یعنی ہر لحاظ سے ایک مکمل لڑکی۔ اس کو اپنی ماں سے بہت پیار تھا وہ اس کا ذکر بہت سزاوارتہ سے اور پیار سے کرتی تھی میں نے اس کا پچھا۔ تمہاری والدہ ان کا انتقال کیسے ہوا۔

میں نے کہا کہ ان کو پاپا نے مار دیا۔ اور ان کو مار دیا۔

لیکن تمہارے بابا اور بھائی انسانی گوشت کیوں کھاتے ہیں میں نے سوال کیا۔

اس بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہوں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس حویلی میں ایک جادوگر آیا تھا وہ کئی دنوں تک یہاں رہا تھا اور اس دوران ہی لوگوں کا قتل ہونے لگا تھا۔ یعنی جادوگر نے ان کو انسانی گوشت کھانے کا عادی بنا دیا تھا ورنہ ایک انسان دوسرے انسان کا گوشت کیسے کھا سکتا ہے میں اس کی بات سن کر سب کچھ سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ وہ خوشی سے نہیں کرتے ہیں بلکہ مجبور ہیں ایسا کرنے کے لیے اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود بھی زندہ نہ رہ سکیں۔ ایسی میں نے کئی کہانیاں پڑھ رکھی تھیں اور میں اب اس کی زبانی یہ سب جان کر اطمینان کر بیٹھا تھا کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے کئی جن بھوت نہیں بلکہ وہ خود ہی ایسا کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر وہ خود ہی جن بھوت ہیں۔ یہ کہانی سناتے ہوئے رورہی تھی مجھے اس پر بہت ترس ہاں رہا تھا ابھی میں نے بہت کچھ پوچھا تھا اور بہت کچھ جاننا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو حیات آیا تھا اس کے ساتھ وہ گونگا بھی تھا اور کچھ محافظ بھی تھے حیات نے ہمیں دھوکا دیا تھا وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔

-----

تکلیف کی شدت سے میری چیخیں نکل رہی تھیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ عظمی کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا تھا مجھے صرف اپنا معلوم تھا۔ کہ وہ لوگ بہت بے دردی سے مجھے مار رہے تھے اور کھینچتے ہوئے مجھے مکان سے باہر لائے تھے عظمی کو انہوں نے کسی بوری میں بند کر لیا تھا اور ایک گاڑی میں ڈال رہے تھے اور جہاں تک میرا سوال تھا تو مجھے ہوش نہیں رہا تھا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا تھا مار کھاتے کھاتے میں بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور جب آنکھ کھلی تو کسی جگہ



گھپ اندھیرا تھا۔ میرا پورا بدن ایک بار پھر کسی بہت بڑے زخم میں تبدیل ہو گیا تھا ایسی ہی بے پناہ تکلیف ہو رہی تھی میرے چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ میں صرف اتنا محسوس کر سکتا تھا کہ میں کسی کمرے کے فرش پر بڑا ہوا ہوں البتہ مجھے لگ رہا تھا کہ مجھے پھر تہ خانہ میں لے آئے تھے پھر ایک چیخ سنائی دی کسی عورت کی یا لڑکی کی چیخ میں کانپ سا گیا۔ خدا کی پناہ یہ کیسے لوگ تھے بے چاری عظمیٰ بختزد دگر رہے تھے چیخ بھی ایسی تھی کہ جیسے کسی کے جسم پر کوڑے برسائے جا رہے ہوں پھر اس لڑکی کی سنسکیاں گونجنے لگیں شاید وہ بھی میرے ساتھ اس کمرے میں ہی تھی اس لیے اس کی آواز مجھے اتنے قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے میرے ہاتھ میں ایک دیوار کے ساتھ ٹکرا گئے یعنی مجھے کسی دیوار کے ساتھ لا کر پھینکا گیا تھا اس عمل میں بہت ہی تکلیف ہوئی۔ میرے دونوں ہاتھ بھی زخمی تھے شاید انہوں نے میری بے ہوشی کے دوران مجھ پر غصہ اتارا تھا۔

نجانے کتنے کوڑے یا ڈنڈے مجھ پر برسائے تھے میں نے اس طرف رینگنے کی کوشش کی لیکن مجھ سے ایسا نہیں ہو سکا تھا درد کی تیز لہر ابھی بھی اور میں چیخ اٹھا تھا میں نے اپنے ہونٹوں کو پیچھ کر اپنی گردن ایک طرف ڈال دی خدا جانے کتنی دیر تک اس طرح بڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ روشنی ہونے لگی یہ روشنی ایک روشن دان سے آ رہی تھی اب معلوم ہوا کہ میں ایک بڑے کمرے میں ہوں اور کمرے کو دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے کمرہ کیا پورا تشدد خانہ تھا ایک بڑی سی میز تھی جس کے چاروں انسانوں کو باندھنے کے لیے پیٹ لگے ہوئے تھے ایک طرف آری بڑی ہوئی تھی اور نوکے بھی تھے اس کے کھانے پینے کا سامان دیکھ کر میں بے ہوش ہوتے ہوئے بچا۔ ایک آدمی میز پر بندھا ہوا تھا اس کی ایک ٹانگ

غائب تھی شاید وہ مر چکا تھا۔ میں خدا سے اپنی مدد کی دعا میں کرنے لگا اور شاید میری اس لمحے خدا نے سن لی تھی کہ سب کچھ ہی بدل گیا۔ وہ سب کچھ ہو گیا جو میں نے سوچا بھی نہ تھا میرے سامنے انسپکٹر اسد کھڑا تھا اور وہ مسکرا رہا تھا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

تمہارا اندازہ درست تھا حویلی میں یہ سب کھیل کھیلنا جا رہا تھا کوئی ایسی طاقت نہیں کر رہی تھی بلکہ حویلی میں موجود ہی انسان یہ سب قیل کر رہے تھے میں نے ہر طرح سے انکوائری کر لی تھی اور اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ یہی ہے۔ میں نے ان سب کو پکڑ لیا ہے پدی کو مار دیا ہے اور اب تمہارے سامنے ہوں۔

وہ۔ وہ عظمیٰ کہاں۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھنا چاہا وہ بھی ٹھیک ہے اگر میں بروقت کارروائی نہ کرتا تو شاید وہ کچھ ہو جاتا جو شاید نہیں ہونا چاہیے تھا میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے میری دعا سن لی تھی نہ صرف مجھے زندگی دی تھی بلکہ عظمیٰ کو بھی زندہ میرے سامنے کر دیا تھا۔

انسپکٹر اسد صاحب آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے ہم لوگوں کی جان بچائی ہے ورنہ میں اپنی موت کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔

ہاں جانتا ہوں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ تم نہیں جانتے میں بہت کچھ جانتا ہوں میں جب سے یہاں آیا ہوں ایک دن بھی سکون سے نہیں رہا ہوں ہر لمحہ اس کیس کی طرف رہا ہوں نہ دن دیکھ رہا تھا اور نہ ہی رات میرا ایک مقصد تھا کہ میں اس درندے کو پکڑوں جو انسانی جانوں کو ضائع کر رہا ہے اور میں کامیاب ہو گیا ہوں یہ میرے لیے بہت بڑی کامیابی ہے اگر یہ کام نہ ہوتا تو شاید یہاں بہت کچھ ہوتا رہتا۔ نجانے کتنی جاںیں ضائع ہو جاتی۔

میں نے بہت کچھ معلوم کر لیا ہے ان لوگوں کو دم بنایا گیا تھا جس نے یہ سب کیا تھا وہ ان کے ہتھوں ہی مارا گیا تھا اس کا خون بھی یہ لوگ ہی پی گئے تھے اور اس کا گوشت بھی یہی لوگ کھا گئے تھے انسپکٹر اسد نے نیا انکشاف کیا جو میرے لیے بہت اہم تھا۔ وہ مجھے اپنے ساتھ لیے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے اور پھر میرا اور عظمیٰ کا علاج ہوتا رہا۔

پھر بعد میں پتہ چلا کہ کھانا اور ان کے تمام باقی مارے جا چکے ہیں میں نے ایک گہری سانس لی ان کا مرنا انسانوں کے لیے نئی زندگی تھی اگر وہ زندہ رہتے تو انسانی خون ہوتا رہتا کیونکہ وہ انسانی دل میں درندے تھے ہاں درندے۔

اور اب ہم دونوں بہت خوش ہیں۔ ہم نے مدد کر لی ہے اور ایک اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ آج میں سوچ رہا ہوں کہ اگر اس لمحے انسپکٹر اسد اس کیس میں دلچسپی نہ لیتا تو ہو سکتا ہے کہ میں زندہ نہ ہوتا اور نہ ہی عظمیٰ زندہ ہوتی جواب میری ہوئی ہے اور اس کے دل میں اپنے لیے میں بہت بددیکھ رہا ہوں وہ واقعی ایک چاہنے والی بیوی ہے۔ ہم نے وہ شہر بھی چھوڑ دیا تھا اور ایک نئی جگہ پر ایک مکان بنالیا تھا میری ماں بھی مر گئی تھی وہ میری جدائی کا پیارا رہنے لگی تھی اور میری جدائی ہی ان کی موت کا سبب بنی۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نواز دیے گا۔

دس دے ساری دنیا نون  
سارے تیرے نال پاجھڈیا  
نہیں سکدا دل چوں تو  
ایسا جندرا لا چھڈیا  
لگے تھی ہوا تینوں  
لنی اسان بدل منگ لیے نہیں

تیرے سر تے سایہ رکھن لئی  
میںوں وانگ تندور جلا لینا  
اس زندگی سانوان سوچاں نون  
اسان تیرے نانوں لاچھڈیا  
ناں دور ہون دا سوچیں توں  
تیری راہواں دج مر جاداں گی  
میں جان تلی تے رکھ لئی اے  
نالے کفن گلے دج پاجھڈیا  
اس دنیا تو بن ڈرنا نہیں  
اسیں پیار کراں گے رج رج کے  
اک دو بے دی بانہہ پھڑکے کرن  
اسیں دنیا نون دیکھا جھڈیا  
کشور کرن۔ چوکی

یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی  
کیوں پیار میرا ٹھکرایا غیروں کی تیج سچائی  
تیرے ہاتھوں کا رنگ بدل گیا  
میرے دل کا لبو خنجر گیا  
تو دلہن بن گئی سچ دج کے  
میری جان لبوں پر آئی  
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی  
تو ہم کو تڑپتا چھوڑ گئی  
غیروں سے رشتہ جوڑ گئی  
ہم تجھے پکارتے رہ گئے  
تو نے ہم سے دوری بڑھائی  
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی  
میرے مرنے کی ہر جانی

جب خبر تیرے تک آئی  
تو ساری رنیں بھول گئی  
کیوں آنکھ تیری بھر آئی  
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی  
کشور کرن۔ چوکی



# پراسرار بنگلہ

-- تحریر: ملک محمد رمضان -- پتلاں --

جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا ہم لڈو کھیلنے گئے اب ایک ہی بات ہوگی یا ہم زندہ رہیں گے یا پھر یہ سب ماریں جائیں گے جو اس بنگلے میں خون کر رہے ہیں۔ صفر نے کہا اور لڈو کا دانہ پھینک دیا۔ لیکن یہ کیا۔ اچانک ہی صفر کو ایک جھکنا لگا اور زمین پھٹنے لگی اور وہ اس میں دھنسنے لگا۔ دوستوں نے اس کو بچانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے وہ اس کو بچانہ سکے زمین نے صفر کو اپنے اندر دھنسا لیا۔ ان سب کے چہرے خوف سے پھیلنے لگے وہ کانپ رہے تھے ان کے سامنے ان کا ایک ساتھی زمین میں دھنس گیا تھا اور زمین پھر سے بند ہو گئی تھی جیسے پٹی ہی نہ ہو۔ اب کیا جائے شاید بولا۔ کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا ہے کہ کیا کریں۔ عبداللہ نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ ہمیں فوری طور پر گھر واپس چلے جانا چاہیے مدیحانے کہا۔ تم میں سے کوئی بھی واپس نہیں جائے گا جو بھی یہاں آتا ہے وہ واپس نہیں جاتا ہے وہ جاتا ہے تو صرف اور صرف موت کے منہ میں آواز پھر گونجی تھی جیسے وہ سب ان کی باتیں سن رہے ہوں۔ یہ آواز سن کر وہ ایک بار پھر کانپ گئے۔ اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اب وہ کسی کو بھی کچھ نہ کہہ رہے تھے۔ مکمل خاموشی پھیل گئی تھی۔ میں کہتی ہوں کہ کیلو لڈو۔ آواز اس قدر بلند اور خوفناک تھی کہ وہ پھر سے لڈو کھیلنے لگے جیسے وہ خود نہ کھیل رہے ہوں ان سے کھلا باجا رہا ہو۔ اب باری مدیحانے کی تھی جونہی اس نے دانہ پھینکا تو وہ بھی پھٹنے لگے اس کی ایک بار پھر زمین پھٹنے لگی اور مدیحانے بھی اس میں دھنسنے لگی اس کی چھین گونجنے لگیں۔ صفر کی طرح وہ بھی موت کے منہ میں چلی گئی۔ کیلو لڈو آواز پھر سنائی دی۔ اور جلدی سے شاید نے دانہ پکڑ لیا اور اس کو پھینکا تو پھر آگیا پھر پھینکا تو پھر چھ آگیا۔ وہ خوشی سے اچھلا۔ میں بچ گیا میں بچ گیا۔ لیکن دونوں یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ بنگلے کی دیوایوں پر دراڑیں پڑنے لگی تھیں یہ دیکھ کر دونوں بنگلے سے باہر کی طرف بھاگے ابھی وہ باہر نکلے ہی تھے کہ بنگلہ زمین بوس ہو گیا۔ وہ حیران ہو گئے تھے کہ یہ سب کیسے ہو گیا وہ گھر کی طرف چل دیے لیکن صفر اور مدیحانے کی موت کو وہ بھول نہ سکے وہ چار آئے تھے اور دو واپس جا رہے تھے۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

رمضان اولیں کرن زہد ماریہ اور غاصم ایک ہی کالج میں پڑتے تھے اور ایک ہی

یار عاصم تو توں ہر وقت انہی خبروں میں دلچسپی لیتا رہتا ہے ہمیں کیا معلوم کیا ہو گیا ہے زہد بولا تو عاصم نے کہا۔

یار پراسرار بنگلہ میں پھر ایک شخص کی لاش ملی ہیکیا لاش حنا گھرائی۔

کیوں لاش کیوں ملی ہے۔ پراسرار بنگلے سے آخر وجہ کیا ہے کہ وہاں جو بھی جاتا ہے جو حرکت

کلاس میں پڑھتے تھے کرن بہت کمزور دل کی لڑکی تھی جس وجہ سے وہ کسی سے لڑائی جھگڑا بھی نہ کرتی تھی آج بھی مجھے دوست کا لک کی کنٹین میں بیٹھے تھے کہ عاصم بولا اس کل کے واقعہ کا پتہ چلا جو لوگ کہہ رہے تھے۔ زہد بولا۔





کرتا ہے وہ موت سے قریب تر چلا جاتا ہے میری ماں بھی وہی کہتی تھی۔

تمہاری ماں نے بھی تم کو ڈرا رکھا ہے پہلے بھی تم دل کی مریضہ ہو اور تمہاری تو تم کو ڈرا کر مار ڈالے گی تم کو ہارٹ کی بیماری ہو جائے گی زائد کی اس بات پر سب نے قہقہہ لگایا اور کرن خاموش ہو گئی۔

چپ ہو جاؤ تو ہر وقت کرن کا مذاق کا مذاق اڑاتا رہتا ہے آئندہ ایسی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا زائد اور اویس کی آپس میں بالکل نہیں بنتی تھی ہر وقت ایک دوسرے کی برائی کرتے رہتے تھے۔

ا وہ ہاں یار عاصم تم کہہ رہے تھے کہ لاش کس کی لاش ملی پر اسرار بنگلے سے رمضان نے پوچھا تو عاصم بولا یار وہ بیچارہ کسی دوسرے شہر سے لوٹ رہا تھا کہ سردی عروج پر تھی سردی کے ڈر سے اس غریب نے سوچا کیوں نہ رات اسی بنگلے میں گزار لوں اور صبح اپنے گھر چلا جاؤں گا۔ لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ موت اس کی منتظر تھی صبح اس کی لاش بنگلے کے فزیب ہی جھنڈ کے درخت کے نیچے ملی یاد اب یہ بنگلہ تو موت بن گیا ہے۔

بس بس عاصم یار کسی اور کو اس واقعے کی خبر نہیں تو تم کیوں من کھڑت کہانیاں بنا رہے ہو۔

یار رمضان چھوڑو یار تفریح نامم ختم ہو گیا ہے ورنہ اس غریب کی طرح پروفیسر ذوالفقار بھی تم کو مار ڈالے گا تو سب ہنس دیئے۔

یار رمضان تم مذاق کم کیا کرو

کیوں تمہارا بٹینس ضائع ہوتا ہے۔ اس کی بات پر ایک بار سب ہنس دیئے۔ اور عاصم اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔ اور پھر سب ہی کلاس روم میں چل دیئے۔ اور پھر چھٹی ٹائم سب اپنے اپنے گھر جا رہے تھے اور ادھر مایہ کرن اویس زائد رمضان اور عاصم بھی باہر لان میں آ گئے۔ تو ماریہ

بولی۔

یار زائد میں سوچ رہی تھی کیوں نہ اس بار بیبیروں کی چٹھیوں میں کسی جگہ گھومنے چلیں تو رمضان بولا۔

ہاں تم نے ٹھیک کہا ہے ہم سب لوگ پر اسرار بنگلے میں جائیں گے وہاں جو اموات ہوئیں ہیں وہ سب دیکھیں گے کہ یہ بات سچ بھی ہے یا پھر من کھڑت کہانیاں ہیں مجھے تو لگتا ہے کہ یہ کسی چور ڈاکو کا کام ہے جو وہاں رہتے ہوں گے جو بھی وہاں جاتا ہوگا اس کو مار ڈالتے ہوں گے تاکہ یہ خبر کسی اور کو پتہ نہ چل سکے میں تو کہتا ہوں اس پر اسرار بنگلے کی سیر سے لطف اندوز ہوں۔ ہم تو ہر مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں اس کی بات سن کر کرن بولی۔

نہ بابا نہ میں تو کبھی بھی وہاں نہیں جاؤں گی مجھے تو بہت ڈر لگتا ہے ان بھوت پریت سے تو اویس بولا کہ اگر کرن نہ گئی تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔ ہاں ہاں۔ تجھے کون لے کر جا رہا ہے تم پڑے رہو کرن کے پلو میں ان دونوں کے علاوہ عاصم زائد اور ماریہ اور رمضان تیار ہو گئے تھے۔

ہم یہ ثابت کر کے رہیں گے کہ یہ سب افواہیں ہیں اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے یہاں کوئی بھی بھوت پریت نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ ہماری بہادری پر ہم کو انجام ملے۔

ہاں کیوں نہیں یار ہو سکتا ہے۔ کرن بولی گھر سے اجازت ملی تو میں بھی تمہارے ساتھ آؤں گی۔

یہ ہوئی ناں مردوں والی بات۔ کیا کہہ رہے ہو رمضان بولا بابا بابا۔ بابا بابا سب ہی قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ اور پھر سب ہی اپنے اپنے گھر کی طرف چل پڑے دوسرے دن کالج میں سب پھر اکٹھے ہو گئے۔ کرن صاحب کیا گھر سے اجازت مل گئی

زائد نے پوچھا۔ وہ بات دراصل یہ ہے کہ میری ماں کہتی ہے بیٹا بھوت انسان کو مار دیتے ہیں یا پھر ان کو پاگل کر دیتے ہیں وہ مجھے سمجھاتی رہی ہیں۔

ارے پاگل تم نے ان سے کہہ دیا تھا کہ ہم پر اسرار بنگلے کی طرف جا رہے ہیں ان سے کہنا تھا کہ ہم مری سیر کرنے کو جا رہے ہیں سب کالج کے لوگ جا رہے ہیں میں بھی ان کے ساتھ جا رہی ہوں بس اتنی سی بات تھی۔

زائد تم کیا پاگل ہو گئے ہو۔ کیوں کیا ہوا۔ وہ بولا۔

میں ماں سے کہوں کہ میں سردیوں میں مری جا رہی ہوں تو وہ کیا مجھے جانے دے گی چلی ہی اتنی سردی ہے اور تم کہتے ہو کہ آئی سے کہو کہ میں مری جا رہی ہوں۔

ہاں یہ تو ہے لیکن تم نے کچھ نہ کچھ کہنا ہے اپنی ماں کو راضی کرنا ہے کیونکہ تم اگر انکار کرو گی تو اویس بھی نہیں جائے گا۔ بہتر یہی ہے کہ تم ان کو کسی طرح رضامند کر لو اب تو پیپر بھی فریب آگئے ہیں تم جتنی جلدی ہو سکتے یہ کام کر لو۔

اوکے میں کسی طرح ان کو راضی کر لوں گی۔ ٹھیک ہے۔ اس نے کہا اور پھر کلاس روم میں چلے گئے۔ چھٹی وقت اویس اور زائد باہر نکلے تو پھر ان کی کسی بات پر بحث ہو گئی اور وہ لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے زائد بولا۔

میں تم کو اور کرن کو جدا کر دوں گا۔ اور تم دونوں کو مار ڈالوں گا تم دونوں کی وجہ سے میرا سکون برباد ہو گیا ہے۔ ان کے ارد گرد لوگوں کا مجمع لگ گیا عاصم رمضان ماریہ اور کرن بھی پہنچ گئے تھے عاصم بولا۔ یار تم دونوں ہی پاگل ہو گئے ہو۔ لڑائی کا کوئی فائدہ ہے بھلا۔ اور تم نے یہ کیا عجیب بات کی ہے تم تو کہتے تھے کہ میں دوستی پر جان دے دوں گا اور اب کہہ رہے ہو کہ میں تم دونوں کو مار دوں گا۔ اگر تم

اسی طرح لڑتے رہے تو پھر کوئی بھی بھوت بنگلے میں نہیں جائے گا کیا پتہ ادھر جا کر تم واقعی ان کو مار ڈالو اور ہم بھی بیچ میں پھنس جائیں۔

نہیں یار میں تو مذاق کر رہا تھا۔ زائد بولا۔ واہ بھئی واہ۔ یہ اچھا مذاق ہے مارنے کی دھمکی دے رہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ یہ مذاق کر رہا تھا۔

چھوڑو یار اس معاملے کو ہم تو ہر دفعہ لڑتے رہتے ہیں تم یہ پر اسرار بنگلے میں جانے کا فیصلہ ختم نہ کرو ہم وہاں ضرور جائیں گے میری تو کب کی خواہش ہے کہ اس طرف جاؤں ہر دفعہ رہ جاتا ہوں تم اب یہ فیصلہ نہ کر تو عاصم بولا۔

یار زائد ایک شرط پر وہاں جائیں گے۔ وہ کیا زائد بولا۔

اگر تم اب آپس میں کبھی بھی نہ لڑو گے تو اوکے ٹھیک ہے آج کے بعد ہم بھی نہیں لڑیں گے اب خوش۔

ہاں یہ ہوئی ناں بات۔ سب ہی خوش ہو گئے۔

ان سب کا کالج میں بہت ہی اچھا گروپ تھا اس کے علاوہ صفدر مدیحا شاہد اور عبداللہ جو کہ اسی کالج کے طالب علم تھے یہ بھی بہت ہی اچھے تھے اور محض تھے صفدر کی مدیحا کرن بھی تھیں اور مکیتر بھی تھی شاہد کی بھی یہی خواہش تھی کہ وہ بھی پر اسرار بنگلے میں جائے وہ لڈو کا بے حد شوقین تھا اس کا زائد تہ لڈو میں گزر جاتا تھا اور اس گیم کا بہت اچھا کھلاڑی بھی تھا۔

آج شاہد نے صفدر مدیحا اور عبداللہ سے کہا یار اس دفعہ ہم لوگ پر اسرار بنگلے میں جائیں گے اس کی بات پر عبداللہ بولا۔

یار اس بار تو مشکل ہے اگلی بار خدا نے چاہا تو میں ضرور جاؤں گا۔



بارکوشش کرو چشیاں ہونے والی ہیں اس بار ہی کوشش کرو۔۔۔ شاہد نے اس سے صدکی۔

یار میری نانی اماں ہر وقت بیمار رہتی ہے اور گھر والوں کا اس بار وہاں جانے کا ارادہ ہے۔ اگلی بار ضرور جاؤنگا۔ شاید بولا۔

ہم تینوں کی تو یہ خواہش تھی لیکن تم اگر نہیں جانا چاہتے تو۔۔۔ صدف کچھ کہنے والا تھا کہ عبداللہ بولا کہ صدف پر تو میری جان بھی حاضر ہے اگر اس نے کہہ دیا تو پھر میں نہیں رکوں گا۔ اور سب ہی مسکرا دیئے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

آج سب پیپری کی تیاری کر رہے تھے جب کہ عاصم سویا ہوا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے پانچ دوست براسرار بنگلہ میں خار ہے ہیں اور وہاں ان کو کوئی منتظر ہے اس کو بہت کچھ وہاں نظر آیا وہ ڈر گیا۔ وہ ڈر کے مارے بھاگتا ہے تو اس کے پیچھے ایک بوڑھی عورت لگ جاتی ہے جو بہت ہی خوفناک شکل والی تھی اس کی آنکھوں کی جگہ گڑے بنے ہوئے تھے پورا جسم بالوں سے بھرا ہوا تھا وہ عاصم کی طرف بڑھنے لگی مارے گھبراہٹ کے عاصم نے دوڑ لگادی تھی ہڈوڑتے دوڑتے اسے جنگل میں کنواں اور ایک کھجور دکھائی دیا اور قبرستان بھی وہاں موجود تھا وہ سوچنے لگا کہ وہ اب کدھر جائے کہ یکدم وہ بد صورت اس کے پاس آگئی اور بولی کب تک بچو گے۔ اس کی بات سن کر وہ گھبرا گیا اور جنگل کی طرف بھاگ پڑا وہ عورت بھی جنگل میں جا پہنچی اور قہقہے لگانے لگی۔ یہ سب دیکھ کر عاصم خوفزدہ ہو گیا اور ڈرے ہوئے انداز میں بولا۔

تم کون ہو اور مجھے کیوں مارنا چاہتی ہو۔ وہ بولی تم کو کون مارنا چاہتا ہے تم مرو گے یا زندہ رہو اس کا فیصلہ پرچیاں کر سکیں گی۔ اور اس کے بعد وہ عورت زمین میں ہی دفن ہو گئی۔

عاصم اتنا خواب دیکھ کر اٹھ گیا۔ سردی ہونے

کے باوجود بھی وہ بری طرح پسینے میں بری طرح ڈوبا ہوا تھا۔ وہ دعائیں کرنے لگا کہ یا اللہ پاک یہ خواب ہی اس کو حقیقت مت بنانا اتنے میں بھڑکی اذان ہو گئی اور وہ نماز پڑھنے چلا گیا پھر ناشتہ کرنے کے بعد وہ کالج چلا گیا۔ لیکن رات والا اس کو سکون نہ لینے دے رہا تھا وہ کسی کو کہہ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس نے یہ خواب دیکھا ہے اس کو وہ محض ایک ہی خواب کے روپ میں سمجھنا چاہتا تھا۔

پیپر ختم ہو گئے تھے اور کالج میں چشیاں ہو گئی تھی رزلٹ آنے تک ان کو چشیاں تھیں انہوں نے پروگرام بنالیا کہ وہ سب ہی براسرار بنگلہ میں جائیں گے ماریہ بولی۔

میں اپنی گاڑی لے آؤں گی تم سب تیار رہنا میں صبح کو سب کو گھروں سے لے لوں گی۔ اس کی بات پر سب ہی خوش ہو گئے۔ اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور جاتے ہی سب نے تیاری شروع کر دی۔ ہر وہ چیز انہوں نے رکھی جو وہاں ان کے کسی کام آسکتی تھی۔ صبح ہوتے ہی ماریہ نے ایک ایک کر کے سب کو گھروں سے لیا اور سب ہی بنگلہ کی طرف روانہ ہو گئے زائد بولا۔

کرن تم کو اپنی ماں سے کیسے اجازت مل گئی۔ میں نے ماں سے کہہ دیا تھا کہ ہم سب دوست سیر کرنے جا رہے ہیں تب انہوں نے اجازت دے دی۔ اگر براسرار بنگلہ کا کہتی تو ہو سکتا تھا کہ بھی بھی اجازت نہ ملتی۔ میں نے کہہ دیا تھا کہ سب کالج لے کر سیر کرنے جا رہے ہیں میں بھی جانا چاہتی ہوں تب مجھے ان سے اجازت مل گئی۔

ماریہ بولی یار اگر کہو تو میں کوئی گانا وغیرہ لگا دوں سب نے ہاں کر دی تو اس نے ایک گانا چلا دیا سب ہی اس گانے پر جھومنے لگے۔

دل کا کیا کریں۔ یہ تو تم پہ مرتا ہے۔ گاڑی

سلسلہ دوڑتی جا رہی تھی اور وہ سب خوب انجوائے کر رہے تھے بالآخر گاڑی ایک قبرستان سے گزرنے کے بعد براسرار بنگلہ میں جا کر رک گئی۔ اس براسرار بنگلے کے ساتھ ایک پرانا قبرستان تھا ماریہ نے میوزک آف کر دیا اور بولی۔ چلو اب براسرار بنگلے میں چلتے ہیں اتنا کہہ کر سب ہی گاڑی سے اترنے لگے اس براسرار بنگلے کے دروازے کو ڈر اسما دھچک دینے سے کھل گیا اور سب دوست بنگلے کے اندر داخل ہو گئے بنگلہ پر قدم رکھتے ہی عاصم کے جسم میں جھرجھری سی ہوئی اور جسم میں ایک سردی لہر دوڑ گئی بانی سب اس بنگلے کو دیکھنے لگے تھے سب ہی بہت خوش ہو رہے تھے شام ہو گئی اور اس کے بعد رات ہونے لگی انہوں نے کھانا تیار کیا اور کھانے لگے کمرؤں کو انہوں نے اچھی طرح صاف کر لیا تھا تاکہ سونے میں دقت نہ ہو۔ پھر وہ کھانے کے بعد کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد ایک ایک کر کے سونے لگے۔ رات کے پچھلے پہر کرن کو پیاس کی طلب محسوس ہوئی تو وہ اپنے بستر سے اٹھی اور پانی کی طرف بڑھنے لگی اس نے لائٹ نہ جلائی تاکہ کسی کی نیند خراب نہ ہو جب وہ پانی کے پاس پہنچی تو اس نے دیکھا کہ ایک عورت پانی کے پاس بیٹھی ٹل کھولے نہار ہی تھی اس کے تمام جسم پر بال ہی بال تھے کرن کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا اس کی خیالات اس کے ذہن میں گردش کرنے لگے شاید یہ کوئی چڑیل ہو کوئی بدروح ہو۔ وہ ڈر گئی اور اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی جس کی گونج سے سب ہی اٹھ گئے اور لائٹ آن کر دی لائٹ میں انہوں نے دیکھا کہ وہاں ماریہ موجود تھی۔ کرن اس کو گہری نظروں سے دیکھنے جا رہی تھی۔

ماریہ تم میں سمجھی کوئی بدروح ہے۔

اف تم نے یوں چیخ کیوں ماری۔

وہ اصل میں تمہیں دیکھ کر ڈر گئی تھی۔

تم خود نہیں ڈری تھی مجھے بھی ڈر دیا تھا میں تم اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر ڈر گئی تھی اور اپنی سانسیں بند کر لیں تھیں۔ تم نے تو میری جان ہی نکال لی تھی۔ ان کی باتیں سن کر رمضان بولا۔

فی الحال تو اس وقت تم دونوں ہی بدروہیں لگ رہی ہو اس کی بات سن کر سب ہی ہنس دیئے۔ اور ایک بار پھر سب سونے کی تیار کرنے لگے صبح اٹھ کر سب نے کار میں بڑا ہوا ناشتہ کیا اور پھر سوچا کیوں نہ اس براسرار بنگلے کی سیر کی جائے تاکہ اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل کر سکیں۔ سب ہی تیار ہو گئے اور بنگلے کی سیر کرنے لگے اس بنگلے میں کئی براسرار چیزیں موجود تھیں کچھ تصویریں اور کچھ سینریاں لگی ہوئی تھیں سب ان کو غور سے دیکھنے لگے کہ عاصم ان تصاویر کو دیکھ کر چونک سا گیا تھا اس کو اس میں وہی بوڑھی عورت دکھائی دی اس کے جسم ٹھنڈا ہونے لگا تھا زائد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

یار کیا ہوا ہے تم کو اس تصاویر کو دیکھ کر تمہاری ایسی حالت ہو گئی ہے کہ جیسے یہ تصاویر نہ ہوں بلکہ کوئی جن بھوت ہوں۔ وہ اس کی بات سن کر مسکرا دیا اور بولا۔

نہیں یار ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ اچھا چھوڑ میرے پاس کچھ سینریاں ہیں میں نے تو پسند کر لیں ہیں تو بھی کوئی پسند کر لے یار ان سینریوں کو چھوڑو مجھے اپنی سینری دکھاؤ۔

ہاں ماریہ دیکھ زائد نے مسکراتے ہوئے سینری چسپے ہی عاصم کو دکھائی تو عاصم کے منہ سے وہ سینری چھوٹ گئی اور عاصم تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا۔

یار عاصم تو ڈر دی میری سینری۔ دیکھو کتنا پیارا جنگل سے جنگل کے ساتھ کنواں بھی ہے اور کئی بجلی کے کھمبے بھی لگے ہوئے ہیں لیکن تو نے تو سب گڑبڑ کر دی۔ تو عاصم تھوڑا سا گھبراہٹا تو زائد بولا۔

یار عاصم کوئی پریشانی ہے تم کو بتاؤ یار۔



نہیں یار میں ہوج رہا تھا کہ جتنا جلدی ہو سکے  
یہاں سے چلے جائیں عاصم نے کہا۔  
ابھی تو آئے ہیں کچھ دن رہ کر چلے جائیں  
گے۔



تیار کرنے لگا۔ اس نے وہاں سے ہی قبر کھودنے کا سامان ڈھونڈا اور اس کی قبر تیار کرنے لگا۔ اس نے قبر تیار کر لی اور اس کی لاش کو دفن کر دیا وہ مطمئن ہو گیا تھا اور اندر سے ہی وہاں بنگلے کی طرف جانے لگا تو اس کو ایک آواز سنائی دی۔

کہاں جا رہے ہو۔

یہ آواز سن کر وہ پہلے تو ڈر گیا پھر ہنسنے لگا کہ یہاں تو میرے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے میں کس سے ڈر رہا ہوں وہ کچھ آگے گیا تو اس کو پھر آواز سنائی دی۔

اولیں تم کچھ بھول رہے ہو۔

کیا اولیں نے ڈرتے ہوئے کہا۔

اپنی موت۔

وہ کانپ سا گیا۔ خدا کے لیے مجھے جھوڑا دانا کہہ کر وہ بھاگ گیا اور قبر سے ایک ہاتھ باہر نکلا اور اپنی طرف اس کو بھیج لیا۔ اب زائد کی طرح اولیں کی لاش بھی قبرستان میں پڑی ہوئی تھی۔ ادھر ماریہ اپنے دوستوں زائد اور اولیں کو نہ پا کر جیسے ہی باہر نکلی تو ماریہ کا ہاتھ نہ چاہتے ہوئے غلی کے ٹرانسفارمر کی طرف بڑھنے لگا رہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے ماریہ زور سے چلائی خدا کے لیے مجھے بچاؤ ادھر ماریہ کی آواز رمضان نے سن لی رمضان جیسے ہی باہر نکلا تو دوسری طرف بھاگا ادھر ماریہ کو بچکی کا ایک شدید جھٹکا لگا اور وہ نیچے گر گئی۔

ماریہ ماریہ تم کہاں ہو۔ وہ چلایا۔

میں یہاں ہوں ماریہ رمضان کے سامنے کھڑی تھی۔

ماریہ تم ٹھیک تو ہونا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں تم کو باہر بلانا چاہتی تھی رمضان میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ آئی لو یو۔

کیا۔ ماریہ کی یہ بات سن کر رمضان خوشی سے اچھل ہی پڑا۔ ماریہ میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔

چلو یہاں سے کہیں دور چلے جاتے ہیں۔

کہاں جاتا ہے۔ رمضان بولا۔

کہیں بھی بس چلو میرے ساتھ۔

ٹھیک ہے۔ وہ بولا اور دونوں ایک پہاڑی کی طرف چل دیئے۔ اور دونوں ہی پہاڑی پر چڑھ گئے

رخ سے پردہ ہٹا۔ رات ڈھلنے کو ہے

اپنا چہرہ دکھا۔ رات ڈھلنے کو ہے

فاصلو! کو مٹا۔ میرے پیارے صنم

آ میرے پاس آ۔ رات ڈھلنے کو ہے۔

رمضان نے شعر پڑھا تو ماریہ اس کے گلے

لگ گئی آؤ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔

یہ کیا کر رہی ہو میری گردن چھوڑو۔

بابا بابا۔ ماریہ کے منہ سے قہقہے گونجنے لگے اب

ماریہ کی جگہ ایک چڑیل کھڑی تھی۔

تم۔ وہ بری طرح کانپا۔

ہاں میں۔ بس تم بھی مرنے کی تیاری کرو

میں نے ماریہ کو مار ڈالا ہے اب تیری باری ہے یہ

کہہ کر اس چڑیل نے رمضان کی گردن توڑ دی اب

رات کے دو بج رہے تھے جب عاصم کے

چار دوست موت کی نیند میں سو چکے تھے ادھر رات کو

عاصم نے خواب دیکھا کہ بوڑھی عورت کھڑی ہنس

رہی تھی اور عاصم کو کہہ رہی تھی میں نے اپنا وعدہ

پورا کر لیا ہے تیرے تمام دوستوں کو موت کی نیند

سلا دیا ہے اب تیری باری ہے۔ عاصم جیسے ہی

خواب سے جاگا تو اس کے سب دوست غائب تھے

اچانک بنگلے کی تمام چیزیں ہوا میں اڑنے لگیں اور

عاصم یہ سب دیکھ کر کانپ سا اور ادھر ادھر بھاگنے

لگا۔ اس کا رخ ایک جنگل کی طرف تھا وہ جنگل

میں داخل ہو گیا جیسے ہی وہ جنگل میں داخل ہوا تو اس

کو ایک درخت کے ساتھ ایک سفید لباس میں ملبوس

آدمی چکر کاٹتا ہوا نظر آیا۔ عاصم وہاں سے بھاگا تو

اسے ایک بزرگ بوڑھا نظر آیا عاصم کو دیکھ کر وہ بولا

مر میرے پاس آؤ۔ ڈرو نہیں مجھ سے میں میں تم کو

کچھ نہیں کہوں گا بلکہ تم میرے پاس محفوظ ہو گے۔ یہ

سن کر اس کو کچھ تسلی ہوئی تو وہ اس کے پاس چلا گیا۔

بابا جی اس چڑیل نے میرے سب دوستوں کو

مار دیا ہے اب وہ مجھے مارنا چاہتی ہے۔ بزرگ اس

کی بات سن کر بولے میں اس کے بارے میں بہت

کچھ جانتا ہوں بیس سال پہلے کی بات ہے جب اس

بنگلے میں ایک شخص وسم اور اس کی بیوی ریحانہ اور

بٹی نازیہ رہا کرتی تھیں۔ وسم بنگلے کے ساتھ والے

قبرستان میں گورکن تھا دن رات اس کام میں

مبغروف رہتا تھا اور اس کی بیوی ریحانہ

کالا جادو سیکھنے کی خواہش سے اپنے استاد کے پاس

جاتی تھی اور ان کی بیٹی کالج میں تعلیم کے لیے جاتی

تھی کالج میں ہی اس کو ایک خالد نامی لڑکے سے

پیار ہو گیا۔ وہ پیار میں کچی تھی جبکہ خالد اس سے سچا

پیار نہیں کرتا تھا ایک دن نازیہ نے اپنے باپ کو

رشتے کے لیے خالد کے گھر بھیجا تو خالد نے نازیہ کو

پہنچانے سے انکار کر دیا۔ گھر آکر نازیہ کے والد

نے جیسے ہی خبر نازیہ کو سنائی تو نازیہ جو خالد سے

بے انتہا پیار کرتی تھی ٹوٹ کر بکھر گئی اور اپنی ماں

سے کہا کہ جب تک میری خالد سے شادی نہ ہوئی تو

میں کسی اور لڑکے کو دیکھوں گی بھی نہیں۔ کئی رشتے

آئے مگر یہ نازیہ نے کسی بھی رشتے کے بارے میں

ہاں نہ کی اور تنگ آکر اس کی ماں خالد کے گھر جا کر

اس کو خنجر سے مار ڈالا اور گھر آکر یہ خبر اپنی بیٹی کو

سنائی کہ خالد کے مر چکا ہے نازیہ یہ سن کر صدمہ

سے نڈھال ہو گئی ادھر خالد کے گھر والے ان کے

گھر آگئے اور انہوں نے تینوں کو پھول ڈال کر

آگ لگا دی۔ زندہ جلنے کی وجہ سے ان تینوں کی

روہیں بھٹکنے لگیں اور وہ قتل کرنے لگیں۔ جس سے ہر

طرف خوف پھیل گیا تھا۔ انہوں نے خالد کے ماں

باپ کو بھی مار ڈالا تھا۔ پھر سب ریحانہ کے استاد جو

اسے کالا جادو کا علم سکھاتا تھا کے پاس گئے اور تمام

کہانی ان کو سنادی۔ اس کے استاد نے چلہ کر کے

اس کے شوہر اور بیٹی کو مارنا چاہا لیکن وہ ان کو مار نہ

سکا لیکن ان کو اس بنگلے میں قید کر سکا۔ اب جو بھی

یہاں آتا ہے وہ زندہ واپس نہیں جاتا ہے موت اس

کا مقدر بن جاتی ہے۔ وہ اپنی کہانی سنا چکے تھے۔

بابا باب ان کو کیسے مارا جاسکتا ہے عاصم بولا۔

یہ نہیں۔ میں کب سے یہ سب دیکھ رہا ہوں

لیکن کچھ بھی نہیں کر سکا ہوں میں جانتا ہوں کہ

تمہاری موت بھی ہونے والی ہے۔

کیا۔ وہ بری طرح کانپا۔

بابا باب۔ بابا باب۔ ایک قہقہہ وہاں گونجا۔ عاصم

کانپ گیا تم بھی روح ہو۔

ہاں میں بھی روح ہو اور تمہاری جان لینا

چاہتا ہوں۔ عاصم کا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا۔ وہ

ایک بار پھر بھاگ نکلا کئی بدروہیں اس سے ٹکرائیں

کہ یکدم فضا میں ایک قہقہہ گونجا اور سب ہی رک

گئیں ورنہ وہ عاصم کی تکتہ بولی کرنے والی تھیں گونج

سن کر عاصم بھی دیکھنے لگا کہ اس کے سامنے ریحانہ

اور نازیہ کھڑی تھیں جن کے دانت منہ سے باہر نکلے

ہوئے تھے اور ان کے بال نیچے زمین پر گر رہے تھے

انہوں نے اپنے لمبے دانت عاصم کی گردن

میں گاڑ دیئے۔ اور پھر سب چڑیلیں بھی اس کے

جسم کا گوشت نوچ نوچ کر کھانے لگیں عاصم کی

آنکھیں بند ہونے لگیں اس نے ترپنا چھوڑ دیا تھا

اس کو ایک آخری آواز سنائی دی سب کچھ کرنا مگر

اس بنگلے میں مت آنا اس کے بعد کچھ بھی سنائی نہ دیا

وہ مر چکا تھا۔ دوسرے ساتھیوں کی طرح اس کی بھی

موت ہو گئی تھی جیسے جیسے ان کی موت پرچوں پر لکھی

ہوئی تھی ویسے ویسے ہی ان کی موت ہو گئی تھی۔۔۔

-----

ان چھ دوستوں کی موت پر پورے کالج میں



افسوس ہو رہا تھا کالج کی چھٹیاں ختم ہو گئی تھیں وہ چھ دوست اچھے نمبروں سے پاس ہوئے تھے لیکن موت کے ہاتھوں سے بچ نہ سکے تھے۔ کئی روز تک ان کے قصبے کالج میں دھرائے جاتے رہے اور پھر دن گزرتے رہے اور وہ دن بھی آگیا جب شاہد نے اپنے دوستوں کو کہا کہ یا رب تو چھٹیاں ہیں کیوں نہ پر اسرار بنگلے کی طرف جائیں اس کی بات سن کر سب ہی دوست رضا مند ہو گئے اور پر اسرار بنگلے کی طرف جانے کی تیاری کرنے لگے شاہد نے کچھ ضروری چیزیں اور لڈو بیک میں رکھ لیں۔ اور سفر شروع ہو گیا۔ ایک طویل سفر کے بعد وہ سب پر اسرار بنگلے کے پاس جا پہنچے۔ گاڑی کو انہوں نے بنگلے کے باہر ہی روک لیا تھا۔ اور ایک ایک کر کے سب ہی بنگلے میں داخل ہونے لگے پہلے شاہد پھر عبداللہ پھر صفدر اور بعد میں مدیحا۔ یہ ایک ایک کر کے بنگلے میں داخل ہو گئے۔

واؤ یا رب یہ بنگلہ تو بہت ہی خوبصورت ہے۔ اور لوگ تو کہتے تھے کہ یہ بہت ہی پر اسرار ہے یہاں جن بھوت روہیں رہتی ہیں۔

شاہد بولا ہاں یا رب لوگ تو ایسے ہی من گھڑت کہانیاں بناتے ہیں یہاں آکر جو سکون ملا ہے اس سے پہلے کہیں بھی نہیں ملا ہے جب وہ پہنچے تو شام ہونے والی تھی سو انہوں نے کھانا وغیرہ کھایا اور سونے کی تیاری کرنے لگے۔ آدھی رات کو مدیحا نے خواب دیکھا کہ ہم لوگ لڈو کھیل رہے ہیں اور مجھے اور صفدر کو لڈو کے اندر سے بلا اٹھا کر لے گئی ایک بوڑھی عورت اور ایک کالی عورت مدیحا کے خواب میں آئی تھیں اور کہتی ہیں کہ اب تم لوگوں کی بھی موت یہاں لکھی ہوئی ہے۔ اس خواب نے مدیحا جکا دیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگی جو نبی صبح ہوئی سب اٹھے تو اس نے اپنا خواب سب کو سنایا۔ اس کا خواب سن کر سب ہی

ہنے لگے اور بولے۔

مدیحا لڑکیوں کو تو ایسے خواب آتے رہتے ہیں ہم ان کے خوابوں پر یقین کر لیں تو پھر کچھ بھی نہ کر سکیں ہمیں ایسے خواب آئیں تو پھر کچھ سوچا جاسکتا ہے۔ چلو ان باتوں کو آؤ بنگلے کی سر کریں بہت ہی خوبصورت بنگلا ہے۔ سب ہی بنگلے میں گھومنے لگے اور پورا دن ایسے ہی گھومتے ہوئے بیت گیا۔ شام ہوئی تو وہ سب اپنے کمرے میں آگئے اور کھانا تیار کرنے لگے جو انہوں نے تیار کر لیا اور خمرے سے کھانے لگے کھانا کھانے کے بعد صفدر بولا۔

تم لڈو لے کر آئے تھے کیا اسے رکھنے کے لیے لائے ہو یا کھیلنے کے لیے۔ شاہد بولا میں ابھی جا کر لاتا ہوں پھر کھیتے ہیں وہ گیا اور لڈو لے کر آگیا جو نبی وہ لڈو کھیلنے کے لیے تیار ہوئے تو ان کو ایک گونج سنائی دی۔ جس کے دو چمکے نہ آئے سمجھ لو اس کی موت ہو گئی۔ بابا بابا۔ ساتھ ہی ایک تہمتہ ابھرا اور شاہد اور اس کے ساتھی یہ آواز سن کر ڈر گئے ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہاں کوئی بدروح رہتی ہے وہ تو یہ سب مذاق سمجھ رہے تھے

اب کیا ہوگا۔ صفدر بولا۔

شاہد تم اس لڈو کو پھینک دو۔ عبداللہ نے کہا۔ شاہد نے جیسے ہی لڈو کا ہاتھ لگایا تو اس کو ایک جھٹکا لگا۔ اور وہ دھرام سے نیچے گر گیا۔ اور آواز آئی۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تب بھی ہم تم کو مار ڈالیں گے تم لوگوں نے یہاں آنے کی بہت بڑی غلطی کی تم جانتے تھے کہ یہاں جو بھی آتا ہے زندہ واپس نہیں جاتا ہے اس کے باوجود بھی تم لوگ یہاں آگئے۔ سب ہی خوفزدہ ہو گئے۔

جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا ہم لڈو کھیلیں گے اب ایک ہی بات ہوگی یا ہم زندہ رہیں گے یا پھر یہ سب ماریں جائیں گے جو اس بنگلے میں خون

کر رہے ہیں۔ صفدر نے کہا اور لڈو کا دانہ پھینک دیا۔ لیکن یہ کیا۔ اچانک ہی صفدر کو ایک جھٹکا لگا اور زمین پھٹنے لگی اور وہ اس میں دھنسے لگا۔ دوستوں نے اس کو بچانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے وہ اس کو بچانہ سکے زمین نے صفدر کو اپنے اندر دھنسا لیا۔

ان سب کے چہرے خوف سے بھیگنے لگے وہ کانپ رہے تھے ان کے سامنے ان کا ایک ساتھی زمین میں دھنس گیا تھا اور زمین پھر سے بند ہو گئی تھی جیسے پھٹی ہی نہ ہو۔

اب کیا جائے شاہد بولا۔

کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ کیا کریں۔ عبداللہ نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔ ہمیں فوری طور پر گھر واپس چلے جانا چاہیے مدیحا نے کہا۔

تم میں سے کوئی بھی واپس نہیں جائے گا جو بھی یہاں آتا ہے وہ واپس نہیں جاتا ہے وہ جاتا ہے تو ہر طرف اور صرف موت کے منہ میں آواز پھر گونجی تھی جیسے وہ سب ان کی باتیں سن رہے ہوں۔ یہ آواز سن کر وہ ایک بار پھر کانپ گئے۔ اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اب وہ کسی کو بھی کچھ نہ کہہ رہے تھے۔ مکمل خاموشی پھیل گئی تھی۔

میں کہتی ہوں کہ کھیلو لڈو۔ آواز اس قدر بلند اور خوفناک تھی کہ وہ پھر سے لڈو کھیلنے لگے جیسے وہ خود نہ کھیل رہے ہوں ان سے کھلایا جا رہا ہو۔ اب مدیحا نے اس کی بھی جو نبی اس نے دانہ پھینکا تو وہ بھی جھٹکے لے سکی ایک بار پھر زمین پھٹنے لگی اور مدیحا بھی اس میں دھنس گئی اس کی چیخیں گونجنے لگیں۔ صفدر کی طرح زمین مدیحا کو نگلنے لگی اور نکلنے نکلنے اس کا وجود بھی ختم کر دیا اور پھر زمین پھر سے بند ہوئی۔ عبداللہ اور شاہد کانپ رہے تھے ان کے سامنے دو اموات ہو گئی تھیں ان کے دوسرا ساتھی ان کے

سامنے موت کے منہ میں چلے گئے تھے۔ یا رب شاہد اگر تم یہ لڈو نہ لے کر آتے تو ہو سکتا تھا کہ ہم لو اس موت سے بچ جاتے۔

ہاں یا رب تم نے ٹھیک کہا ہے لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ سب کچھ ہو جائے گا۔ کھیلو لڈو آواز پھر سنائی دی۔ اور جلدی سے شاہد نے دانہ پڑایا اور اس کو پھینکا تو چھ آگیا پھر پھینکا تو پھر چھ آگیا۔ وہ خوشی سے اچھلا۔ میں بچ گیا میں بچ گیا۔ لیکن دونوں یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ بنگلے کی دیوایوں پر دراڑیں پڑنے لگی تھیں یہ دیکھ کر دونوں بنگلے سے باہر کی طرف بھاگے ابھی وہ باہر نکلے ہی تھے کہ بنگلہ زمین بوس ہو گیا۔ وہ حیران ہو گئے تھے کہ یہ سب کیسے ہو گیا وہ گھر کی طرف چل دیے لیکن صفدر اور مدیحا کی موت کو وہ بھول نہ سکے وہ چار آئے تھے اور دو واپس جا رہے تھے۔

پچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی ایک شخص سارے شہر کو ران کر گیا۔ ان دونوں کو مدیحا اور صفدر کی موت کا دکھ تھا لیکن اپنے زندہ بچ جانے کی خوشی بھی تھی کہ وہ موت کے منہ سے زندہ بچ کر آگئے ہیں بلکہ ان بدروحوں کو بھی مار کر آگئے ہیں جنہوں نے نجانے اب تک کتنے لوگوں کی جان لی ہوئی تھی۔ ان کی وجہ سے باقی لوگ مرنے سے بچ گئے تھے اور نہ بنگلہ رہا تھا اور نہ ہی لوگ بنگلے کو دیکھنے کی خواہش کریں گے۔ سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔

حسنِ غفرت کے ہر اک رخ کے نکھارنے کو ہمراہ دینِ حق باطلوں کا دھرم رکھ دیا ہوگا یکسانیت سے آتا نہ جائے یہ خلیفہ خدا تماشائے زندگانی میں حرم رکھ دیا ہوگا (عقلمی چوہان لاہور)



# زندہ لاش

--- تحریر: کامران شکیل --- واہ کینٹ ---

مجھے ایک خوبصورت محل دکھائی دیا اس خوفناک جنگل میں اتنے حسین محل کو دیکھ کر میں ششدر رہ گیا میں کسی ان دیکھی قوت کے زیر اثر چلتا ہوا اس محل میں داخل ہو گیا مختلف راہداریاں گزرنے کے بعد میں ایک ہال میں داخل ہو گیا ہاں میں داخل ہوتے ہی میری نظر ایک بہت ہی حسین تخت پر پڑی جس پر سیاہ شکل کا ایک بھیا تک انسان بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھ کر وہ چونک گیا اس کے چہرے پر خوف رقص کرنے لگا وہ تخت سے اٹھا اور چلانے لگا کون ہو تم اور میری اجازت کے بغیر تم میرے محل میں داخل ہونے کی جرات کیسے کی۔ میں نہیں جلا کر راکھ کر دوں گا میں پہلے ہی خوفزدہ تھا اس بھیا تک شخص کی بات سن کر میرے خوف میں مزید اضافہ ہو گیا اچانک میرے کان میں کسی نے کہا جینید بیٹا یہی ہے وہ شیطان جادوگر جس کا تم خاتمہ کرنے آئے ہو آگے بڑھو اور اس کا کام تمام کر دو خدا تمہارے ساتھ ہے یہ شیطان تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ آواز انہی بزرگ کی تھی جنہوں نے مجھے بچپن میں مجھے تعویذ دیا تھا میرے اندر حوصلہ پیدا ہوا اور شیطان جادوگر کو چلا کر کہا۔ شیطان کی اولاد میں تمہیں ختم کرنے کے لیے آیا ہوں تو نے بہت سے لوگوں کا خون بہایا ہے آج مجھے اس کا حساب دینا ہوگا آج تو میرے ہاتھوں سے کسی بھی صورت نہیں بچ سکتا میری بات سن کر اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور بولا۔ چوٹی پہاڑ گرانے چلی آئی ہے تم ابھی بیٹے ہو اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں ویسے بھی آج میرا انسانی خون پینے کا موڈ نہیں ہے شیطان کی اولاد میں غصے سے چیخا اور میں اس شیطان کی جانب بڑھنے لگا مجھے اپنی جانب آتا ہوا دیکھ کر وہ بوکھلا گیا اس نے کوئی منتر پڑھ کر میری جانب پھونک ماری تو آگ کے بہت بڑے بڑے گولے میری جانب بڑھنے لگے لیکن میرے جسم سے ٹکرانے سے پہلے ہی وہ غائب ہو گئے اس سے قبل کہ جادوگر کوئی اور وار کرتا میں اس کے قریب پہنچ گیا میں نے وقت ضائع کئے بغیر تلوار کا ایک زوردار وار اس کی گردن پر کیا جس سے اس کا سر اس کے جسم سے علیحدہ ہو گیا اور خون کا فوارہ اس کی گردن سے نکلنے لگا میں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا برتن اس کے خون سے بھر لیا چند لمحوں بعد جادوگر کی لاش کو آگ نے اپنی لیٹ میں لے لیا۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

رات کی تاریکی نے ہر سوائپ پر پھیلا دیئے تھے چودھویں رات کا چاند بادلوں کے ساتھ آنکھ پجولی کھیل رہا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی میں چھت پر کھڑا اس حسین موسم کو انجوائے کر رہا تھا اچانک میری نظر قبرستان میں چلتے ہوئے ایک سائے پر پڑی قبرستان میرے گھر کے قریب ہی تھا میرے گھر کی چھت سے پورا قبرستان نظر آتا تھا چاند کی روشنی میں مجھے قبرستان میں ایک سایہ بہت ہی واضح دکھائی دے رہا تھا اس سائے کو قبرستان میں دیکھ کر مجھ پر حیرتوں کے



پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے کیونکہ وہ کوئی مردانہ سایہ نہ تھا بلکہ بے فید لباس میں ملبوس ایک حسین دوشیزہ تھی رات کے اس وقت ایک عورت کا قبرستان میں موجود ہونا کوئی معمولی بات نہیں تھی میں بت بنا اسے دیکھے جا رہا تھا وہ مسلسل ایک قبر کی جانب بڑھ رہی تھی پھر اس قبر کے قریب پہنچ کر وہ رک گئی اس کی نگاہیں اس قبر پر مرکوز تھیں وہ قبر بہت ہی پرانی تھی ہمارے گاؤں کا کوئی شخص بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ قبر کس کی ہے وہ دوشیزہ قبر کے قریب ہی بیٹھ گئی اس کی نگاہیں مسلسل کو گھور رہی تھیں میرے دماغ میں طرح طرح کے سوالات جنم لے رہے تھے جن سے میں الجھ گیا تھا بجانے وہ حسینہ کون تھی اور کہاں سے آئی تھی میں کافی دیر کھڑا سے دیکھتا رہا لیکن اس نے کوئی حرکت نہ کی وہ اسی طرح قبر کے پاس بیٹھی رہی میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں خود جا کر اس سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ کون ہے اور اس وقت قبرستان میں کیا کر رہی ہے اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے میں گھر سے نکلا اور قبرستان کی جانب بڑھنے لگا طرح طرح کے بھانک خیالات میرے دماغ میں جنم لے رہے تھے جنہوں نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا میں سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ کوئی چڑیل یا بدروح نہ ہو کیونکہ رات کے وقت کوئی انسان عورت تو قبرستان میں نہیں جاسکتی سوچوں میں گرا ہوا میں مسلسل قبرستان کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا اور قبرستان کے گیٹ پر پہنچ کر مین رک گیا میں نے اپنے خوف کو کم کا نا جا لیکن وہ کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ رہا تھا دل کی دھڑکن بہت تیز ہو چکی تھی میری چھٹی حس چلا چلا کر مجھے خطرے سے آگاہ کر رہی تھی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ آگے قدم بڑھاؤں یا واپس لوٹ جاؤں واپس لوٹ کر جانا ناکام ہونے کے مترادف تھا اور ناکام ہونا

میں نے سیکھا ہی نہ تھا۔ اس لے میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں قبرستان میں ضرور جاؤں گا چاہے مجھے پتہ نہ ہو جان سے ہی ہاتھ کیوں نہ دھونے پڑیں میں قبرستان میں داخل ہو گیا اور اس قبر کی جانب بڑھنے لگا جس کے قریب وہ دوشیزہ بیٹھی ہوئی تھی جس نے مجھے حیران کر دیا تھا چند ہی لمحوں میں میں اس کے قریب پہنچ گیا اس کا حسین چہرہ دیکھ کر میں چند لمحوں کے لیے گھو بی گیا تھا اس کا چاند سا مکھڑا پہلی ہی نظر میں میرے دل کو بھانپ گیا اس کا حسن دیکھ کر اس کے بنانے والے کی مہارت کی داد دینے کو جی چاہا اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ انسان نہیں ہے یا تو وہ قبرستان کی کوئی پری ہے یا پھر جنت سے آئی ہوئی کوئی حور ہے کیونکہ اتنی حسین انسان لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی تھی وہ مسلسل اسی قبر کو دیکھ کر جا رہی تھی جس کے قریب وہ بیٹھی ہوئی تھی اچانک اسے میری موجودگی کا احساس ہوا اس نے حیرانگی سے میری جانب دیکھا اور مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں نظر آنے لگے چند لمحوں تک وہ مجھے غور سے دیکھنے کے بعد اس نے اپنے ہونٹوں کو جنبش دی۔ جنید آگئے تم میں بہت عرصے سے تمہارا ہی اندر کر رہی تھی میں تو اس کو جانتا نہیں تھا اس کے منہ سے اپنا نام سن کر میں حیران رہ گیا۔ آپ کون ہیں اور مجھے کیسے جانتی ہیں۔ اور اس وقت قبرستان میں کیا کر رہی ہیں میں نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تو وہ مسکرانے لگی۔ سب کچھ بتا دوں گی تم نے مجھے بہت انتظار کروایا ہے میں برسوں سے تمہارا ہی انتظار کر رہی ہوں آج تم آئے ہو تو میری انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئی ہیں وہ چپ ہو گئی اس کی باتوں نے مجھے الجھا دیا تھا مجھے اس کی باتوں کی بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی مجھ پر اضطراب کی کیفیت طاری تھی مجھے مضطرب دیکھ کر

اس نے دوبارہ سے ہونٹوں کو جنبش دی جنید تم بہت بے چین ہو گئے ہو شاید تمہیں میری باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی تم میری حقیقت جاننے کے لیے بے چین ہو کیوں ہونا۔ اس نے سوالیہ نگاہوں سے میری جانب دیکھا تو میں نے کہا۔ ہاں وہ دوبارہ بولی میرے قریب بیٹھ جاؤ میں تمہیں سب کچھ بتاتی ہوں میں اس کے قریب ہی بیٹھ گیا اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جنید میں انسان نہیں ہوں ایک چڑیل ہوں اس کی بات سن کر میرے جسم پر کچھ طاری ہو گئی میرے خوف میں مزید اضافہ ہو گیا۔ میں اٹھ کر بھاگنے لگا تھا کہ اس نے مجھے پکڑ لیا اور بولی جنید تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاؤں گی مجھے تمہاری مدد درکار ہے پلیز میری مدد کر دو میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی اس کی بات سن کر میں حیران رہ گیا کہ ایک چڑیل کی مدد میں کیسے کر سکتا ہوں میں تو ایک کمزور سا انسان ہوں جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے میں نے اپنے خیالات کا اظہار اس کے سامنے کر دیا۔ میں ایک معمولی سا انسان ہوں میں آپ کی مدد کیسے کر سکتا ہوں اس نے مسکرا کر میری جانب دیکھا اور بولی۔ جنید تم معمولی انسان نہیں ہو تمہارے پاس ایک بہت بڑی عنقبتی موجود ہے تم دنیا کی بڑی سے بڑی شیطانی طاقت کا مقابلہ کرنے کی قوت رکھتے ہو اس کی باتوں کی مجھے بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی میں نے اسے کہہ دیا پلیز صاف صاف بات کریں مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ اور کیا کہنا چاہ رہی ہیں میری بات سن کر وہ دوبارہ گویا ہوئی جنید تمہارے گلے میں جو تعویذ ہے وہ بہت قیمتی ہے اس میں ایک بزرگ کی نورانی طاقتیں موجود ہیں

یہ طاقتیں ایک بزرگ نے تین خطرناک چلوں کے بعد حاصل کی ہیں اس تعویذ نے تمہیں بہت طاقتور انسان بنا دیا ہے بلکہ بہت بڑا جادوگر بنا دیا ہے اس کی بات سن کر میں نے حیرانگی سے اپنے گلے میں موجود تعویذ کو دیکھا تو مجھے یاد آیا کہ یہ تعویذ مجھے بچپن میں ایک بزرگ نے دیا تھا ایک بات بچپن میں میں سخت بیمار ہو گیا تھا گھر والوں نے کئی ڈاکٹروں کو دکھایا لیکن کوئی فرق نہ پڑا۔ مجھے کئی روز شدید بخار رہا تھا۔ میری امی ایک دن مجھے ایک بزرگ کے پاس لے گئیں۔ اس بزرگ نے مجھے یہ تعویذ دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ تعویذ قیمتی ہے اسے سنبھال کر رکھنا جب ہم واپس آنے لگے تو بزرگ نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا ہو سکتا ہے تمہیں زندگی میں شیطانی طاقتوں کا مقابلہ کرنا پڑے خدا پر بھروسہ رکھنا وہ تمہاری مدد کرے گا ہمیشہ حق کا ساتھ دینا اور ثابت قدم رہنا۔

کیا سوچ رہے ہو جنید اپنے قریب بیٹھی حسینہ کی آواز سن کر میں ہوش کی دنیا میں آیا اور کہا کچھ خاص نہیں اس تعویذ کے بارے میں سوچ رہا تھا یہ تعویذ بچپن سے میرے پاس ہے لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ اتنا قیمتی ہے خیر چھوڑیں اس بات کو یہ بتائیں کہ میں آپ کی مدد کیسے کر سکتا ہوں اور ہاں آپ نے تو ابھی تک مجھے اپنا نام بھی نہیں بتایا کیا نام ہے آپ کا۔ میری بات سن کر اس کے چاند سے حسین کھڑے پر مسکراہٹ پھیل گئی پیرانا مارہ ہے میری داستان بہت لمبی ہے میں تمہیں اپنی زندگی کی داستان سناؤں گی اس سے تمہیں علم ہو جائے گا کہ تم میری کیسے مدد کر سکتے ہو اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی اس کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی اور اداسی رقص کرنے لگی چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوئی



میں بچپن میں اپنے پیرنس کے ساتھ کوہ قاف میں رہتی تھی انسانی خون پینا چڑیلوں کی فطرت ہوتا ہے مجھے میری پیرنس نے بچپن سے ہی انسان خون پلانا شروع کر دیا اس طرح مجھے انسانی خون کی عادت ہو گئی میری ماں انسانی دینا میں آتی اور انسانوں کو ذبح کر کے ان کا خون اپنے ساتھ کوہ قاف لے جاتی تھی جس سے میں اور باقی گھر والے اپنی پیاس بجھاتے تھے کوہ قاف میں ایک ایسا قبیلہ بھی تھا جس کے تمام افراد مسلمان تھے وہ لوگ انسانوں کا خون نہیں پیتے تھے اور ہم لوگوں کو بھماؤہ خون پینے سے روکتے تھے اسی وجہ سے دونوں قبیلوں کے درمیان اکثر خوفناک جنگیں ہوتی تھی چونکہ ان کے پاس نورانی طاقتیں تھیں اس لیے وہ اکثرہ پر جاوی ہو جاتے تھے ایک روز مسلمان جنات کے قبیلے نے ہمارے قبیلے پر حملہ کر دیا انہوں نے ہمارے قبیلے کے تمام جنات اور چڑیلوں کو آگ لگا دی میں بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر انسانی دنیا میں آ گئی میں جوان ہو چکی تھی مسلمان جنات کے حملے سے میرے گھر والے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے میں اکیلی رہ گئی تھی میں نے انسانی دینا میں آبادی سے دور ایک ویرانے میں اپنے جادو سے ایک گھر بنایا اور اس میں رہنے لگی۔ انسانی خون پینا میری عادت تھی اس لیے ہر روز رات کو میں انسانی آبادی میں جاتی اور ایک انسان کو مار کر اس کے خون سے اپنی پیاس بجھاتی۔ ایک رات میں بہت دیر کی انسان کی تلاش میں گھومتی رہی لیکن مجھے کوئی بھی انسان نہیں مل رہا تھا شاید رات زیادہ ہونے کی وجہ سے تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں جا کر سو گئے تھے آخر تلاش کرتے کرتے مجھے ایک جوان لڑکا دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی میری پیاس بڑھ گئی اور میں بے بس ہو کر اس کی طرف دوڑ پڑی میں نے جونہی

اس کو چھوا مجھے ایک شدید جھٹکا لگا اور میں اس کی بڑی کٹی فٹ دور جاگری مجھے لگا کہ شاید وہ لڑکا کوئی عام انسان نہیں ہے بلکہ کوئی جادوگر ہے لڑکا میرے قریب آیا اور مجھے بالوں سے پکڑ کر کھینچنے لگا رد کی شدت نے میری چپٹیں نکل رہی تھیں میں نے اپنے تمام منتر پڑھ کر اس پر پھونکا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا اس نے میری تمام طاقتیں ختم کر دی تھیں میں اس کی منتیں کرنے لگی کہ مجھے چھوڑ دو میں آئندہ کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچاؤں گی لیکن وہ میری کسی بات پر دھیان نہیں دے رہا تھا بس مجھے ہسٹتا جا رہا تھا وہ آبادی سے باہر نکل کر ایک ویرانے کی جانب بڑھنے لگا پھر وہ ایک خالی مکان میں داخل ہوا اور مجھے ایک کمرے میں جا کر بیٹھ دیا میرا پورا جسم دکھ رہا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کھال اتر چکی ہو اچانک میری نگاہ اس لڑکے کے چہرے پر پڑی تو میں اس کے حس میں کھوس گئی وہ بہت ہی حسین تھا میری نگاہیں اس کے چہرے پر جم ہی گئیں تھیں آج پہلی بار کوئی انسان مجھے معصوم لگا تھا لیکن وہ نفرت بھری نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھیں میں اس کی قیدی تھی اور مجھے لگ رہا تھا کہ وہ مجھے بہت کڑی سزا دے گا اور اس نے ایسا ہی کیا اس نے ایک منتر پڑھا اور میری طرف پھونک ماری تو آگ کی زنجیروں نے مجھے جکڑ لیا میں درد سے بلبلاتا ہوا پورا جسم جل رہا تھا میں ایک بار پھر اس لڑکے کی منتیں کرنے لگی مگر پہلی کی طرح اس بار بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا تھا وہ کمرے سے باہر چلا گیا اور میں اسی طرح تڑپتی رہی۔ اگلے روز وہ دوبارہ میرے پاس آیا اور میرے لیے وہ کھانا لایا تھا اس نے منتر پڑھ کر پھونک ماری تو وہ آتش زنجیریں غائب ہو گئیں جنہوں نے مجھے جکڑ رکھا تھا اس نے

کھانا میرے سامنے رکھ دیا اور میرے جسم میں لمبی بھی شدید جلن تھا میرا سفید جسم جل کر کالا ہو چکا تھا اپنی یہ حالت میرے لیے برداشت سے باہر تھی میری آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب بہہ رہا تھا وہ لڑکا عجیب سی نظروں سے میری طرف دیکھ رہا تھا آج اسکے چہرے پر پچھلے روز جیسا غصہ نہ تھا شاید اسے میری حالت پر رحم آ گیا تھا اس لیے وہ رحم بھری نظروں سے مجھے دیکھے جا رہا تھا۔ کھانا کھا لو اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ میں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ تو وہ بولا کھانا دن بھوک سے مر جاؤ گی اس نے چہرے پر مسکراہٹ سجائی تھی تو میں نے کہا ایک شرط پر کھانا کھاؤ گی اور وہ شرط یہ ہے کہ آپ مجھے دوبارہ ان آتش زنجیروں میں قید نہیں کرو گے بے شک آپ مجھے اپنی قید میں رکھیں آزاد نہ کرو میری طاقتیں تو دیئے بھی آپ نے سلب کر رکھی ہیں اس لیے میں یہاں سے بالکل بھی فرار نہیں ہو سکتی ہوں اور نہ ہی فرار ہونا چاہتی ہوں۔ میں ساری زندگی آپ کی غلامی میں گزار دوں گی بس آپ مجھ پر ایک احسان کر دیں کہ مجھے دوبارہ آتش زنجیروں میں قید نہ کرنا میری بات سن کر وہ مسکرایا اور بولا میں زنجیروں میں سزا اس لیے دی تھی کہ تم انسانوں کے ساتھ ظلم کر رہی تھی تم نے بہت سے معصوم انسانوں کا قتل کیا تھا اگر تم میرے ساتھ وعدہ کرو کہ آئندہ کسی بھی انسان کو قتل نہیں کرو گی تو میں تمہیں کوئی بھی اذیت نہیں دوں گا ہاں تمہاری جادوؤں کی طاقتیں تب تک تمہیں واپس نہیں کروں گا کہ جب تک تم مجھے یقین نہیں دلا سکتی کہ تم نے اپنی انسانی خون والی عادت ختم کر دی ہے اور آئندہ تم انسانوں کو نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔ میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ میں

ہمیشہ آپ کی غلام بن کر رہوں گی آپ جیسے کہیں گے میں ویسے ہی کروں گی میری بات سن کر وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا میری پہلی بات بلکہ نصیحت مان لو مسلمان ہو جاؤ میں نے رضامندی ظاہر کر دی تو اس نے مجھے نکلہ پڑھا کر مسلمان کر دیا۔ وہ بہت خوش ہوا اس نے اپنے ہاتھوں سے مجھے کھانا کھلایا اس نے مجھے اپنا نام بتایا اس کا نام شام تھا میں شام کو چاہنے لگی تھی وہ بھی میرے سے پیار کرنے لگا تھا اس نے مجھے نماز سکھائی قرآن پڑھنا سکھایا اس نے میری طاقتیں مجھے واپس کر دیں تھیں جادو کی طاقتیں ملتے ہی میرا جسم جو جل کر سیاہ ہو گیا تھا وہ دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ وقت گزرتا گیا اور میرے دل میں شام کا پیار بڑھتا گیا وہ اگر تھوڑی دیر کے لیے بھی مجھ سے دور چلا جاتا تو میں بے چین ہو جاتی تھی مجھے تب تک سکون نہیں ملتا تھا جب تک وہ واپس نہیں آ جاتا تھا وہ نورانی طاقتوں کا مالک تھا وہ انسانوں کو نقصان پہنچانے والے جادوگروں اور جنات کا مقابلہ کرتا تھا اور انہیں ختم کر دیتا تھا اس کام میں میں بھی اس کا ساتھ دیتی تھی اسے جب بھی میری مدد کی ضرورت ہوتی تھی میں اپنی جادوؤں کی طاقتوں سے اس کا ساتھ دیتی تھی ہم دونوں پرسکون زندگی گزار رہے تھے ایک روز ہمیں معلوم ہوا کہ ایک جادوگر نے چاندنگر کے لوگوں کے لیے قہر بنا رکھا ہے وہ روزانہ کئی انسانوں کو شیطان آقا کے قدموں میں ذبح کر کے طاقتیں حاصل کرتا گیا چاندنگر کے لوگوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جا رہی تھی میں نے اور شام نے فیصلہ کیا کہ ہم اس جادوگر کا خاتمہ کر کے اس کے چنگل سے چاندنگر کے لوگوں کو نکالیں گے میں اور شام اس جادوگر کا مقابلہ کرنے کے لیے چاندنگر چلے گئے وہ جادوگر ہم دونوں سے زیادہ طاقتور تھا



لیکن اس کے پاس ہدی کی طاقتیں تھیں اور ہمارے پاس نورانی طاقتیں تھیں نورانی طاقتیں ہدی کی طاقتوں پر ہمیشہ غلبہ پالیتی ہیں ہم نے بھی اس شیطانی جادوگر کا مقابلہ ڈٹ کر کیا لیکن میرے سے ایک غلطی ہوگئی جس کی وجہ سے میں اپنے شام کو کھو بیٹھی میں نے ایک منتر غلط پڑھ دیا جس کا جادوگر پراثر ہونے کی بجائے شام پر ہوا اور اس کی تمام طاقتیں ختم ہو گئیں جادوگر نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے شام کو قید کر لیا شام آج تک اس کی قید میں بند ہے جادوگر نے شام کو اس قبر میں قید کر رکھا ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے میرا شام زندہ ہے یہاں دفن ہے میں اس قبر سے شام کو نکالنے کی ہر ممکن کوشش کر چکی ہوں مگر کامیاب نہیں ہو سکی ہوں اس قبر میں اس شیطانی جادوگر کا سحر پھیلا ہوا ہے میں اپنی تمام کوششوں کے باوجود اس سحر کو توڑ نہیں سکی ہوں جنید اس دنیا میں تم ہی وہ واحد انسان ہو جو میرے شام کو اس خوفناک قبر سے نکال سکتے ہو جس میں وہ پچیس برس سے قید ہے اتنا کہہ کر وہ چپ ہو گئی۔

آپ نے یہ نہیں بتایا کہ میں آپ کی مدد کیسے کر سکتا ہوں میں شام کو اس قبر سے کیسے نکال سکتا ہوں اس قبر میں تو جادوگر کا طلسم پھیلا ہوا ہے جب آپ اس طلسم کو توڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکی تو میں کیسے توڑ سکتا ہوں میں نے اپنے دماغ میں آئے ہوئے تمام سوالات اس سے کہہ دیئے تو وہ بولی دس برس پہلے میری ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی ان کے پاس بھی نورانی طاقتیں تھیں میں نے انہیں اپنی دکھوں بھری داستان سنائی اور مدد مانگی تو انہوں نے کہا وہ میری مدد نہیں کر سکتے شام کو صرف ایک ہی صورت میں اس قبر سے آزاد کیا جاسکتا ہے کہ جادوگر کا بل کر کے اس کا خون اس قبر میں ڈالا جائے جس میں شام قید

ہے اس طرح اس قبر سے جادو کا سحر ختم ہو جائے گا۔ بزرگ نے پوچھا کہ اپنے ہاتھ پر پھونک ماری تو اس پر ایک قسم کا دکھائی دی بزرگ نے کہا کہ یہ لڑکا جو اس وقت میرے ہاتھ پر دکھائی دے رہا ہے صرف میں ہی اس شیطانی جادوگر کا مقابلہ کرنے کے بعد قتل کر سکتا ہے اور تمہارے شام کو آزاد کر دیا سکتا ہے جنید بزرگ کے ہاتھ پر جس لڑکے کی تصویر تھی وہ تمہاری تھی میں دس برس سے تمہیں تلاش کر رہی ہوں پلیز جنید میری مدد کرو میرے شام کو اس قبر سے نکال لو جہاں وہ پچیس برسوں سے زندہ دفن ہے میں ساری زندگی تمہاری شکر گزار ہوں گی میں نے کہا۔

میں جادوگر کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہوں وہ بہت ہی طاقت ور ہے جبکہ میں تو ایک معمولی سا انسان ہوں میرے پاس تعویذ میں جو طاقتیں ہیں مجھے تو ان کو استعمال کرنا بھی نہیں آتا۔ اس نے کہا جنید تم بھی وہ واحد شخص ہو جادوگر کا مقابلہ کر کے اسے ختم کر سکتے ہو تم معمولی انسان نہیں ہو میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ تمہارے پاس جو تعویذ ہے وہ بہت قیمتی ہے میں تمہیں ایک منتر اور بھی بتاؤں گی جس کے ذریعے تم جو چاہو کر سکتے ہو یعنی اس منتر کے ذریعے تم تعویذ میں موجود طاقتوں کو استعمال کر سکتے ہو یہ منتر تمہیں جادوگر کا مقابلہ کرنے میں بڑی مدد کرے گا میں نے اس سے وعدہ کیا کہ میں شام کی آزادی کے لیے جادوگر کا مقابلہ ضرور کروں گا مازہ نے مجھے وہ منتر دیا۔ جس کے ذریعے میں اپنے تعویذ کی طاقتوں کو استعمال کر سکتا تھا میں نے وہ منتر پڑھا تو ایک بدروح میرے سامنے نمودار ہوئی میں نے اس سے شیطان جادوگر کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور اسے کیسے ختم کیا جاسکتا ہے

تو بدروح نے مجھے بتایا کہ وہ جادوگر اس وقت چاند نگر میں ہے وہاں ہر طرف اس کا سحر پھیلا ہوا ہے جو بھی اس کی اجازت کے بغیر وہاں جاتا ہے جل کر دھک ہو جاتا ہے اس کے جادو سے صرف ایک طریقے سے بچا جاسکتا ہے یہاں سے میلوں دور کالے پہاڑوں سے ایک نیلے پانی کا چشمہ نکلتا ہے اگر میں اس چشمہ کے پانی سے غسل کروں تو جادوگر کی کوئی بھی طاقت مجھ پر اثر نہیں کرے گی اس چشمے میں کپڑوں نہانا ہوگا اور جادوگر کی طاقت صرف اس وقت تک نہیں اثر کرے گی جب تک میرے کپڑے نیلے پانی سے گیلے رہیں گے کپڑے خشک ہونے کے بعد جادوگر کی طاقت مجھ پر اثر کر سکتی ہے یعنی مجھے کپڑے خشک ہونے سے پہلے جادوگر کا خاتمہ کرنا تھا میں نے اس بدروح سے کہا کہ مجھے نیلے پانی کے چشمے کے پاس پہنچا دو وہ بولی تم اپنی آنکھیں بند کر لو میں نے آنکھیں بند کیں کچھ دیر بعد بدروح بولی۔ اب اپنی آنکھیں کھول دو میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو میں ایک چشمے کے پاس کھڑا تھا جس کے پانی کا رنگ نیلا تھا کالے پہاڑ سے گرتا ہوا نیلے پانی کا یہ چشمہ بہت ہی دلکش منظر پیش کر رہا تھا رات کی تاریکی ختم ہو چکی تھی اور صبح کا سورج طلوع ہو رہا تھا میں نے نیلے پانی سے غسل کیا پانی بہت ہی میٹھا تھا غسل کرنے کے بعد میں نے بدروح سے کہا۔ مجھے جلدی سے چاند نگر میں پہنچا دو اس نے مجھے چند لمحوں میں ہی چاند نگر کے ایک جنگل میں پہنچا دیا وہ بولی اس سے آگے میں نہیں جاسکتی آپ کو اکیلے ہی جانا ہوگا آپ نے نیلے پانی سے غسل کیا ہے اس لیے جادوگر کا جادو آپ پر اثر نہیں کرے گا لیکن اگر میں اس سے آگے جاؤں گی تو جادوگر کا پھیلا ہوا سحر مجھ کو جلا کر رکھ کر دے گا

آپ اب آگے بڑھو اور جادوگر کو تلاش کر کے اس کا ہاتھ کر دو شاید وہ اپنے غلام جراث کے ذریعے آپ کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کرے گا لیکن آپ نے فکرمبر کر جائیں جب تک آپ کے کپڑے نیلے پانی سے گیلے ہیں کوئی بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا نیلا پانی آپ کے لیے حفاظتی حصار کا کام کرے گا اس نے منتر پڑا تو ایک خنجر اور برتن اس کے ہاتھ میں اٹھے وہ اس نے مجھے دے دیئے اور میں جادوگر کا خون لینے کے لیے آگے بڑھ گیا ابھی میں تھوڑا ہی آگے گیا تھا کہ ایک بھیا نک شکل والی چیز نے مجھ پر حملہ کر دیا اس کا چہرہ سیاہ تھا آنکھیں بہت بڑی تھیں اور سرخ تھیں ناک ماتھے پر تھا کان سر پر تھے ہاتھوں کے ناخن دو دو ٹ لپے تھے پاؤں اٹلے تھے اس بھیا نک چیز کو دیکھ کر خوف سے میں کانپنے لگا مجھے خائف دیکھ کر اس نے ایک بھیا نک قہقہہ لگایا اور میری طرف بڑھنے لگی اس نے اپنے خنجر جیسے ناخن میرے پیٹ میں گاڑنے چاہے تو اس کے پورے جسم کو آگ لگ گئی میرے پاس ٹائم بہت کم تھا۔ سورج اوپر چڑھ رہا تھا اور گرمی کی وجہ سے میرے کپڑے خشک ہونے لگے تھے میں تیزی سے جادوگر کی تلاش میں آگے بڑھ گیا اچانک ایک بہت بڑا ڈھلوان میرے سامنے نمودار ہوا اسے دیکھ کر میں ایک بار پھر ڈر گیا وہ میرے قریب آ گیا اپنی موت مجھے بہت قریب سے دیکھائی دے رہی تھی اس نے مجھے اپنے شعلے میں لینے کے لیے اپنا منہ کھولا تو اسے بھی آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور آگے بڑھنے لگا اور جادوگر کو تلاش کرنے لگا لیکن وہ مجھے کہیں بھی نہیں مل رہا تھا جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا میری پریشانی بڑھتی جا رہی تھی کیونکہ سورج کی پیش میرے لباس کو خشک کر رہی تھی اور لباس کے خشک



ہونے کے بعد میں نے جادوگر کے طلسم سے جل کر راکھ ہو جانا تھا میں دل ہی دل میں خدا سے دعا مانگ رہا تھا اور آگے بڑھ رہا تھا اچانک مجھے ایک خوبصورت محل دکھائی دیا اس خوفناک جنگل میں اتنے حسین محل کو دیکھ کر میں ششدر رہ گیا میں کسی ان دیکھی اوتار کے زیر اثر چلتا ہوا اس محل میں داخل ہو گیا مختلف راہداریاں گزرنے کے بعد میں ایک بالائیں داخل ہو گیا ہاں میں داخل ہوتے ہی میری نظر ایک بہت ہی حسین تخت پر پڑی جس پر بٹھا ہوا تھا مجھے دیکھ کر وہ چوٹک گیا اس کے چہرے پر خوف رقص کہنے لگا وہ تخت سے اٹھا اور چلا بنے لگا۔

کون بہنم اور میری اجازت کے بغیر تم میرے محل میں داخل ہونے کی جرات کیسے کی۔ میں نہیں چلا کر راکھ کر دوں گا میں پہلے ہی خوفزدہ تھا اس بھیاںک شخص کی بات سن کر میرے خوف میں مزید اضافہ ہو گیا اچانک میرے کان میں کسی نے کہا جنید بیٹا یہی ہے وہ شیطان جادوگر جس کا تم خاتمہ کرنے آئے ہو آگے بڑھو اور اس کا کام تمام کر دو خدا تمہارے ساتھ ہے یہ شیطان تمہیں کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

یہ آواز انہی بزرگ کی تھی جنہوں نے مجھے بچپن میں مجھے تعویذ دیا تھا میرے اندر حوصلہ پیدا ہوا اور شیطان جادوگر کو چلا کر کہا۔

شیطان کی اولاد میں تمہیں ختم کرنے کے لیے آیا ہوں تو نے بہت سے لوگوں کا خون بہایا ہے آج تجھے اس کا حساب دینا ہوگا آج تو میرے ہاتھوں سے کسی بھی صورت نہیں بچ سکتا میری بات سن کر اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور بولا۔ جیوٹی پھاڑ کر انے چلی آئی ہے تم ابھی بچے ہو اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں ویسے بھی آج میرا

انسانی خون پینے کا موڈ نہیں ہے جاؤ واپس چل جاؤ میں تمہاری زندگی بخشا ہوں اور اپنے دامن سے مجھے ختم کرنے کا خیال نکال دو تم میری طاقت کو جانتے نہیں ہو مجھے شیطان آقا نے بے پناہ طاقتوں سے نوازہ ہوا ہے دنیا کا کوئی بھی انسان میرا بال بھی بھیگا نہیں کر سکتا ہے آج تک جو بھی مجھے مارنے کے لیے آیا ہے خود بھی موت کے منہ میں چلا گیا ہے۔ تم واحد انسان ہو جس کی جان میں بخش رہا ہوں جادو واپس چلے جاؤ۔

واپس پلٹنا میری عادت نہیں ہے میں ایک بار جو فیصلہ کرتا ہوں اس میں ہمیشہ قائم رہتا ہوں میں تجھے قتل کرنے آیا ہوں اور تجھے قتل کر کے ہی واپس جاؤں گا۔ ورنہ میں واپس نہیں جاؤں گا اتنے میں میرے کان میں ایک بار پھر بزرگ کی آواز سنائی دی جنید بیٹا تمہارے پاس نامم بہت کم ہے آگے بڑھو اور اس شیطان کا خاتمہ کر دو یہ شیطان تمہیں باتوں میں لگا کر تمہارا وقت ضائع کر رہا ہے تاکہ تمہارے گرد قائم نیلے پانی کا حصار ختم ہو جائے اور تم پر اس کے جادو کا اثر چل سکے مزید وقت ضائع کرنے کے بجائے آگے بڑھو اور اس شیطان کا خاتمہ کر دو بزرگ کی بات سن کر میں اس شیطان کی جانب بڑھنے لگا مجھے اپنی جانب آتا ہوا دیکھ کر وہ بوکھلا گیا اس نے کوئی منتر پڑھ کر میری جانب چھوٹک ماری تو آگ کے بہت بڑے بڑے گولے میری جانب بڑھنے لگے لیکن میرے جسم سے ٹکرانے سے پہلے ہی وہ غائب ہو گئے اس سے قبل کہ جادوگر کوئی اور وار کرتا میں اس کے قریب پہنچ گیا میں نے وقت ضائع کئے بغیر تلوار کا ایک زوردار وار اس کی گردن پر کیا جسے اس کا سر اس کے جسم سے علیحدہ ہو گیا اور خون کا فوارہ اس کی گردن سے نکلنے لگا میں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا برتن اس کے خون سے بھر لیا چند

محوں بعد جادوگر کی لاش کو آگ نے اپنی لپٹ میں لے لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جادوگر کی لاش جل کر کوئلہ بن گئی اس کے راکھ بننے کی عمل لرز نے لگا میں دوڑ کر محل سے باہر نکلا میری غلام بدروح سامنے کھڑی تھی۔

جلدی سے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا بتے ہوئے کہا اور میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ دیا اور منتر پڑھ کر چھوٹک ماری ہم دونوں ہولیں اڑنے لگے محل میں دھماکے ہونے لگے چند ہی لمحوں میں محل پوری طرح تباہ ہو گیا میں اور بدروح قبرستان میں اسی قبر کے پاس آگئے جس میں شام قید تھا مارہ کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی نجائے وہ کہاں چلی گئی تھی ابھی میں یہ سوچ رہا تھا اور بدروح سے کہا یہ مارہ کہاں چلی گئی ہے۔

بدروح بولی مارہ اپنے گھر واپس چلی گئی ہے وہ ایک چڑیل ہے اس لیے وہ دن کے وقت انسانی بستی میں نہیں آسکتی کیونکہ اگر اسے کسی بزرگ نے دیکھ لیا تو وہ اس کو قید کر لیں گے اسی لیے وہ دن کے وقت انسانی بستی میں آنے سے گھبراتی ہے میں جادوگر کا خون نے کر گھر آ گیا رات کو میں چھت پر کھڑے ہو کر قبرستان کو دیکھے جا رہا تھا مجھے مارہ کا انتظار تھا اچانک مجھے وہ قبر کے پاس کھڑی دکھائی دی میں نے جادوگر کا خون اور ایک پیل لیا اور قبرستان میں چلا گیا مجھے ذکیر مارہ بہت خوش ہوئی آج اس کے چہرے پر کل جیسے اداسی نہیں تھی بلکہ اس کی جگہ خوشی رقص کر رہی تھی وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ میری نظریں اس کے چہرے سے ہٹ نہیں رہی تھی جی چاہتا تھا کہ بس اسے دیکھتا ہی رہوں بڑی مشکل سے میں نے نظریں اس کے چہرے سے ہٹائیں اور قبر کھودنے لگا قبر کھودنے میں مارہ بھی میری مدد کر رہی تھی جلد

ہی ہمیں اس قبر میں ایک لاش دکھائی دی وہ لاش ایک حسین نوجوان کی تھی وہ لڑکا بھی بہت حسین تھا کوہ قاف کا شہزادہ لگ رہا تھا میں نے جادوگر کا خون اس زندہ لاش پر پھینک دیا تو وہ لڑکا ہوش کی دنیا میں واپس آ گیا اس پر چھایا ہوا جادوگر سحر ٹوٹ گیا تو وہ قبر سے باہر نکل آیا مارہ کو دیکھ کر وہ بہت ہی خوش ہوا مارہ نے اسے میرے بارے میں بتایا تو اس نے میرا شکریہ ادا کیا وہ دونوں ایک بار پھر مل جانے کی وجہ سے بہت خوش تھے انہوں نے میرا شکریہ ادا کیا اور میری نظروں سامنے سے غائب ہو گئے میں بھی بہت خوش تھا کہ میں نے ایک معصوم انسان کو قید کو نجات دلائی تھی اور دو پیار کرنے والوں کو ایک بار پھر سے ملا دیا تھا میں نے قبر کو پہلے کی طرف بند کر دیا اور گھر کی طرف چل دیا۔ ایک گہرا سکون تھا جو مجھے مل رہا تھا۔

اس واقعے کو کئی برس بیت گئے ہیں مارہ اور شام ہر چاند کی چودھویں کورات کو مجھے ملنے کے لیے آتے ہیں وہ دونوں بہت ہی ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے ہیں اور پہلے کی طرح انسانیت کی خدمت میں مگن ہیں۔

قارئین کرام میں بہت عرصے بعد خوفناک کی محفل میں حاضری دے رہا ہوں اس سے پہلے میں بہت سی سنورین لکھ چکا ہوں امید ہے کہ مجھے آپ لوگ بھولے نہیں ہوں گے کیسا لگا میرا کم یکدم امید ہے کہ اپنی قیمتی رائے سے مجھے ضرور نوازیں گے انشاء اللہ اب باقاعدگی سے خوفناک کی محفل میں حاضری دیتا رہوں گا اپنی دعاؤں میں یاد رکھے گا۔ اور میرے پیش کو بھی ضرور یاد رکھے گا۔ خدا حافظ۔ کامران ٹیلی۔



پھلوں کے رس کے داغ  
☆ اگر کپڑوں پر پھلوں کے رس لگنے سے داغ پڑ جائیں تو ایک تازہ لیمن کاٹ کر داغ دار حصے پر رگڑیں۔ یہ داغ غائب ہو جائیں گے۔

میلے آئینے کی صفائی  
☆ میلے آئینے کو صاف کرنے کے لئے تھوڑی سی روئی میٹھلیڈ اسپرٹ میں بھگوئیں اور پھر آئینے پر پھیر کر اسے صاف کریں۔ اسپرٹ خود بخود خشک ہو جائے گی اور آئینہ صاف ہو جائے گا۔

ہاری فریم سے دیوار کی حفاظت  
☆ بھاری تصویر فریم یا آئینے دیواروں پر لگانے کی وجہ سے اکثر دیواروں کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اگر آپ فریم کی پشت پر فوم کے دیبر کٹے چاروں کونوں پر چپکا دیں تو فریم کی رگڑ سے دیواریں خراب نہیں ہوں گی۔ اس کے علاوہ فوم کے کٹڑوں کی وجہ سے یہ ہلنے جلنے سے بھی بچے گا۔

عطر کے داغ دور کرنا  
☆ بہت سے لوگ عطر لگانا پسند کرتے ہیں لیکن عطر کا دھبہ کپڑے پر لگ جانے کے اندیشے کے باعث وہ عطر لگانے یا استعمال کرنے سے گھبراتے ہیں۔ کپڑوں میں جس جگہ عطر کا دھبہ پڑ جائے اس حصے پر

ٹائری چمڑک کر ملیں۔ پھر نیم گرم پانی سے دھو ڈالئے عطر کا داغ دور ہو جائے گا۔  
نئے جوتے کے کانٹے کا علاج  
☆ چمڑے کے نئے جوتے پہننے سے پاؤں میں چھالے پڑ سکتے ہیں جو بہت تکلیف دیتے ہیں۔ نئے جوتے استعمال کرتے سے قبل جوتے کی اندرونی جانب سوکھا ہوا صابن یا موم اچھی طرح رگڑ دیا جائے تو جوتے کی اندرونی سطح چمڑی ہو جائے گی۔ جس کی وجہ سے اس کا سخت چمڑا پاؤں کو تکلیف نہیں پہنچائے گا اور پاؤں میں چھالے بھی نہیں پڑیں گے۔

منیبہ ممتاز - لاہور  
ریفریجریٹر کی بود و ور کرنے کیلئے  
☆ میٹھا سوڈا ایک خشک چھوٹی کٹوری میں ڈال لیں اور ریفریجریٹر کے اندر رکھ کر اس میں رکھ دیں یہ سوڈا ساری بو جذب کر لے گا۔ کچھ دن کے بعد کٹوری میں سے سوڈا تبدیل کر دیں۔

دستی پلیٹ سے دروازے کی حفاظت  
☆ گھروں میں عموماً بیرونی دروازہ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ اگر اس دروازے کی اندرونی اوز بیرونی جانب اس جگہ تانے یا پیتل کی نقشیں پلیٹ لگا دی جائے جہاں ہینڈل لگے ہوتے ہیں تو ایک طرف دروازے کی خوبصورتی میں اضافہ ہوگا۔

## تلاش گمشدہ

میری مسکراہٹ 25 جون 2006ء بروز اتوار سے گمشدہ ہے میں نے اس کی کئی تلاش کی مگر وہ مجھے دوبارہ بائیل میں لگی میں نے اخبارات اور رسائل میں بھی اشتہارات دیئے مگر میری مسکراہٹ کا کچھ پتہ نہیں چلا وہ صرف اس بات پر ناراض ہوئی کہ میں نے محبت کیوں کی۔ مسکراہٹ نے مجھے سمجھایا بھی تھا مگر میں نے اس کی ایک نہ مانی وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ اب اگر کسی کو ملے تو کہنا کہ زہیب ملک تمہارا بھرا بہا مانے کو تیار ہے ایک بار صرف ایک بار میرے پاس واپس آ جائے۔ اگر کوئی مسکراہٹ واپس کر سکتا ہے تو اس کو اس کی پوری قیمت ملے گی۔

ملک خورشید زہیب، ابراہن گل (تکلیف)

## فرمان رسول

حضرت علی ابن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جب میری امت میں 14 خصالتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں فرمایا:

- ☆ جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنالیا جائے۔
- ☆ امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔
- ☆ زکوٰۃ جہانہ محسوس ہونے لگے۔
- ☆ شوہر بیوی کا صلح ہو جائے۔
- ☆ بیٹا ماں کا نافرمان بن جائے۔
- ☆ آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے۔
- ☆ مساجد میں شور مچایا جائے۔
- ☆ قوم کا زویل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو۔
- ☆ آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے

- ☆ نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔
- ☆ مردانہ ریشم چٹنہ۔
- ☆ آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے۔
- ☆ رقص و سرور کی محفلیں سجائی جائیں۔
- ☆ اس وقت کے لوگ انگلوں پر لہن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہئے کہ پھر وہ ہر وقت عذاب الہی کے منتظر رہیں خواہ سرخ آندھی کی شکل میں یا اصحاب بست کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی صورت میں۔ (ترمذی شریف)

احمد شاہ مجاہد مکران

## مجاہدہ

یہی ام سلیم ہیں جن کے بارے میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا انہوں نے اپنے ہاتھ چڑھائے ہوئے تھے وہ اپنی پشت پر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں اور مجاہدوں کو پانی پلاتیں جب مشکیزے خالی ہو جاتے تو پھر لوٹتیں اور تازہ پانی بھر لاتیں اس وقت تک پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔

## قارین متوجہ ہوں!

قارین! جس صفے پر خط لکھتے ہیں اس صفے کا پچھلا حصہ خالی چھوڑا کریں۔ صفے کے پچھلے والے حصہ پر کچھ نہ لکھا کریں۔ پہلے صفے پر لکھی ہوئی تحریر شائع ہو جائے گی مگر پچھلے صفے پر لکھی ہوئی کوئی تحریر شائع نہیں ہوگی۔ کوپن والی تحریر صرف کوپن پر لکھ کر ارسال کریں۔ (ایڈیٹر)



# مجھے شعر پسند ہے

ہل تک ہی جتیں زندگی راس بہت  
آج دیکھا انہیں اداس بہت  
کیسے نہ روؤں میں یاد میں اس کی  
دن گزارے ہیں اس کے ساتھ بہت  
بکھر جائے نہ کہیں اس کی خوشبو فضاؤں میں  
آج پھر تھیلی پر حنا سے تیرا نام لکھا ہے  
تدر کرتے ہیں اپنوں کی دل سے انمول  
ہم مجبور ضرور ہیں لیکن بے وفا نہیں  
جب سزا دے ہی چکے ہو تو حال کیا پوچھتے ہو  
ہم اگر بے گناہ نکلے تو تمہیں انسوں ہو گا  
توڑ دینے میں نے گھر کے سبھی آئینے  
عشق میں ٹھکرائے ہوئے لوجھ سے اب دیکھے نہیں چاہتے  
نہ جانے کیوں دل میں اتر جاتے ہیں ایسے لوگ  
جن کے ساتھ کبھی قسمت کے ستارے نہیں ملتے  
دل پہ لگے زخم تو سب مٹا چکا ہوں عدنان  
یہ تو روح کی چاہتوں کا حساب لایا ہوں  
مہیا ہے بھرے شہر میں انصاف کا سودا  
میں سچ کے ترازو میں اسے کہاں تک تولوں  
جس کھیت سے میسر نہ ہو دھقان کو روزی  
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو  
الوداع کہہ کر جب کوئی دور ہوتا ہے  
لگائیں نکتی رہتی ہیں دل مجبور ہوتا ہے

ملک عمر علی سوائی۔ مٹن ایبٹ آباد  
جب داستان زندگی کی وقت سنائے  
تب ہمیں بھی کوئی شخص یاد آئے  
تب بھول جائیں گے زندگی کے سارے نمونے  
جب آپ کے ساتھ گزرا وقت یاد آئے  
دفا کا نام نہ لے اے فراز وفا دل کو تڑپاتی ہے  
ہے سچ تو یہ ہے کہ دفا کا نام لینے سے اک بے دفا کی  
اگر تو وجہ نہ پوچھے تو اک بات کہوں حسن  
بن تیرے اب ہم سے بھی جیا نہیں جاتا  
بھور نہ آئیں تیری آنکھیں تو اک بات کہوں حسن  
تم سے بچھڑانے کے اب امکان بہت ہیں  
زندگی بھر تنہائی کا سفر ملا  
نہ کوئی ساتھی نہ کوئی ہم سفر ملا  
دیا جلتا چھوڑ آئے تھے ان کے لئے  
جب واپس آئے تو جلتا ہوا اپنا گھر ملا  
اندر کی ٹوٹ پھوٹ نے ویران کر دیا ہمیں  
ورنہ ہم کو ناز تھا کہ آفتاب ہیں ہم  
کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا  
بات نکلی تو ہر اک بات پہ رونا آیا  
اب سوچا تھا کہ اسے یاد نہ کریں گے  
خیال آیا ہی تھا اس کا کہ آنکھیں چھلک پڑیں  
اک دن کہا اس نے آؤ اک نئی دنیا بساتے ہیں  
اسے سوچھی شرارت تھی یہ دل کچھ اور سمجھا

خون میں اگر اتنا نور نہ ہوتا، تو دل اتنا مجبور نہ ہوتا  
قسم سے ہم آپ سے ملے روز آتے، اگر آپ کا آشیانہ اتنا دور نہ ہوتا  
میری زیست میں اک ایسا شخص بھی ہے  
کہ وہ میری زندگی ہے اور میں اس کا ایک لمحہ بھی نہیں  
دبیر کی ٹھنڈی راتوں میں جب تنہا روتی ہوں  
تیری یاد آ جاتی ہے دوستی کے لئے  
تعب ہے تیری گہری محبت یہ غالب  
وہ تیری روح میں بسا ہے اور تو اس کا وہم گمان میں بھی نہیں  
آج راتے میں ملا تو پہچان ہی نہ سکا  
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں  
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں  
میری محبت کا اس طرح مذاق نہ بنا ایس  
کہ تیری آنکھیں ترس جائیں مجھے تنہا دیکھنے کو  
خدا کے واسطے اب بے رخی سے کام نہ لے  
ترپ کے پھر کوئی دامن کو تیرے تمام نہ لے  
زمانے بھرا میں چرچے مری، تباہی کے  
میں ڈر رہی ہوں کہیں کوئی تیرا نام نہ لے  
قدم قدم پہ تیری آہٹوں کا ڈیرا ہے  
مگر نظر فقط شب زدہ سویرا ہے  
تہی تہی سے مناظر ہیں مگر گرد فضا  
متاع عمر وہی اک خواب تیرا ہے  
مسجد میں بیٹھا ہوں ہاتھ امین قرآن ہے  
ملنے کو دل کرتا ہے مگر میرا یہ امتحان ہے  
ہم نے خواب بنیں گے نئے منظر لے کر

فرخ شہزاد۔ لاہور  
نئے سورج سے کہو روز نکلے رہتا  
ایس امتیاز احمد۔ کراچی  
ہاؤں جو گرجتے ہیں وہ برسا نہیں کرتے  
فصل کبھی احسان کا چرچا نہیں کرتے  
ایس امتیاز احمد۔ کراچی  
ہزاؤں پھول توڑنے ایک پھول نہ توڑا گلاب کا  
بہت انجام بھولے ایک نام نہ بھولا آپ کا  
وہ آیا اور نہ شراب چھوڑی ہم نے  
جب سے چھوٹا ہے میں نے تیری زلفوں کو سحر  
قسم سے خوشبو اب آتی نہیں کی پھول سے مجھے  
اب تو ظالم ہی بن جاؤ و اچھا ہے فراز  
تیرا نرم لہجے سے ڈسا ہم کو اچھا نہیں لگتا  
سجدوں کے عوض فردوس ملے یہ بات مجھے منظور نہیں  
بے لوث عبادت کرتا ہوں، بندہ ہوں تیرا مزدور نہیں  
ہائے وہ لمحہ کہ جب تجھ سے شناسائی ہوئی  
پھر جو ہوئی تھی میری جان وہ رسوائی ہوئی  
اپنی ناکام محبت کا یوں چرچا نہ کرو  
زخم بڑھ جائے گا اس کی پذیرائی ہوئی  
تو کبھی واجد دنیا سے بیزار ہو جانے گر  
دل یہ چاہے کہ ہانہوں میں سلا لوں تجھ کو  
بھول کر بھی محبت کے جنگل میں نہ آنا ساجد  
یہاں سانپ نہیں انسان ڈسا کرتے ہیں  
نہ آتی جوانی نہ ہم دل لگاتے  
نہ ہوتی محبت نہ آنسو بہاتے  
دل میں خدا کا ہونا لازم ہے دوست  
سجدوں میں پڑے رہنے سے جنت نہیں ملتی



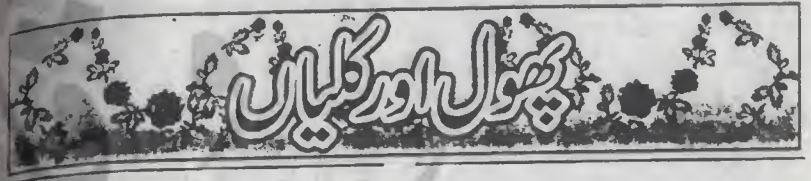
☆ افضل عباسی - راولپنڈی  
وہ جن کے رخسار پہ ہمارے ہونٹوں کے نشان ہے وہی  
اب انہیں بھی ہم سے ملنے میں حیا آتی ہے  
☆ افضل عباسی - راولپنڈی  
کوئی ہمیں سمجھے نہ سمجھے ہم خود کو سمجھ گئے  
دوستوں کی خوشی کے لئے ان کی زندگی کی راہ سے ہٹا گئے  
☆ A.H.C - سیت پور  
غلطی ہوئے کہ اس کو جان سے بھ زیادہ چاہئے لگے احمد  
کیا پتہ تھا میرا اتنا پیار اس سے بے وفا بنا دے گا  
☆ تنویر احمر - کوہاٹ  
ہم سے بے وفائی کی انتہا کیا پوچھئے ہو اسے ناز  
وہ ہم سے پیار سیکھتا رہا کسی اور کے لئے  
☆ فطین ساجد  
وہ رات بھر کرتا رہا کسی غری سے باتیں ناز  
اور مجھے کہتا ہے کہ میں مر جاؤں گا تیرے بغیر  
☆ فطین ساجد  
ان بادلوں کا میرے بار سے بڑھتا جتا مزاج ہے ناز  
کبھی ٹوٹ کر برس گئے ابھی بے رخی سے گزر گئے  
☆ فطین ساجد  
تمہارے بعد ہر منظر مجھے بے رنگ لگتا ہے  
یہ آنکھیں چھین لو یا اپنی پیناکی مجھے دے دو  
☆ ایس اتایاز احمد - کراچی  
ہم نے خود میں تم کو پر دیا ہے ایک شمع کی طرح دوست  
اگر ہم ٹوٹے تو بھر تم بھی جاؤ گے  
☆ افضل عباسی - راولپنڈی  
سوچ کر پکوں میں چھپا لیتا ہوں آنسو  
گر کر یہ تیری آنکھوں سے بے گھر نہ ہو جائیں  
☆ راجہ ذوالفقار نعیم خان - کراچی  
روز روتے ہوئے کہتے ہے زندگی مجھ سے  
صرف اک شخص کی بار مجھے برباد نہ کر  
☆ طرب حسین کھیران - لاڑکانہ  
جب دل دیا تھا کاوش نے جب دور چلا تھا گاؤں سے  
اک ہوش کی ساعت کئے کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے  
☆ شوکت خان - گلگت  
خجارت کی نظر سے نہ دیکھو الفت طوفان کو کاوش  
کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کنارے ڈوب جاتے ہیں

☆ شوکت رشید خیالی - ہنزہ  
عجب تماشاے عشق دیکھا: الٹی تیری دنیا  
تیرے ہی اک بندے نے تیری یاد سے غافل کر دیا  
☆ احمد فراز کلیم - ایبٹ آباد  
کچھ محبت کا نشہ تھا پہلے اس دل کو سالی  
پھر دل جو ٹوٹا تو نشے سے ہی محبت ہو گئی  
☆ محمد وقاص احمد چوہدری - سہیل آباد  
میں جتنا آج اسے چتا ہوں کل بھی اتنا ہی چاہوں گا چاہت  
وہ تو پاگل ہے روز روٹھ جاتا ہے مجھے آزمانے کے لئے  
☆ رائے عیس دلی چاہت - اڈاجوآند بنگلہ  
تیرے جانے کی بعد صرف اتنا سا گھر رہا ہم کو چاہت  
تو پلٹ کر دیکھ لیتا تو زندگی تیرے انتظار میں گزر جاتی  
☆ رائے عیس دلی چاہت - اڈاجوآند بنگلہ  
کہیں تمہانہ کر دے تجھے مصروف رہنے کا شوق سا جن  
جب دن ڈھلے تو کسی کا حال دل پوچھ لیا کرو  
☆ فرحت ساجد - خوشاب  
آغاز سفر میری زندگی کا بس اتنا سا ہے سحر  
کبھی وہ تو کبھی ہم بچھڑا بہت ہیں  
☆ بابری عمر - سندری  
سکڑ دل ہے تو بہت بے رحم ہے سحر  
وہ دنیا ہی چھوڑ گیا، تیرے جانے کے بعد  
☆ بابری عمر - سندری  
ہم دعا لکھتے رہے وہ دعا پڑھتے آ رہے  
ایک لفظ نے بحر سے بحر بنا دیا  
☆ تنویر احمد - کوہاٹ  
محبت کی حقیقت سے ہم خوب واقف تھے دوست  
بس یوں ہی ذرا سا شوق تھا زندگی برباد کرنے کا  
☆ افضل عباسی - راولپنڈی  
بے وجہ نہیں روتا عشق میں کوئی اسے دوست  
جس سے خود سے بڑھ کے چاہو وہ رلاتا ضرور ہے  
☆ تنویر احمد خان - کوہاٹ  
وقت نور کو بے نور کر دیتا ہے، تھوڑا سا زخم دل کو چور کر دیتا ہے  
کون چاہتا ہے اپنوں کے دور ہونا احمد، پروقت سب کو مجبور کر دیتا ہے  
☆ تنویر احمد خان - کوہاٹ  
لوگ تو کہتے رہیں مگر ہم ہم حد سے غافل نکلے  
دیا تھا خون جس کو اپنے جگر کا وہی لوگ بے وفا نکلے

☆ عبدالہ - تربیلہ ڈیم  
یوں روکا نہ کرو تم، یہ گوارا نہیں سحر مجھے  
جب مدہوش ہوتا ہوں میں اکثر شام کے بعد  
☆ بابری عمر - سندری  
دعاے بد نہیں دیتا فقط اتنا ہی کہتا ہوں  
جس پہ تیرا دل آئے وہ تجھ سا بے وفا نکلے  
☆ شاہد نواز - گوجرہ  
دوستی کرنا اتنا آسان ہے جیسے مٹی پر مٹی سے لکھنا  
لیکن دوستی بھانا اتنا مشکل ہے جیسے پانی پر پانی سے پانی لکھنا  
☆ تصور اقبال پردیسی - گوجرہ  
بنا لو اسے اپنا جو تمہیں چاہتا ہے تصور  
خدا کی قسم بڑی مشکل سے ملا کرتے ہیں یہ شدت سے چاہنے والے  
☆ تصور اقبال پردیسی - گوجرہ  
مانگا ہے رب سے تجھے ہم نے التجا کر کے  
اب دور نہ جان کبھی مجھے تمہا کر کے  
☆ تصور اقبال پردیسی - گوجرہ  
تجھ سے وابستہ ہے اب زندگی اپنی  
چاہیں گے ہم تجھے محبت کی انتہا کر کے  
☆ شوکت رشید خیالی  
اسے محبت میں دھوکا ہم بھی دے سکتے تھے لیکن  
رکوں، میں دوڑتی وفا بے وفائی نہیں کرتی  
☆ طرب حسین کھیران - لاڑکانہ  
آج کل کے پھولوں سے کاٹنے ہی اچھے ہیں احسان  
جو خوشبو نہیں دیتے مگر دامن پکڑ لیتے ہیں  
☆ احسان عمر - میانوالی  
کبھی جو پھوٹتا چاہو تو یہ سوچ لینا احسان  
میری سانسوں کو تم بن چلنا نہیں آتا  
☆ احسان عمر - میانوالی  
اب گہری نیند سے جاگو دوستو  
اپنے دلیں کی شان بچاؤ دوستو  
☆ ایہا درد عاربان - گھوٹکی  
ابھی غم طفل کتب ہو سنبھالو اپنی ملت کو  
یہ طوطے کچے پھولوں کا بڑا نقصان کرتے ہیں  
☆ احمد فراز کلیم  
ہزاروں غم میرے سینے میں پڑے ہیں مگر  
ہم نے ہر حال میں ہنسنے کی قسم کھائی ہے  
☆ قیصر عباس کاوش

☆ ساحل کی گیلی ریت پہ لکھا تھا تیرا نام  
لہروں نے چوم چوم کے لئے مٹا دیا  
☆ فوزیہ بیار  
گھر بنا کے وہ میرے دل میں چھوڑ لیا فراز  
نہ خود رہتا ہے نہ کسی اور کو بسنے دیتا ہے  
☆ حاجہ غفور - لیہ  
ہم باوفا تھے اس نئے نظروں سے گر گئے  
شاید تمہیں تلاش کسی کے وفا کی تھی  
☆ محمد وقاص احمد چوہدری - سہیل آباد  
عجیب لوگوں کے بھیرا ہے تیرے شہر میں کاوش  
ادا میں مٹ جاتے ہیں مگر محبت نہیں کرتے  
☆ محمد وقاص احمد چوہدری - سہیل آباد  
کانٹوں پہ پھول ہوتے ہیں  
پھولوں کے کچھ اصول ہوتے ہیں  
وہ لوگ کہتے خوش نصیب ہوتے ہیں  
جن کے تجھے قبول ہوتے ہیں  
☆ عمر علی - ٹنن ایبٹ آباد  
آؤ اک سجدہ کریں عالم مدہوش میں  
لوگ کہتے ہیں ساغر کو خدا یاد نہیں  
☆ مہر محمد احسان نذیر - بھولیر باجوا، پسرور  
بھندی رنگ دیتی ہے سوکھ جانے کے بعد  
کون کسی کو یاد کرتا ہے دور جانے کے بعد  
☆ ملک عمر علی صوابی - ایبٹ آباد  
بنا لو اسے اپنا جو تمہیں چاہتا ہو فراز  
خدا کی قسم بڑی مشکل سے ملا کرتے ہیں یہ چاہنے والے  
☆ آنرہ نول - سہیل آباد  
پھول پتی سے کٹ سکتا ہیرے کا جگر  
مرد یاداں پہ کلام نرم و نازک بے اثر  
☆ مہر محمد عرفان نذیر - بھولیر باجوا، پسرور  
یا سیمائی اسے بھول گئی ہے محسن  
یا پھر ایسا ہے میرا زخم ہی گہرا ہو گا  
☆ آنرہ نول - سہیل آباد  
چاہے ساری دنیا روٹھ جائے پردہ نہیں وہی  
اک تیرے روٹھ جانے سے جان جالی ہے  
☆ ہانیہ گوہر - ملتان





## نشانی

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد کی ریاست حسین پور کے بادشاہ سید زاہد حسین نقوی صاحب نے اپنی سالگرہ کی خوشی کے موقع پر سب قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا۔ سب قیدی اسے سلام کرنے آئے۔ ان میں ایک بوڑھا سید جواد حسین نقوی بھی تھا۔ بادشاہ سید زاہد حسین نقوی نے بوڑھے آدمی سید جواد حسین نقوی سے پوچھا: بابا آپ یہاں کب سے قید ہیں؟ بوڑھے آدمی سید جواد حسین نقوی نے جواب دیا: حضور کے باپ دادا کے زمانے سے۔ بادشاہ سید زاہد حسین نقوی نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا۔ اس بوڑھے کو پھر سے قید کر دو یہ ہمارے بزرگوں کی نشانی ہے۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## خودکشی

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور تحصیل نجیب آباد کی ریاست حسین پور کا حکمران سید زاہد حسین نقوی خودکشی کے بہت خلاف تھا جب بھی کوئی اس سے بات کرتا تو وہ خودکشی کے خلاف باتیں شروع کر دیتا۔ ایک دفعہ ایک مہائے میں گیا۔ اتفاق سے وہاں کام و موضوع بھی خودکشی تھا۔ انہوں نے نواب سید زاہد حسین نقوی صاحب نواب آف حسین پور کو بھی تقریر کا موقع دیا تو وہ کہنے لگے خودکشی حرام ہے اللہ ناراض ہوتا ہے، خودکشی کرنے سے بہتر ہے کہ انسان زہر کھا کر مر جائے۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## حاجی

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کے قصبہ منڈور محلہ شاہ ولایت میں سایہ قیصر علی ترمذی صاحب ملازم کے ڈی اے نہایت پابندی مسجد میں پانچ وقت جاہری

## ماں

☆ ماں محبت کا دریا ہے۔  
☆ ماں اولاد کے لئے سچا ہے۔  
☆ ماں کی عزت کر دے گا اولاد تمہاری عزت کرے۔  
☆ ماں اپنی اولاد کی تکلیف نہیں دیکھ سکتی۔  
☆ ماں خدا کا تختہ ہے۔  
☆ ماں کی آنکھوں میں اپنی وجہ سے کبھی آنسو آنے دو۔  
☆ ماں ہمارے لئے جنت کا ذریعہ ہے۔  
☆ ماں کو ہمیشہ خوش رکھو۔

☆..... بہادر عار بانی۔ گھوٹکی

## دکھ کیا چیز ہے

دکھ ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کو اندر ہی اندر کھاتی جاتی ہے۔ جیسے دیکھ لڑکی کو کھاتی ہے۔ میرا قصہ بھی اسی طرح کا ہے۔ میرے اوپر دکھوں کے پہاڑوں نے ہیں مگر میں اپنے دکھ کی کوئی دیکھ نہیں دیتا میرا قصہ کچھ اس طرح سے ہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں دسویں جماعت میں پڑھتا تھا اس دن صبح ہی صبح یہ محسوس کرنے کو ملی کہ بھائی نے فون پر بتایا کہ ہماری ”مائی“ فوت ہو گئی ہے۔ یہ میرے لئے بہت خطرناک تھی کیوں کہ وہ ”مائی“ مجھے بہت پیار کرتی تھی۔ اس واقعہ کو دو ماہ ہی گزرے تھے کہ میری چھوٹی بھانجی فوت ہو گئی۔ ایک کے بعد ایک دکھ آ رہے تھے۔ اس دکھ کو بھولنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایک شخص دن آج جب میرے والد محترم اس فانی جہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان کے گزرنے کو سال بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ میرے چھوٹے ماموں فوت ہو گئے ہیں۔ ان کو ابھی دو ماہ ہوئے ہیں میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری طرح کسی کو دکھ نہ دے اور جب مجھ کو ان کی یاد آتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے رولوں مگر رو بھی نہیں سکتا۔ میں سب کو یہ دعا کرتا ہوں کہ آپ سب کو خوشیاں دے۔ آمین!

☆..... بہادر عار بانی۔ گھوٹکی

دیا کرتے تھے۔ لوگ ان کے تقویٰ سے بہت متاثر تھے۔ ایک شخص نے جب انہیں نہایت انتہاک سے نماز ادا کرتے دیکھا تو اپنے ساتھی سید سکندر علی ترمذی سے بولا۔ یہ فیصل جو نماز ادا کر رہا ہے نہایت متقی اور پرہیزگار ہے۔ اس پر سید قیصر علی ترمذی نماز توڑ کر بولے۔ اور جناب میں حاجی بھی ہوں۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## ان شاء اللہ

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پنڈاریاں میں ایک پنڈاری سید علمدار حسین نقوی بیٹھا دروازہ تھا کہ ایک کسان سید درار حسین نقوی کا دھڑ سے گزر ہوا سید درار حسین نقوی پنڈاری سید علمدار حسین نقوی چھوٹا بھائی بھی تھا۔ اس نے پوچھا کیا ہوا جو ایسے رورہے ہو؟ پنڈاری سید علمدار حیدر نقوی نے بتایا۔ میرے بڑے لڑکے سید ابراہیم حیدر نقوی کا ہارٹ ٹیبل ہو گیا ہے۔ دیہاتی کسان سید درار حسین نقوی بولا۔ اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ ان شاء اللہ اگلے سال پاس ہو جائے گا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## مجلس احباب

انڈیا کے دار الخلافہ دہلی میں ماحول رنگین تھا۔ مجلس احباب جی ہوئی تھی اور پر لطف باتیں ہو رہی تھیں مومن داس کرم چند گاندھی جی نے مولانا محمد علی جوہر بانی تحریک خلافت سے خطاب ہو کر ازراہ مذاق کہا۔ آپ تین بھائی ہیں ان میں سے دو شاعر ہیں آپ کا تخلص جوہر ہے آپ کے بڑے بھائی گوبر ہوئے اور تیسرے بھائی مولانا شوکت علی کیا ہوئے؟ مولانا محمد علی جوہر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ آپ انہیں شوہر کہہ لیں۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## بھول

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی کچی خواب آشتیاں بدر باغ میں مالک مکان شی سکول ہیڈ ماسٹر عبدالجبار خان اپنے کرائے دار سید واجد حسین نقوی سے ٹک آیا ہوا تھا۔ ایک دن شی مسلم یونیورسٹی سکول ہیڈ ماسٹر عبدالجبار خان اپنے کرائے دار سید

واجد حسین نقوی کے پاس آیا اور بولا۔ بھائی واجد میں تم سے بہت تنگ آ گیا ہوں خبر چلو ایسا کرو کہ آدھا کرایہ دے دیا کرو۔ آدھا کرایہ میں بھول جاؤں گا۔ سید واجد حسین نقوی ایڈیٹر ماہنامہ عنبر لیب اور پندرہ روزہ شگوفہ نے جواب دیا۔ اگر آپ کی یہی خدشہ ہے تو یوں کرتے ہیں کہ آدھا کرایہ تو آپ بھول جایا کریں اور آدھا میں بھول جایا کروں گا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## گپیں

تین گپی واجد ساجد اور زبد گپیں باہک رہے تھے۔ زبید گپی بولا۔ ایک دن میں جنگل میں گیا تو اچانک میرے سامنے تین شیر آ گئے۔ میری بندوق میں صرف ایک ہی گولی تھی میں نے ان سے کہا لائن میں کھڑے ہو جاؤ۔ وہ لائن میں کھڑے ہو گئے تو میں نے ایک ہی گولی سے تینوں کو مار دیا۔ دوسرا گپی ساجد بولا۔ ایک دن میں جنگل میں گیا تو میرے پاس صرف بندوق کا لائن تھا بندوق نہیں تھی میں نے شیر کو لائنس دکھایا تو وہ ڈر کے مارے مر گیا۔ تیسرا گپی واجد بولا۔ تم دونوں نے کوئی خاص بات نہیں کی ایک دن میں جنگل میں گیا تو میرے پاس نہ بندوق تھی اور نہ لائنس میں نے شیر سے کہا نہیں شرم نہیں آتی مجھے جنگل میں ننگے پھر رہے ہو؟ یہ سننے ہی وہ شرم کے مارے مر گیا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## بوریا بستر

ایک مرتبہ تحریک خلافت کے بانی مولانا شوکت علی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں سرسید پڑے طلباء اور طالبات کے جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ دوران تقریر انہوں نے فرمایا۔ برطانوی وزیر اعظم کہتا ہے ہم یورپ سے ترکوں کو بوریا بستر سمیت نکال دیں لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہم انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے وقت بوریا بستر نہیں رکھوا لیں گے کیونکہ یہ چیزیں ہماری ہیں۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## خون

ایک دفعہ وفاقی مملکت تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد سے ہندوستان کی آزادی کے سب سے پہلے وزیر اعظم جواہر لال



نہرو ابن موتی لال نہرو نے مشورہ طلب کیا اور کہا۔ جب میں الٹا کھڑا ہوتا ہوں تو میرے بدن کا سارا خون میرے سر میں آ جاتا ہے لیکن میں سیدھا کھڑا ہوتا ہوں تو خون پاؤں میں جمع کیوں نہیں ہوتا؟ مولانا ابوالکلام آزاد فرسٹ فیزل انجینئرنگ میں نے جواب دیا۔ جو چیز خالی ہوتی ہے خون وہیں جمع ہو جاتا ہے۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## بارش

انڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنوری تحصیل گنڈیریلوے روڈ پر واقع مصطفیٰ سید پھل کالج میں ایک لڑکا سید واجد حسین نایاب انگلش میڈیم کی کلاس میں داخل ہوا تھا۔ وہ انگلش میں بہت کمزور تھا۔ ایک بار بارش کی وجہ سے اسکول نہ آ سکا اگلے دن پرنسپل سید زاہد حسین نقوی صاحب نے اسکول نہ آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے وجہ کچھ اس طرح بتائی مائی ڈیئر سر! میں آئی کم وائرڈز کھٹے کھٹے رین داز چمچ چمچا چمچ مائی لیگ سلڈ ان گڑھا۔ اینڈ آئی ایم دھڑان دی سیم گڑھا۔ ان دس صورت سربو سے ہاڈ آئی کم؟

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## نقطہ

عبداللہ نامی ایک شخص ایران کے مشہور ایرانی شاعر شیخ سعدی سے ملنے پہنچا۔ اس کی آنکھ پر تل تھا۔ اتفاق سے شیخ سعدی گھر میں نہیں تھے۔ وہ شخص چلا گیا۔ بعد میں شیخ سعدی گھر میں آئے تو خادمہ رخی نے بتایا۔ حضور! ایک آدمی آپ سے ملنے آیا تھا۔ شیخ سعدی نے پوچھا۔ اس کا نام کیا تھا؟ خادمہ رخی نے جواب دیا۔ عبداللہ۔ شیخ سعدی بولے۔ عبداللہ کیا نام ہوا، نام تو عبداللہ ہوتا ہے۔ خادمہ رخی نے جواب دیا۔ آقا! آپ کی جان کی قسم میں نے یہ نقطہ تھا۔ شیخ سعدی خادمہ رخی کی نقطہ آفرینی سے بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ عین عربی میں آنکھ کو کہتے ہیں۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## جہنم میں

برطانیہ کے وزیراعظم ہروئسن چرچ کے متعلق ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار جلدی میں ٹیکسی میں سوار ہوئے

اور ڈرائیور سے ریڈیو پیش چلنے کو کہا۔ ڈرائیور نے اس کی طرف دیکھا اور بولا۔ مجھے آنسو ہے جناب اس وقت میں یہاں سے کہیں نہیں جا سکتا۔ ٹھیک آدھے گھنٹے بعد سڑک پر کسی کی تقریر شروع ہونے والی ہے اور میں کسی قیمت پر اس سے محروم رہتا پسند نہیں کروں گا۔ مسٹر چرچ نے سن کر بہت خوش ہوئے اور ایک پونڈ ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ میں دے دیا۔ ڈرائیور نے گھوم کر انہیں دیکھا اور نرم لہجے میں کہا کہ چلے تو پھر آپ کو چھوڑ ہی آؤں۔ مسٹر چرچ چل اور ان کی تقریر کو ڈالے جہنم میں۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## دانت کھٹے

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی فوٹ روڈ پر واقع امیر منزل میں پروفیسر سید واجد حسین نقوی نے اپنے دوست پروفیسر اور برادر کلاں سید ساجد حسین نقوی کو بتایا۔ میں نے اپنے دمن اقبال اسراٹکی کے دانت کھٹے کر دیے۔ برادر کلاں پروفیسر سید ساجد حسین نقوی سمجھنے لگے پوچھا۔ وہ کیسے؟ پروفیسر سید واجد حسین نقوی نے اسے الٹی حکایت کر دی۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## واجد دولت

اردو کے خدائے سخن میر تقی میر کی عادت تھی کہ جب گھر سے باہر جاتے تو تمام دروازے کھل چھوڑ جاتے تھے اور جب واپس آتے تو تمام دروازے بند کر لیتے تھے۔ ایک دن نواب آف حسین پور سید زاہد حسین نقوی نے وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا۔ میں ہی تو اس گھر کی واجد دولت ہوں۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## اس دن

آئر لینڈ کے مشہور سیاست دان ڈی ویر اپنی سیاسی تقریروں کی وجہ سے اکثر جیل جاتے رہتے تھے مگر واپس آ کر وہ پھر تقریروں میں لگ جاتے۔ ایک بار ڈی ویر ایک ہال میں تقریر کر رہے تھے کہ ایک پولیس والے آگئے اور ان کو گرفتار کر لیا۔ ایک سال قید کی سزا سنائی گئی۔ وہ ایک سال قید گزار کر آئے اور اس ہال میں جا پہنچے جہاں ایک سال پہلے تقریر کر رہے تھے اور کہنے لگے معزز حضرات جیسا کہ میں اس دن کہہ

رہا تھا۔

☆..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی۔ کراچی

## زمین کی پکار

اے انسان! تو میری پشت پر طرح طرح کی چیزیں کھاتا ہے اور میرے پیٹ میں تجھ کو کینڑے کوڑے کھائیں گے۔ اے انسان! تو میری پشت پر چلتا ہے ایک دن میرے پیٹ میں جائے گا۔ اے انسان! تو میری پشت پر گناہ کرتا ہے میرے پیٹ میں تجھ کو سزا دی جائے گی۔ اے انسان! تو میری پشت پر خوش ہوتا ہے کل کو میرے پیٹ میں ٹمکن ہوگا۔ اے انسان! تو میری پشت پر غرور سے سر اٹھا کر بھرتا ہے میرے پیٹ میں تجھے سر جھکا کر پڑے گا۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ سیٹ پور

## تنہائی

ہماری زندگی میں اکثر اوقات کچھ لوگ ایسے بھی آتے ہیں جو ہوا کے جھونکوں بارش کی بوندوں دھبک کے رنگوں پانی کے قطروں اور پھول کی آخری پتی کی طرح ہوتے ہیں لیکن جب ہوا کے جھونکے گزر جائیں بارش کی بوندیں برس جائیں دھبک کے رنگ پھیکا پڑ جائیں اور پھول کی آخری پتی بھی گر جائے تو اس وقت انسان کو احساس ہوتا ہے کہ اسکی زندگی کی ساتھی صرف اور صرف تنہائی ہے۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ سیٹ پور

## دروود پاک کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”جب لوگ جمع ہوتے ہیں پھر اٹھ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہیں تو وہ یوں اٹھ جیسے بدبودار مردار کھا کر اٹھتے ہیں۔ اس لئے تم مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو درود پاک کی کثرت کیا کرو۔ باقی دنوں میں فرشتے تمہارا درود پاک پہنچاتے ہیں مگر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات جو مجھ پر درود پاک پڑھتے ہیں میں اس کو اپنے کانوں سے سنتا ہوں کیونکہ اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور

اسی دن ان کا وصال ہوا۔ اسی دن قیامت ہوگی اس لئے جمعہ کے دن درود پاک پڑھنے کی فضیلت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ سیٹ پور

## آقائے دو جہاں رحمۃ للعالمین

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے لوگ صادق امین یعنی چا اور امانت دار کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کا خیال رکھتے اور ان کی ہر طرح مدد کرتے تھے۔ ایک دفعہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھانے سے گر پڑی یہ دیکھ کر تمام لوگ ہنسنے لگے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ ہمدردی کی اور اسے اٹھایا اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو اس کے گھر چھوڑ آئے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام اپنے ہاتھوں سے جگہ پر آٹا نہیں رہا تھا اور تکلیف کے مارے رو رہا ہے معلوم ہوا کہ وہ سخت بیمار ہے مگر اپنے مالک کے ڈر سے ہر شقت کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بنایا اور اس کی جگہ خود اپنے ہاتھوں سے اس کا آٹا بنایا۔

☆..... عبداللہ حسن چشتی۔ سیٹ پور

## مہکتی کلیاں

اگر کسی سے محبت کرتے ہو تو اس کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا خیال رکھا کر کیونکہ گزرتے وقت کے ساتھ یادیں سنہری بنتی ہیں اور محبت بڑھتی جاتی ہے۔

اگر کسی کے لبوں پر تمہاری وجہ سے مسکراہٹ آ جائے تو تم خوش قسمت ہو۔

محبت اظہار نہیں بلکہ مگر کبھی اظہار کر دینا چاہئے دوسرے کو مطمئن کرنے کے لئے۔

کتنے عظیم ہوتے ہیں وہ لوگ جو دوسروں کو خوش رکھنے کی خاطر خود کو فدا کر دیتے ہیں اگر یہ احساس مر جائے تو انسانیت کی قدریں بھی مرنے لگیں۔

محبت اور نفرت دونوں اگر حد سے بڑھ جائیں تو جنوں کی حد میں داخل ہو جاتے ہیں اور جنوں کی بھی چیز کا اچھا نہیں ہوتا۔

دنیا میں کوئی ایسا درخت نہیں جسے ہوائ نہ لگی ہو اور کوئی دل ایسا نہیں جسے چوٹ نہ لگی ہو۔



☆ محبت کی آگ اگر ایک بار لگ جائے تو ساری زندگی سلتی رہتی ہے۔

☆ اچھا دوست کتنی دفعہ ہی کیوں نہ روٹھ جائے اسے منالینا چاہئے کیوں کہ شمع کے دانے بجتی دفعہ کیوں نہ بجھیں جن لئے جاتے ہیں۔

☆ اگر دکھوں کا دریا عبور کرنا ہے تو آنسوؤں کو جذب کرنے کا طریقہ سیکھ لو۔

☆ خدا کے لئے مت تباہ کر لینا اپنا ذہن سکون یہ سوچتے ہوئے کہ دوسرے تمہارے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔

☆ ..... حاکم شرع - کبیر والہ

## زندگی کیا ہے

☆ طالب علم نے کہا۔ ”زندگی بار بار امتحان کا نام ہے۔“

☆ غریب نے کہا۔ ”زندگی دکھوں کا گھر ہے۔“

☆ دولت مند نے کہا۔ ”زندگی کھانا، پینا، سونا اور مر جانا ہے۔“

☆ پھول نے کہا۔ ”زندگی چند لمحوں کی مسکراہٹ ہے۔“

☆ سورج نے کہا۔ ”زندگی روشنی ہے۔“

☆ رات نے کہا۔ ”زندگی تاریکی ہے۔“

☆ چاند نے کہا۔ ”زندگی چاندنی ہے۔“

☆ پہاڑ نے کہا۔ ”زندگی چٹان ہے۔“

☆ سمندر نے کہا۔ ”زندگی لہر ہے۔“

☆ زندگی نے کہا۔ ”میں خدا کی امانت ہوں۔“

☆ ..... عبداللہ حسن چشتی - سیت پور

## سنہری پھول

☆ کسی سے ملنے وقت اتنا مت جھکو کہ اٹھنے کے لئے سہارا تلاش کرنا پڑے۔

☆ اگر نیکی نہیں کر سکتے تو گناہ بھی نہ کرو۔

☆ زبان کی حفاظت کرنا دولت سے زیادہ مشکل ہے۔

☆ کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے۔

☆ غریب لوگوں کی مدد کرو غریب ہونے میں وقت نہیں لگتا۔

☆ دنیا یہ نہیں دیکھتی تم پہلے کیا تھے دنیا یہ دیکھتی ہے کہ تم اب کیا ہو۔

☆ رشتے خون کے نہیں رشتے احساس کے ہوتے ہیں جب احساس ہوتا دیکھتی بھی اپنے اگر احساس نہ ہو تو اپنے بھی انجینی۔

☆ ..... عثمان غنی - شیخ آباد، پشاور

☆ ..... ارسلان اینڈ عاصم شہزاد - کوئٹہ

## گدھا

طیر کا لونی نزد چوراما جناح اسکوائر شاہراہ لیاقت مارکیٹ پر ایک لڑکے سید واجد حسین نقوی نے ایک آدمی محمد مستقیم احمد سے پوچھا۔ معاف کیجئے گا کیا یہ گدھا آپ کا ہے؟ محمد مستقیم احمد۔ نہیں تو۔ سید واجد حسین نقوی۔ پیچھے پیچھے آپ کے چل رہا ہے۔ محمد مستقیم احمد۔ میرے پیچھے تو آپ بھی چل رہے ہیں۔

☆ ..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## دعا

ملک عرب کے دارالخلافہ ریاض کے عجیبہ ہسپتال میں دو عربوں سید محمد آفتاب حسین نقوی اور سید محمد وحسی احمد زیدی میں لڑائی ہو گئی۔ وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ وہیں سے ایک خاتون سیدہ اقبال فاطمہ کا گزر ہوا جو مریض نہیں جانتی تھیں وہ بولیں۔ شیخ صاحبان میرے لئے بھی دعا کرنا۔

☆ ..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## کیلائڈر

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل گنڈیلوے روڈ پر واقع مصطفیٰ جیوئل بورڈ کالج کی درجہ دہم کی کلاس میں پرنسپل سید زاہد حسین نقوی صاحب نے اپنے شاگرد سید واجد حسین نقوی سے پوچھا۔ یہ تم کتاب کی جگہ کیا لے آئے ہو؟ شاگرد سید واجد حسین نقوی۔ سر آپ سنیں تو نہ کہا تھا کہ کل تاریخ پڑھاؤں گا۔ اس لئے میں کیلائڈر لے آیا۔

☆ ..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## تالیاں

طیر کا لونی کراچی نزد چوراما جناح اسکوائر شاہراہ لیاقت مارکیٹ کے کٹر میں ایک بچہ پھر کو اس کے والد نے منع کیا۔ انسانوں کے قریب نہ جانا۔ ایک دن بچہ پھر اپنے باپ سے نظر بچا کر انسانوں کے درمیان پہنچ گیا۔ واپس اپنے کٹر یعنی ٹھکانے پر پہنچا تو فکر مند باپ نے پوچھا۔ خیریت تو رہی؟ بچے پھر نے جواب دیا۔ اب اسب ٹھیک رہا انسان تو مجھے دیکھ کر خوش

ہے تالیاں بجانے لگے۔

☆ ..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## غیرت

انڈیا کے صوبے یوپی کے ضلع بجنور کی تحصیل نجب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پوایاں میں بیٹے سید واجد حسین نقوی ولد سید زاہد حسین نقوی نے اپنی اسی سیدہ کنیز بچینی صاحبہ سے پوچھا۔ اے جان آپ ماموں سید محمود حسین نقوی صاحب کے آگے تین روٹیاں کیوں رکھتی ہیں؟ جبکہ وہ دو ہی رکھاتے ہیں۔ اسی سیدہ کنیز بچینی نقوی صاحبہ نے آشکاف کیا۔ تیرے زنی روٹی ہماری عزت ہے۔ ایک دن ماموں سید محمود حسین نقوی صاحب تینوں روٹی کھا گئے بیٹا سید واجد حسین نقوی بھاگتا ہوا ماموں سیدہ کنیز بچینی نقوی صاحبہ کے پاس آیا اور بولا۔ اے جان ماموں سید محمود حسین نقوی صاحب ہماری عزت کھا گئے ہیں۔

☆ ..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## تلاش گم شدہ

انڈیا کے صوبے یوپی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل گنڈیلوے محلہ کٹہرہ مسلم کے رہائشی پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی سے ایک شاعرہ قسم کے فقیر شاہ ولایت نے درخواست کی جو ٹیکسٹ اٹھا۔ کیا آپ میری کچھ مدد کر سکتے ہیں؟ میں اپنی ایک چمکا ہوں۔ پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی اپنے بیٹے سید واجد حسین نقوی سے بھلائے ہوئے تھے کیونکہ اسے گنڈیلوے جامع مسجد کے کتب میں پڑھائی سے جانے پڑاؤں کر دیا تھا مگر اپنا لہجہ پر سکون رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولے۔ یقین کر تمہاری ٹانگ مجھے نہیں ٹپ۔ دیے تم اس کے لئے اخبار میں تلاش گم شدہ کا اشتہار کیوں نہیں دیتے؟

☆ ..... پروفیسر ڈاکٹر واجد گینگونی - کراچی

## ماں

☆ ماں جنت کا پھول ہے۔  
☆ ماں کے پاؤں تلے جنت ہوتی ہے۔  
☆ ماں ٹھنڈی ہوا ہے۔  
☆ ماں سر کی جھاڑ ہے۔  
☆ ماں گھر کا سکون ہے۔

☆ ماں ایک جنت ہے۔

☆ ماں کا نام لینے سے دل کو سکون ملتا ہے۔

☆ ماں کے بغیر گھر ویران لگتا ہے۔

☆ ..... سلی بشیر - راجہ جنگ

## قرآنی معلومات

☆ قرآن مجید میں رکوع کی تعداد 550 ہے۔

☆ قرآن مجید میں آیات کی تعداد 6666 ہے۔

☆ قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد 114 ہے۔

☆ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت بقرہ ہے۔

☆ قرآن مجید میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام چار مرتبہ آیا ہے۔

☆ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورت کوثر ہے۔

☆ قرآن مجید کی سب سے لمبی آیت 282 ہے۔

☆ ..... سلی بشیر - راجہ جنگ

## حاصل مطالعہ

☆ پاؤں گیلے کے بغیر سمندر تو پار کیا جا سکتا ہے لیکن آنسو گرائے بغیر زندگی گزار دی نہیں جاسکتی۔

☆ اگر تم راستہ جانتے ہو تو جو گمراہ ہے وہ تمہاری ذمہ داری ہیں۔

☆ اگر وعدے کم کئے جائیں تو ان کے پورا ہونے کا امکان بھی زیادہ رہتا ہے۔

☆ زندگی ایسا کھیل ہے جس میں آپ جیت نہیں سکتے، برابر نہیں ہو سکتے اور آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہم کھیلے نہیں ہیں۔

☆ بد قسمت ہے وہ شخص جو اپنے مستقبل سے خائف ہو۔ پانی بنو جو اپنا راستہ آپ بناتا ہے۔ پتھر بنو جو دوسروں کا راستہ روک لیتا ہے۔

☆ جج میں بھی تو خرابی ہے کہ وہ کسی کا بھرم نہیں رکھتا۔

☆ صبر زندگی کے مقاصد کے دروازے کھولتا ہے۔ کیونکہ اس کے سوا اس دروازے کی کوئی چابی نہیں ہے۔

☆ بڑا بڑا کام سزا جاتا ہے۔ یہ نہ ہو کہ ایک دوسرے سے پیچھے رہ جائیں یا پھر آگے نکل جائیں اور پھر تلاش کے لئے راستے ادھرتے پڑیں۔

☆ ..... عثمان غنی - شیخ آباد، پشاور



دعا کرنا کبھی تیرے شہر میں میرا آنا ہوسون  
مومن ایم تجھے بھلا نہیں سکتا یادان سے زیادہ  
غلام مصطفیٰ۔ سانگھڑ سندھ

## غزل

کسی سے ناطہ یا تو ہم جوتا نہیں کرتے  
ملا لیں ہاتھ تو پھر عمر بھر چھوڑا نہیں کرتے  
اگر ہم فیصلہ کر لیں کہیں کو کوچ کرنے کا  
تو پھر واپس مہاروں کو کبھی موڑا نہیں کرتے  
ہمیں معلوم ہے ہر جیت بالآخر ہماری ہے  
سو ہم وقتی شکستوں پر دل توڑا نہیں کرتے  
جو کئی کشتیوں کا تجربہ رکھتے ہوں طوفانوں میں  
وہ ساحل دیکھ کر کچا گھڑا پھوڑا نہیں کرتے  
محبت کرنے والے لوگ خود کو توڑ لیتے ہیں ایم  
محبت کرنے والے دل مگر توڑا نہیں کرتے  
غلام مصطفیٰ۔ سانگھڑ سندھ

## غزل

بروز عید تیری یاد نے ستایا بہت  
تیری دوری تیری فرقت نے بھی دلایا بہت  
وہ ایک لمحہ کہ جس لمحے روٹھا تو مجھ سے  
صبح عید وہ لمحہ بھی یاد آیا بہت  
آیا نہ تو جو اگر آج ایک ناداں نے  
تیری تصویر کو چوم چوم گلے لگایا بہت  
میرے اپنے ہی جب اپنے نہیں رہے بہنا  
تو تو بھر غیر ہے انجانا اور پرانا بہت  
آنکھ سے آنسوؤں کی برسات پھر بھی ٹھہم نہ سکی  
یوں تو یاروں نے مجھے چیمڑا اور ہنسیا بہت  
وہ جو کے میرا نہیں پھر بھی میرا اپنا ہے

بروز عید احمد وہ فتنی یاد آیا بہت  
نامعلوم

## غزل

میرا حال دل سن کر تم کیا کرو گے  
میری آگ میں تم بھی ناحق چلو گے  
میں کہتا ہوں اب بھی تمہیں لوٹ جاؤ  
میرے ساتھ آخر کہاں تک چلو گے  
جو لوٹا ہے تم نے اداؤں سے اپنی  
محبت کی بازی میں اک دن ہرو گے  
یہ چہرے کی زردی اداسی یہ آہیں  
بتاؤ یہ الزام کس پر دھرو گے  
میں جلتا ہوں جس آگ آج تنہا  
اس آگ میں تم تنہا چلو گے  
جب یاد آئیں گی تم تصور کی وفا  
اکیلے میں چھپ چھپ کے رویا کرو گے  
سید تصور شاہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ

## افسر دگی

افسر دگی  
باہر کی رتنیں تو بدلتی  
دستی ہیں  
اے کاش کبھی  
میرے اندر کا موسم  
بھی بدلے  
خزاں رسیدہ دل بھی  
کبھی بہار کے  
رنگ میں ڈھلے  
محمد بونا راہی۔ وان بھچراں

## غزل

کبھی بار چاہا ہے تجھے جان سے زیادہ  
تو تو بہت حسین نکلی میرے دھیان سے زیادہ  
ابتدائی محبت کا یہی عالم ہوتا ہے مومن  
تو میرے دل میں رہنے لگی ہے ارمان سے زیادہ  
مجھے تم سے محبت ہے بے حد ہے بے حد ہے  
اور قسم کیا دوں میں ایمان سے زیادہ  
یہ وہ رستہ ہے جو اجاڑ لگتا ہے مومن  
یہاں کچھ نہیں ملتا مگر نقصان سے زیادہ  
مومن اور ایم ایک ہو جائیں ہمیشہ کے لئے  
یہاں کچھ نہیں ملنے والا تجھے شان سے زیادہ

## محبت

محبت موسم نہیں ہے کہ  
اپنی مدت پوری کرے  
اور رخصت ہو جائے  
یا ٹھم جائے  
محبت آگ نہیں ہے  
سلگے، بھڑکے اور بجھ جائے  
محبت آفتاب نہیں ہے  
ابھرے، چمکے اور ڈھل جائے  
محبت تو چاند کی مانند ہے  
جو بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے  
ٹکٹا ہے اور چمکتا ہے  
مگر پھر بھی  
فنا نہیں ہوتا

رانا نبیل ارشاد۔ لاہور

## نظم

وہ ایک گلی پمپلی کی  
جو تم نے کہا تھا بھیجوں گی  
اے کاش تم آکر دیکھ سکو  
وہ ہم کو کتنی پیاری ہے  
ہم اس کو پا کر جھومتے ہیں  
ہم اس کو کیا کیا چومتے ہیں  
ہاں اس میں تمہاری رنگت ہے  
ہاں اس میں تمہاری صورت ہے  
ہاں اس میں تمہاری خوشبو ہے  
تم اس کی خوشبو میں کم ہو  
یہ گلی نہیں یہ تم ہو ایس



## اک بار کھو تم

### میری ہو

ہم کھوم چکے تھی بن میں  
اک آس کا چھانی لئے من میں  
کوئی سا جن ہو کوئی پیارا ہو  
کوئی دیکھ ہو کوئی تارا ہو  
جب جیون رات اندھیری ہو  
اک بار کھو تم میری ہو  
جب سادون بادل چھائے ہوں  
جب چھاگن پھول کھلائے ہوں  
جب چنداروپ لٹاتا ہو  
جب سورج دھوپ نہاتا ہو  
پاشام نے بستی گھیری ہو  
اک بار کھو تم میری ہو

ماجد یعقوب شاہ۔ ڈھرنال

### غزل

جرم الفت پہ ہمیں لوگ سزا دیتے ہیں  
کیسے نادان ہیں شعلوں کو ہوا دیتے ہیں  
ہم سے دیوانے کہیں ترک وفا کرتے ہیں  
جان جاہے کہ رہے بات بھلا دیتے ہیں  
آپ دولت کے ترازو میں دلوں کو تولیں  
ہم محبت سے محبت کا صلہ دیتے ہیں  
تخت کیا چیز ہے اور لعل و جواہر کیا ہیں  
عشق والے تو خدائی بھی لٹا دیتے ہیں

ہم نے دل دے بھی دیا عہد وفا لے بھی لیا  
آپ اب شوق سے دیں جو بھی سزا دیتے ہیں  
ماجد یعقوب شاہ۔ ڈھرنال

### غزل

خاموش فغا میں کہیں سایہ بھی نہ تھا  
اس شہر میں ہم سا تھا بھی کوئی نہ تھا  
اونچی سی حویلی میں اتر رہا شب بھر  
کنیا میں میری چاند نے جھانکا نہ تھا  
کس جرم نے جھینپی مجھ سے میری پادیں  
ان میں تو کوئی سیلا بھی نہ تھا  
منصف میرے مجرم کا طرف دار بنے گا  
اس طرح تو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا  
بدنام ہوئے شہر میں جس شخص کی وجہ سے  
اس شخص نے ہم کو کبھی دیکھا بھی نہ تھا  
قادر وہ شخص ہمیں چھوڑ چلا  
جس کا بچھڑنے کا ارادہ بھی نہ تھا  
چوہدری قادر یار۔ ڈڈیال

### غزل

یا رب غم ہجراں میں اتا تو کیا ہوتا  
جو ہاتھ دل پر ہے وہ دست دعا ہوتا  
اک عشق کا غم آفت اور اس پہ یہ دل آفت  
یا دل نہ دیا ہوتا یا غم نہ دیا ہوتا  
ناکام تنہا دل اس سوچ میں رہتا ہے  
یوں ہوتا تو کیا ہوتا یوں ہوتا تو کیا ہوتا  
امید تو بندھ جاتی تسکین تو ہو جاتی  
وعدہ وفا نہ کرتے وعدہ تو کیا ہوتا  
غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے

کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا  
چوہدری قادر یار۔ ڈڈیال

## دل کھتا تھا

درد کی شدت کم ہو گئی  
تب شعر لکھیں گے  
موت کی دہشت کم ہو گئی  
تب شعر لکھیں گے  
درد کی شدت کم نہیں ہوئی  
بین فغان فریادیں ماتم  
راتوں کو سونے نہیں دیتی  
جی بھر کر رونے نہیں دیتی  
سولیں گے تب شعر لکھیں گے  
رویں گے تب شعر لکھیں گے

عبدالرحمن۔ پیو ڈڈیال

## آنو دوستی

### کر لیں

دلیجو جان! یہ دوریاں اچھی نہیں ہوتی  
یہ زندگی بھی اک کھیل ہی ہے  
کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے  
یہ دکھ سکھ کا اک سنگم ہے  
کبھی پت جھڑے کبھی سادوں ہے  
یہ آنا جاتا موسم ہے  
ہم اک دو چے کی ڈھارس ہو جائیں  
آؤ دوستی کر لیں

عبدالرحمن۔ ڈڈیال

## تیرے جانے

### کے بعد

اک پل بھی نہ رہ سکا تیرے جانے کے بعد  
ٹوٹ گئے خواب سارے تیرے جانے کے بعد  
وہ جہاں بہاریں تھیں تیرے دم سے  
دیران ہوا گلستان تیرے جانے کے بعد  
وہ سارے پل جو تیرے ساتھ گزارے تھے  
کیسے بھلا پاؤں گا تیرے جانے کے بعد  
کیا دن تھے جن رستوں سے ہم گزرتے تھے  
پوچھتے ہیں مجھ سے تیرا تیرے جانے کے بعد  
اب اس کو پانے کی تمنا پوری نہیں ہو سکتی  
یہ سمجھانا ہے دل کو اب تیرے جانے کے بعد

محمد نعیم۔ سیالکوٹ

### غزل

بھی ہیرے بھی پھیراج میں ڈھلنے والے  
ہم نے پتھر بھی چنے رنگ بدلنے والے  
اب کہ گلزار پہ یوں ٹوٹ پڑا رنگ بہار  
جیسے ہر پھول سے شعلے ہوں نکلنے والے  
رات آنسو اٹھ آئے تو عجب منظر تھا  
ہم نے دیکھے مہ و انجم بھی ٹپکنے والے  
تھک کر ٹیلوں پر اتر آئی ہیں پیاسی چڑیاں  
جیسے صحراؤں میں چشمے ہوں اٹکنے والے  
وقت ادکام سے زنجیر نہیں ہو سکتا  
آنے والے ہیں جو لمحے نہیں ٹٹنے والے



کبھی خورشید قیامت بھی تو نکلے گا دوست  
دھوپ سے ڈرتے رہیں سائے میں چلنے والے  
**شاہدہ اینڈ حسینہ۔ رحیم یار**  
**خان**

وہ میرا زندگی بھر ساتھ دیتا  
تو قیامت ہی نہ تھی اس بے وفا سے  
جو میرے درد سے نا آشنا ہے کب تک  
محبت ہے مجھے اس بے وفا سے  
**منیر احمد بلوچ۔ کرک**

## غزل

پوچھ لو امیر سے یا چاہے ارض سے  
میتا ہے ہر کوئی اپنی ہی غرض سے  
سر قلم کر دیتا اٹھا کر تیغے تم  
دل اگر دکھا ہو ہماری عرض سے  
ہم کرتے ہیں ادا نماز کی طرح  
لوگ ہیں نادانف الفت کے فرض سے  
زندگی میں اپنی یہی ہے آرزو  
موت کر دے ہر ہی تیرے قرض سے  
دوا نہ مانگیں کہ درد دل کی محبوب  
جان بے شک جائے اس موزی مرض سے

**چوہدری ظہیر احمد۔ سید پور**

**پپلان**

## غزل

لگایا دل کو بھی جس بے وفا سے  
وہ دھوکہ دے گئی ناز و ادا سے  
برسنے دو برستے ہیں جو پتھر  
کبھی تو پھول برسیں گے فضا سے  
میری قسمت میں شاید ڈوبنا تھا  
نہیں شکایت مجھے پاک اللہ سے  
مریض عشق ہوں اے چارہ ساز  
شفا کیا خاک ہو گی اب دوا سے

## غزل

ہم کو دیکھا تو کیوں آنکھ میں چھاپیں آنکھیں  
کسے چھپ پائیں گی آنکھ میں غزال آنکھیں  
سادگی میں بھی عجیب حسن سٹ آیا ہے  
اس نے گہنوں کی طرح رخ پہ چھاپیں آنکھیں  
تجھ کو مانگا نہ کبھی تجھ سے انا ضد ٹھہری  
تم نے بھی دیکھی نہیں میری سوا آنکھیں  
ڈھونڈ لاؤ جو کسی روز تو احساں ہو گا  
میرے اندر سے مجھے کھوجنے والی آنکھیں  
جس کی آنکھیں میرے جیون کا سہارا ٹھہریں  
اس نے کہتے ہیں کہیں اور ملائی آنکھیں  
ترک تعلق کا یقین آج ہی آیا ہے بلال  
ہم نے دیکھا جو اسے اس نے چرائی آنکھیں

**بلال ڈار۔ منڈی بھاوالدین**

## ملنے کی دعا

وہ دل ہی کیا جو تیرے ملنے کی دعا نہ کرے  
تجھے بھول کر زندہ رہے خدا نہ کرے  
رہے گا پیار تیرا ساتھ زندگی بن کر  
یہ اور بات ہے کہ زندگی وفا نہ کرے  
سنا ہے محبت اس کی دعائیں دیتی ہے  
جو دل پہ چوٹ کھائے مگر گلہ نہ کرے  
یہ ٹھیک ہے کہ نہیں مرتا کوئی جدائی سے

خدا سحر کسی کو کسی سے جدا نہ کرے  
اگر محبت بے بھروسہ نہ رہے دنیا کو  
تو کوئی شخص تجھی محبت کا حوصلہ نہ کرے  
سمجھا دیا ہے میرے نصیبوں نے میرا پیار کا چاند  
کوئی دیا بھی میری پلکوں میں جلا نہ کرے  
**جاوید تنہا**

## غزل

کتنے اجڑے ہیں گھر معلوم نہیں  
ہم تو ہیں بے خبر معلوم نہیں  
زلزلے سے ہوئی تباہی کیا  
ہاں میرے ہمسفر معلوم نہیں  
جو ہے میری نگاہ کے آگے  
شہر ہے یا کھنڈر معلوم نہیں  
کون کس کے لئے تڑپتا ہے  
کون ہے در بدر معلوم نہیں  
میرے سینے میں درد ہے جے  
یا ہے کوئی شعر معلوم نہیں

**محمد حسن جان۔ قلعہ سوندمہ**

**سنگھ**

## غزل

سزا نہ دو بے تصور ہوں میں  
تھام لو مجھے غم سے چور ہوں میں  
ایم تیری جدائی نے کر دیا تنہا سا مجھے  
لوگوں کی نظر میں اگرچہ مغرور ہوں میں  
جس سے اک پل بھی دور رہتا گوارہ نہ تھا  
عرصہ ہوا اس ت دور ہوں میں  
نہیں طلب جامِ نبی کی مجھ کو بہت

ایم کی محبت کے نشے میں معمور ہوں میں  
آج تک گزاری نہ چمن سے اک شب بھی  
لوگوں کے سامنے ایم مسکراتا ضرور ہوں میں  
**ساجد کجور۔ گجرات**

## شہزادہ

## عالمگیر کے

## نام

ہم مر گئے تو فریاد کریں گے  
شاید وہ ہمیں یاد کریں گے  
یہ میرا وہم بھی ہو سکتا ہے شاید  
وہ میرا گھر آباد کریں گے  
اگر وہ برا نہ مانے تو  
ان سے دل کی بات کریں گے  
کہ اگر آپ اجازت دیں تو  
ہم آپ سے پیار کریں گے  
پیار ایک جھوٹا وعدہ نہیں  
ہم یہ التجا کریں گے  
ہم ہونٹوں سے خاموش رہیں گے  
مگر دل سے انہیں پیار کریں گے  
اگر انہوں نے ہمیں ٹھکرایا تو  
ہم خدا سے موت کی التجا کریں گے

**ایس ایف سعید ملک۔ بھاو لپور**

## دکھ

دکھ ہوا ایسے



## دکھ کی رزم

### گاہ میں

طلوع سحر  
ہے ابر الود  
شام غروب  
ہے غم کے بحر میں ڈوبا ہوا  
روح کے آئین میں  
خوشیوں کا قحط  
آہیں  
سکیاں موجود  
انسان دفن ہوئے  
اپنے ہی آشیانے میں  
اجل کے پہنچے  
معروف رہے دفنانے میں  
یہ کیسی قیامت منہری ہے  
کہ  
سوچیں  
احساس کی تلوار سے گھنٹوں  
تقدیر سے لڑی ہیں  
اب  
تھک ہار کر  
الہ کے خیمہ میں  
سوئی پڑی ہیں

سرور شاذ۔ منچن آباد

تو وہاں کے لوگ  
ہمیں رونے نہیں دیتے

ناصر پرنسیسی۔ راجہ پور

## ایس کے نام

ہم نے نجانے کیوں کہیں اپنا ہٹا لیا  
اب تذکرہ تمہارا سبھی کی زباں پہ ہے  
یہ زحوظ ہے کہ گرد مسافت زمین پر  
مسافروں کی طرح آسماں پہ ہے  
جس کا غلوں دل مجھے حاصل نہ ہو سکا  
میرا یقین اب بھی اسی مہربان پہ ہے  
گلشن میں سیر کرنے تو آتے رہیں گے لوگ  
پھولوں کی دیکھ بھال فقط باغیاں پہ ہے  
جو بات یاد رکھنے کے قابل نہیں ساجن  
وزیر کیا بات ہے وہ بات تمہاری زباں پہ ہے  
وزیر علی لہڑو۔ نیرہ اللہ یار

## کس کو یاد

### کروں

ہاں ہر کوئی مجھ سے کہتا ہے  
کہ وہ ایسا ہے وہ دیا ہے  
اور میں اس کی یاد میں  
ڈوبا ہوا ہوں  
مگر میں تنہا  
اکٹلا سوچتا ہوں  
میں کس کو یاد کروں  
ہاں کس کو یاد کروں

## غزل

اب آتا جانا بھول گئے  
اور ملنا ملنا بھول گئے  
خوشیاں ہم سے روٹھ گئیں  
اور ہم ملنا بھول گئے  
سب جل کے راکھ ہوا  
تیرے خط جلانا بھول گئے  
تیرا مکان ڈھونڈتے ڈھونڈتے  
اپنا ہی ٹھکانہ بھول گئے  
معرف ملا مگر معاف کرنا  
ہم تمہیں بھلانا بھول گئے  
خزاں کر لی میں نے دنیا اپنی  
وہ موسم سہانا بھول گئے  
خواب تو سارے ٹوٹ گئے  
پر ایس تمہیں چکنا بھول گئے  
ساجد گجر۔ گجرات

## نظم

اشعار کے سہارے ہی  
کچھ لوگوں کے اشارے ہی  
اور عاشقوں کی ٹھنڈی  
آہیں ہی  
کچھ ضریف نظر کے  
دھوکے ہی  
ہمیں سونے نہیں دیتے  
اگر ہو جائیں ہم تنہا  
اور دور  
کسی وادی میں

دل ٹوٹ گیا  
تو تو دل میں تھا ایسے  
کوئی اپنا ہو جیسے  
تو دل توڑ گیا کیسے  
یہ کوئی سپنا ہو جیسے  
تو ساتھ چھوڑ گیا کیسے  
پیار کا بندھن توڑ گیا کیسے  
بہت پیار تھا تجھ سے  
تو تو پیارا تھا سب سے  
پھر بے وفا ہوا کیسے  
مجھے تنہا چھوڑ گیا کیسے

سلسلی ستار۔ بھول

## غزل

جو بٹے ہیں سانسوں میں خوشبو کی طرح  
مچھڑ کے بھی وہ لوگ کبھی بھلائے نہیں جاتے  
ہم نے کیا تمہارا انتظار صدیوں تک  
اب دردِ جدائی کے غم اٹھائے نہیں جاتے  
ظالم بے وفا دھوکے باز کہیں انہیں مگر  
کیا کریں اپنوں کو یہ لقب دیئے نہیں جاتے  
جو دیئے جملے دل کے خون سے اور دل کے ارمانوں  
سے  
وہ نفرت کی ہوا سے بجھائے نہیں جاتے  
بتاؤں کیا کس نے مجھے زندگی جینے کا طریقہ سکھایا  
آستین میں چھپان اپنوں کے نام گنوائے نہیں جاتے  
بہت تھک چکا ہوں صنم میں راہِ عشق پہ چلتے چلتے  
میرے خوابوں کی ملکدہ اب تو راہِ راست پہ قدم اٹھائے نہیں  
جاتے

زوہیب حسن۔ منڈی بھاوالدین



# آپ کے خطوط

دسمبر اور جنوری کے شمارے اکٹھے ملے ابھی تک میں نے صرف جنوری کے شمارے کی غزلوں شعروں وغیرہ کا مطالعہ کیا ہے کہانیاں ساری نہیں پڑھ سکی کیونکہ مصروفیت ہی بہت زیادہ ہوتی ہیں غزلوں میں مجھے ایاز نعیم ایازی صاحب کی غزل اور نظمیں بہت پسند آئیں اس کے علاوہ محمد عباس ساقی جام پور زبیر خان ساحل سرگودھا محمد عزیز ادھر یارنوہ فیک سنگھ زبیر ناز کراچی شاہنواز احمد شانی تہمت یا سیمین ملتان اور سعید شاہ و یوان خضدار کی غزلیں بہت زبردست تھیں میری طرف سے آپ سب مبارکباد قبول کیجئے گا شعروں میں واجد ٹیکنیوی اینلا غزل ربانی خان علی بابر سمندری محمد فاروق رحیم یار خان راحیلہ عثمانی فیصل آباد اور آسیہ ملک راولپنڈی کے اشعار سننے اور جاندار تھے اپنی کوئی تحریر نہ پا کر بہت افسوس ہوا پلیز میری تحریروں پر بھی توجہ دیا کریں کئی ماہ سے میری کوئی بھی تحریر نہیں آ رہی ہے۔ راجہ ارشد مندی بہاول الدین۔

تمام خوفناک پڑھنے اور لکھنے والوں کو میرا سلام اور اس کو چلانے والوں کو بھی میرا سلام ہو ویسے مجھے خوفناک کو چلانے والوں سے ایک شکایت ہے کہ پچھلے سال جولائی کے بعد خوفناک مجھے نہیں ملا اور میں دکاؤں کے چکر لگا لگا کر تھک گیا تھا ان دنوں میں نے خوفناک پڑھنا چھوڑ دیا تھا وہ کہتے ہیں نہ کہ دل مر گیا ویسا بھی میرا ہی حال تھا۔ مگر مجھ سے نہ بار گیا میں پھر بھی روز جاتا اور ان سے خوفناک کا پوچھتا کہ خوفناک آیا ہے کہ نہیں اور وہ روز ہی کہتے کہ آج یا کل تک آجائے گا۔ کیونکہ میں نے اپنی شکایت ذرا لمبی کر دی ہے اس کے لیے سوری۔ لیکن اب جنوری سے مجھے خوفناک ہر ماہ جلد مل جاتا ہے اس کے لیے شکریہ ایک اور بات آپ خوفناک کی قیمت بڑھاتے جارہے ہیں اور اس کے اوراق میں کمی کرتے جارہے ہیں کیوں جواب ضرور دینا اب بات ہو جائے وارث بھائی کی جن کو ساحل دعا بخاری نے ایک نیا نام دیا ہے یہ نیازی سوری بھائی آپ نے اپنی قسط وار کہانی کو پورا کیوں نہیں کیا بہت اچھی جارہی تھی کیوں پورا نہیں کیا۔ جواب ضرور دینا مہربانی ہوگی اب بات ہو جائے مارچ اور تھوڑی سی اپریل کی اپریل کی تھوڑی سی کیونکہ وہ ملا ہی نہیں ہے ابھی تک مارچ ملا تو وقت پر مگر خرید کر گھر آتے وقت تک بہت خوش تھا کہ مارچ کا ڈائجسٹ مل گیا اور وہ بھی ٹائم پر لیکن اس میں مجھے کچھ برائی کہانیاں دکھائی دیں۔ لیکن خیر ہو سکتا ہو کہ کچھ غلطی ہوگئی ہو۔ دشت جنون ریاض احمد لاہور بہت ہی اچھی کہانی تھی بہت مزا آیا پڑھنے کا مگر ریاض بھائی آپ ہر کہانی کے آخر میں ہیر اور ہیر وٹن کو مار کیوں دیتے ہیں آپ کو ان کے ساتھ کیا دشمنی ہوتی ہے دوسرے نمبر پر اندھیر نگری ذکر بھی کیا بہت اچھی کہانی لکھی دوسرے حصے کا انتظار رہا مگر اپریل میں دوسرے حصے کے بارے میں بتاؤں گا تیسرے نمبر پر خونی انتقام بلال شبیر ہری پور بلال بھائی بہت اچھی کوئی تھی مزا آتا پڑھنے میں ویسے بلال بھائی آپ کون سے ہری پور میں رہتے ہیں۔ بکری حافظ کا میران چارسدہ مزا آیا۔ مگر مگر کھرتے گلاب ساحل دعا بخاری بصیر پور مجھے تو کچھ بھی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا تھا کہانی تھی یا

تیندی گولی ویسے دعا جی آپ کے خط پڑھنے کا بہت مزا آتا ہے آپ کی کہانیوں میں بھی مزا ہوتا ہے آپ کی کوئی کہانی ایسی نہیں ہوتی جو میں نہ پڑھوں خطوط میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ ریاض بھائی آپ ہر ماہ خط شائع کر دیا کریں اب بات ہو جائے اپریل کی مارچ میں میرے دھم کے چہرے تھے وہ ختم ہو گئے دو دن میں مارچ کا ڈائجسٹ مکمل پڑھا ہی تھا کہ اپریل کا مل گیا اب وہ پڑھ رہا ہوں اپریل میں سب سے پہلے ذکر بھائی کی کہانی پڑھی پڑھنا شروع کیا تو پڑھتا ہی چلا گیا۔ مگر آخر میں آپ ظہور اور نکہ پیر کو ان بن ماس مخلوق کی دنیا میں بھی رکھ سکتے تھے یا پھر آپ نے جو ساڑھے تین سو سال آگے گئے وہ کم کر کے سو سال کر سکتے تھے تاکہ وہ انہوں میں تو رہیں جو دوسرے نمبر بھی وہ ہے الٹی کا پیڑا اچھی تھی ریاض بھائی اگر آپ جادوگری پارت ٹولکھیں قسط وار تو بہت مزا آئے گا میرا ایک دوست ہے سکیل سنا ہے وہ بھی خوفناک پڑھتا ہے اسے خوش آمدید میر عمری لعل شاہ رخ خان اینلا شہزادہ میس اقرار آپ لوگ کہاں چلے گئے ہیں اس اقرار آپ بھی ایک لمبے عرصے سے کوئی کہانی نہیں آئی کیوں دیا ریاض بھائی آپ میری جادوگری پارت والی بات پر غور کیجئے گا میرا خط پورا شائع کرنا اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ محمد نقاش اسلام نگر۔ آزاد کشمیر۔

خوفناک آج بیس اپریل کو ماہ پندرہ بیکڈ پوسٹ ہے جب بھی نذر انکل سے خوفناک کا پوچھیں تو ایک نرم سی مسکراہٹ سمیت جواب ملتا ہے آپ کے لیے تو ہم ایشل رکھ لیتے ہیں جب بھی آئے اور واقعی وہ ٹھیک کہتے ہیں اپریل کا خوفناک اس بات کا ثبوت ہے کہ کیونکہ ادھر تو خوفناک بمشکل دس تک مل پاتا ہے ہم خوفناک سے توسط نذر انکل کا شکریہ ادا کرنا چاہیں گے اب آتے ہیں کہانیاں کی طرف کالی وادی کا غفریت اچھی لگی بہت زبردست عثمان غنی اور ہاں آپ کا پھر نام مجھے بہت پسند آیا آپ کوئی کہانی لکھی تو ہیر و کا نام یہی رکھوں گی اور یہ رابی خان کدھر غائب ہوگئی ہیں۔ کم بیک رابی جی آپ کو نہ ہی لیکن مجھے آپ کی کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں دو پلیز کسی زبردست سی تحریر کے ساتھ اور چھپنے خط کے ساتھ انٹری دیں آپ لوگ ریحان خان کا انداز تحریر بھی بہت اچھا ہے تم فم نشاد کی کہانی بھی اچھی لگی فیم کا بیٹا اور خونی نہر میرے چھوٹے بہن بھائی صداقت اور عائشہ کو بہت پسند آئیں اپنی تازہ حقیقت دیکھی تو یہ چلا کہ کافی کنگ کی گئی تھی اور سب کے فیورٹ رائٹر ریاض احمد کا کردار سرے سے غائب کر دیا گیا تھا کہیں یہ کسی بھوت کا کارستانی تو نہیں اور ہاں ابھی لوگوں کو میں نے اس میں ایڈ کیا تھا ان میں سے اگر کسی کو برا لگا ہوا تو تہہ دل سے معذرت۔ کچھ عرصہ قبل اکثر لوگ رائٹرز پرسنوریز لکھتے تھے تو میں نے بھی اگر کسی کا دل دکھایا ہو تو سوری پلیز بتائیے گا ضرور اور ہاں آپ لوگ اگر مجھے کسی چیز میں یا بدروح کے کردار میں ڈھال دیں تو مجھے بالکل بھی برا نہیں لگے گا ہا ہا۔ اس بار کافی عرصے کے بعد دروازی کہانیاں اور مختصر واقعات دیکھے بہت ہی اچھا لگا۔ یہ سلسلہ میرے ابو جی کا فیورٹ تھا اب تو وہ خوفناک کم کم ہی پڑھتے ہیں۔ ایک رائے ہے کہ شعری پیغام کو ختم کر کے خطوط کے صفحات بڑھادیں جو لوگ صرف خط لکھتے ہیں انہیں اپنے خطرہ نہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے اور یہ دکھ کچھ لوگوں کے پرانے خط کو دیکھ کر ہو جاتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے آپ کو قارئین کو ان کی معصومی خوشیوں سے محروم نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ رسالہ پڑھنے والوں کے دم سے ہی چل رہا ہے اور ریاض احمد صاحب میں نے پچھلے خط میں بھی آپ کا شکریہ ادا کیا تھا مگر وہ حصہ کوئی ہڑپ کر گیا ایک بار پچھو میں آپ کا شکریہ ادا کر رہی ہوں کہ آپ نے اس خاکسار کی حوصلہ افزائی کی ہے آپ بلاشبہ جتنے اچھے اور بڑے رائٹرز ہیں اتنے ہی اچھے اور بڑے انسان بھی ہیں کشور کرن اور عارف شاہ جہلم کے خط اچھے لگے ایک تو خطوط کے



مفات کم تھے دوسرے زیادہ تر پرانے خط تھے ایسا ہرگز نہیں ہوتا چاہے ساحر صاحب یعنی بے نیازی صاحب آپ کدھر ہیں یونانی کو بھی واپس لائیں۔ سین نگار کو بھی واپس لانا چاہیے آخر میں ایک بار پھر محذرت اور سب کو سلام۔ آپ کے لیے دعا گو۔ دعا عالم علی۔ محبوب شاہ۔

اس ماہ بھی حاضر خدمت ہوں امید ہے کہ واپس نہیں کریں گے سروق کرل گری دیکھواتی گری میں اتنی تیز لب اسٹک محترمہ کچھ تو گرم کا خیال کرو کالاجادو پڑھی نہیں تو کیا کھوں بھیا تک مخلوق وہی پرانے قصے اک تازہ حکایت ہے آپ نے سب کا جلیہ کہانی میں لکھا مگر ہمارا نہیں لکھا کیا ذہن میں نہیں آیا ہم کیسے ہیں کہانی پسندیدہ لکھی املی کا پڑھنے سے موت کی منزل انتظار کراٹکے ماہ تک انتظار کا پھل میٹھا ہوتا ہے خونی نہرا چچی ملی پراسرار حویلی خاص لکھو عام نہیں۔ بجاری چڑیلوں کو پتہ چلا کہ ہماری روح پراسرار حویلی میں طوطے میں قید ہے وہ تو آپ کا حشر کر دیں قبر کا بیٹا پسند آیا۔ ریاض احمد صاحب رسالے سے غائب ہیں جس کی وجہ سے رسالہ پیکا پیکا لگ رہا ہے ریاض احمد کہانی لکھواتا کہ رسالے میں رونق آجائے خوفناک میں ہمارے پرانے راسٹر کی کہانیاں ذہن میں یاد ہیں کہ گونج رہی ہیں خوفناک میں گمشدگی کا اشتہار لگانا چاہیے کچھ نہ کچھ تو ہمارے ڈائجسٹ کے چپے راسٹر خوفناک میں حاضر ہو جائیں گے جن کی کہانیاں پڑھنے کے لیے دل بدلتوں سے ترس رہا ہے ڈائجسٹ کی چڑیلوں کچھ تو ہی ہمارے راسٹر کو لانے کی کوشش کرو ایسے ہی خونی بی بی کر مونی ہوئی ہوا ماہ اپریل کی جان تحریک اس ماہ میں ہوا کا جھونکا بننے والی تحریک ذکر ہلاں کی اندھیر گری رہی مبارک باد کے ذمہ سارے گلاب آپ کے نام۔ یاکین سلیم قادری۔ کراچی

پندرہ اپریل کو خوفناک کا شمارہ ملا نائل وہی پرانا خطوط کی محفل میں خطوط بھی وہی پرانے لگتا ہے نئے خطوط کو جمع کر کے عجائب گھر میں رکھنے کا ارادہ ہے ساحل دعا بخاری کا لیٹر پڑھ کر میری پچھریا یاد آگئی جب میں تھوڑا لیت ہو جاتی تو پچھریا مکر کر کہتی خوشبو تو ہمارے آنے سے کمرے میں خوشبو بکھر جاتی ہے وہ وہ بھی کیا دن تھے اور ہاں یہ آپ بار بار معافیاں کیوں مانگ رہی ہیں انسان کبھی بھی معاف نہیں کرتا اور ہمیشہ کڑی سے کڑی سزا دیتا ہے لہذا اب سے معافی مانگو وہ ضرور تمہاری خط میں معاف کر دے گا اور تم اپنا آخری خط لکھ کر ہمیں چڑا رہی ہو اب ہم آگئے ہیں ناں طنز اور تنقید کا ڈٹ کا مقابلہ کریں گے اپریل کے شمارے میں ریاض احمد کی کوئی بھی تحریر نہ پا کر مایوسی ہوئی اندھیر گری محمد ذکر قسط نمبر دن نو منفرد اور سب سے بہت مختلف تحریر کا مہمانی کے لیے بے شمار مبارک باد تم نشاد شکار تو ملا نہیں خود بھیا تک مخلوق کا شکار ہوتے ہوئے بچے ساحل دعا بخاری ایک تازہ حکایت مسکراہٹ سے بھر پور تحریر ابنا س سعادت اشرف کی املی کا پڑھ لا جواب ولفریب تحریر ارے واہ کیا باز بدست تحریر بے شمار تالیاں کا مرام احمد آپ کی تحریر قبر کا بیٹا کے لیے میری دعا ہے علی بالکل علی جیسا ہوا محمد عارف علی کی خونی نہر منفرد اسٹائل کے ساتھ زبردست رہے اسلامی صفحہ میں ابو جہل کا قتل اور سر کا پھٹنے کی آمد مر حباب ہاروح اور دل میں سکون کی لہر دوڑ گئی میری دعا ہے اب سے یارب حضور پاک ﷺ کے قتل تمام مسلمانوں کے چھوٹے بڑے گناہ معاف فرما۔ اس کے ساتھ ہی اگلے ماہ تک اجازت۔ خوشبو سلیم قادری۔ کراچی۔

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ اپریل کالاجادو نمبر ایک لڑکی نے گفت دیا گو جہرہ سے تو مل ہی نہیں رہا تھا خوفناک آپ کے خطوط

ڈائجسٹ کے خطوط کی محفل میں گیا سب سے دلچسپ خط ریاض کا تھا اور ساحل دعا بخاری اور راجہ ارشد منڈی بہاؤ الدین کے تھے۔ ساحل دعا بخاری آپ کا خط پڑھ کر بہت خوش ہوئی آپ نے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے اور خوفناک کے لیے خوش آئند بات ہے کہ راسٹر اپنی غلطی خود مان رہا ہے۔ راجہ ارشد آپ مایوس بالکل بھی نہ ہوں آپ کی کہانیاں ضرور شائع ہوں گی میری کہانی جن قارئین نے پسند کیا ان سب کا بہت بہت شکریہ۔ اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف شارٹ کٹ کالی واڈا کا عفریت پراسرار حویلی قبر کا بیٹا خونی نہر املی کا پڑھ بھیا تک مخلوق اچھی کہانیاں تھیں اک تازہ حکایت ساحل دعا بخاری آپ سے اس کہانی کی امید نہیں تھی آپ نے یہ سنواری لکھ کر میرا دل توڑا ہے میں تو آپ کا بہت بڑا رفیق تھا آپ کی یہ سنواری۔ کیا کہوں اب۔ میں نے تو آپ کی سنوریاں پڑھ کر لکھنا شروع کیا تھا آپ تو اتنا اچھا لکھتی تھیں پلیز آئندہ ایسی سنواری دوبارہ مت لکھنا اور آپ کی فنی سنواری کا انتظار رہے گا۔ کشور کرن آپ کی شاعری بہت ہی پسند آئی۔ کہانیاں بھی لکھا کریں سب شاف اور قارئین کو سلام۔ اسد شہزاد گو جہرہ۔ منڈی بہاؤ الدین۔

خوفناک کا تازہ شمارہ دیکھا پور سے لیا عثمان غنی کی کالی واڈی کا عفریت اچھی تھی قبر کا بیٹا اور املی کا پڑھ بھی اچھی کہانی تھیں ایک تازہ حکایت ہے آدھی پہلے پڑھی اور اب جب شائع ہوئی تو تب پوری پڑھی ہے خوفناک واقعات میرا فیورٹ سلسلہ ہے پلیز اسے جاری رکھیں پہلی کی طرح بند نہ کیجئے گا۔ غزلوں میں ایاز نعمانی کی غزلیں اچھی تھیں مگر یقیناً پرائی تھیں کیونکہ دیگر پرانے راسٹر کی طرح یہ بھی لکھنا چھوڑ چکے ہیں ذیشان بلال جب لکھتے تھے تو وہ میرے فیورٹ راسٹر کی طرح تھے محمد یونارانی بھی اچھا لکھتے ہیں ان کو بھی واپس آنا چاہئے اس کے علاوہ انصر محمود ایڈرشد محمود کی غزلیں اور خط بھی اچھے ہوتے ہیں عبداللہ حسن اور فرید علی بھی غائب ہیں۔ صائمہ نسیم حیات ایڈ ہائیرہ عقیفہ عندلیب کی کبھی بھی محسوس ہوتی ہے خوشبو سلیم قادری کو بھی اب نارنگی ختم کر دینی چاہیے سچی بات تو یہ ہے کہ اب سب سامھی بکھر گئے ہیں جن کو اکھٹا کرنا مشکل کام ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک ایک کر کے سب ہی واپس آجائیں۔ راسل بخاری۔ محبوب شاہ۔

اپریل کا شمارہ ہماری نظروں کی گرفت میں جکڑا ہوا ہے کافی عرصے بعد نائل اچھا لگا ہے اسلامی صفحہ بہت اچھا تھا کہانیاں تقریباً سب ہی اچھی تھیں سوائے اندھیر گری اور ایک تازہ حکایت کے مجھے اپنی مہمانی کہانیاں اچھی لگتی ہیں اندھیر گری اس لیے سنبھال کر رکھ دی ہے کہ جس دن موسم اچھا ہوا اس دن پڑھوں گی کیونکہ اتنے موسم میں اچھی کہانی پڑھنے سے مزہ دو بلا ہوا جاتا ہے ایم ذکر صاحب کی کالی بیلی آج بھی بامرے گھر والوں کی پسندیدہ ہے پچھلے کچھ عرصے سے کچھ مزید لوگ خوفناک سے کنارہ کش ہو گئے ہیں جن میں رابی خان فرزانہ یاکین منیر سحری قادری سسز عبداللہ حسن وغیرہ شامل ہیں لعل ڈان یعنی لعل شاہ رخ خان وقاص احمد حیدری اور راجہ عمر بھی مسلسل غیر حاضر ہیں ہماری ان سب سے گزارش ہے کہ پلیز پلیز لوٹ آئیں عثمان غنی بھی محفل سے دور ہیں اور ساحر صاحب مطلب بے نیازی بھاس بار غائب تھے پلیز کم بیک اس بار مختصر کہانیاں اور خوفناک واقعات شامل تھے جس سے خوفناک بہت اچھا لگا۔ اگرچہ زیادہ تر پہلے سے شائع شدہ تھے شعری پیغام کو پلیز جواب عرض تک ہی محدود رکھیں ریاض بھائی آپ واقعی کنگ آف خوفناک ہیں اور آپ جتنے اچھے راسٹر ہیں اتنے ہی اچھے انسان بھی ہیں آپ نے جس طرح ہماری حوصلہ افزائی کی ہے وہ ہمارے لیے نہ صرف غیر متورم



بھی بلکہ باعث مسرت بھی تھی ہم خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئے تھے ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ اتنے بڑے راسخ ہیں تو مغرور ہوں گے جبکہ آپ تو بے حد سادہ اور بے حجاب انسان ہیں۔ پہلے تو ہم آپ کی تحریروں کے فین تھے اب آپ کے بھی فین ہو گئے ہیں۔ راجہ عمر صاحب آپ کے ادارے والوں کے لیے ٹھنڈی ٹھاٹھ طے بے اختیار مسکرانے پر مجبور کر دیتا ہے۔ غزلوں میں عثمان چوہدری۔ میر حسن مقبول سانول محمد حارث مبشر حسن کا انتخاب اور نعت رسول ﷺ بہت اچھی تھی مختصر واقعات کو جاری رکھیں۔ بلکہ ان کے صفحات بھی بڑھادیں۔ سب کو میرا خلوص دل سلام قبول ہو۔ دعا عالم علی۔ محبوب شاہ۔

ماہ اپریل کا شمارہ کالا جادو نمبر لیا۔ جو چند گھنٹوں میں پڑھ لیا اس بار بھی میری کوئی غزل وغیرہ نہ تھی معلومات بھی شائع نہیں کی گئی تھی۔ درجنوں شاعر آپ کے پاس موجود ہیں لیکن ان کی باری بھی نہیں آرہی ہے۔ کچھ تو خیال کرو۔ اتنی بھی انصاف نہ اچھی نہیں ہوتی ہے جتنی آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں۔ مختصر کہانیوں میں سزا تو ملی تھی سانیوں کا خوف انہوں نے محبتیں اور خوفناک واقعات میں خوبی شام، اسرار و شناسا وہ کون تھی منظر یہ سب تحریس اچھی لکھیں لیکن گلتا ہے کہ یہ پہلے بھی شائع ہو چکی ہیں بہر حال اچھی تھیں۔ اس بار کہانیوں میں شارٹ کٹ محمد قیصر ایبٹ آباد۔ اہلی کا چیز اہناس گوجرانوالہ۔ کالی وادی کا عفریت۔ عثمان غنی پشاور۔ ان کی کہانیاں بہت ہی پسند آئیں۔ ان سب کو سلام قبول ہو اور ساتھ ہی مبارکباد بھی۔ انیل غزل رابی خاں بلیس عرف بلورانی ریاض احمد کی کہانیوں کا انتظار ہے تمام پڑھنے والوں کو سلام۔ سید عارف شاہ۔ اسامہ چوک جہلم۔

طویل عرصے کے بعد آپ کے خطوط می شامل ہونے کی جسارت کر رہی ہوں امید ہے کہ ہمیں ضرور شائع کیا جائے گا تاہم تو آپ کے خطوط ہے مگر ہمارے خطوط تو معلوم نہیں کن خفیہ جگہ پر چھپتے ہیں پچارے اسی غم میں ایک والے بھی کہیں انک کر رہ گئے ہیں امید تو نہیں ہمارے خط شائع ہوں مگر اللہ مالک ہے پرانے نام غائب ہیں یا انکل کی جدائی میں نڈھال ہیں لکھنا شروع کر دو اللہ تعالیٰ انکل کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے امین۔ انکل تو ہم سے جدا ہو گئے ہیں ان کی یادیں ہی ہمیشہ ہمارے دلوں میں رہیں گی۔ ہائے ہائے ہمارے رسالے کو کسی کی نظر لگ گئی ہے۔ بری نظروں والے جو ہیں وہ آنکھیں بند کر کے رسالے کیوں نہیں پڑھتے۔ پلیز ادارے والو مرجیں وغیرہ دم کر کے وار تو دو رسالے پر میرا بس نہیں چلتا ورنہ میں کسی غیر کو رسالے میں قدم نہیں رکھنے دوں۔ اوہو آصف کو تو دیکھو کس مشکل میں پھنسا ہوا ہے کوئی ہے جو آصف کی مدد کرے اس کو اس مشکل سے نکالے پچارہ اگلے ماہ تک پھنسا ہی رہے گا۔ کاش کاش کافی وقت درکار ہے کہانی پڑھنے کا اگلی دفعہ ضرور تبصرہ کروں گی آپ کی تحریک۔ ساحل دعا اداں ہوں بھیا تک رات کافی سال محنت کرتے رہو شیطان کل جدید ترین دور میں جناب بھی بنگلور میں رہتے ہوں گے۔ بکری آپ کے سوال کو جواب حل کرتے کرتے سر کے بال سفید ہو جائیں گے بھیا تک رات سخت محنت کی ضرورت ہے ابھی بھی جن زادی شاہباش عطا محمد بروہی۔ ریاض احمد کی تحریروں رسالے کی جان ہوتی ہیں ریاض احمد بہت بہت شکر ہے یاد رکھئے کاوشت خیال باری میں ڈرتی ہوں رسالے کی نوکری سے بڑے بڑے ناموں کو میں نے چھوڑا ہے ہم تو پھر سے دور ہیں۔ پرانے راسخوں کی تحریروں آج بھی زندہ ہیں ذہن میں جو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے کاش وہ راسخ آجائیں تو رسالے میں تازہ ہوا کے جھونکے آجائیں مگر شاید ان کی تحریروں کی آنی اور ہمیشہ پرانی تحریروں ہمارے ذہنوں میں نقش رہیں آ جاؤ آ جاؤ اتنی بھی ناراضگی اچھی نہیں اپنوں سے۔ ماہ مارچ کی جاندار تحریروں اس ماہ میں رسالے کو بہار کے خوبصورت لمحے



دینے والی تحریر ڈاکر کی اندھیر ٹکری مبارک باد کے ڈھیر آپ نے نام۔ یاسین سلیم قادری۔ لراچی۔

بہت بہت نوازش ہوگی۔ سب کو سلام۔ نیز رضوی۔ کراچی۔

ماہ ستمبر کا شمار پڑھا تو رہ نہ سکا اور آج ایک بار پھر قلم ہاتھوں میں اٹھایا اور خوفناک کہی محفل میں دوبارہ سے شامل ہونے کی جسارت کرنے لگا ہوں کہانیاں بہت ہی شاندار تھیں جن میں کانٹے۔ مایہ کال۔ ناگ کا انتقام۔ شیطانی چال۔ پراسرار آدمی۔ آخری چیخ۔ وہ رات۔ رات کا پچھلا پہر۔ وغیرہ شامل ہیں ماہ دسمبر کی سنو ریز میں سب مایہ سے ساحل دعا بخاری دیری نانس۔ شیطانی چال ایم آفریدی اچھی لگی باقی ابھی مطالعہ نہیں کیا کچھ کہ نہیں سکتا ہوں جبکہ خطوط میں وارث آصف خان نیازی صاحب کا تجزیہ اچھا لگا۔ شعیب شیرازی صاحب کی محنت بہت اچھی جا رہی ہے میں ان سے ناراض ہوں کہ اپنوں نے اپنا نمبر ہی نہیں دیا بہر حال کوئی بات نہیں اب میں آگیا ہوں تو سب سے رابطہ ہو جائے گا۔ شہزاد خالق۔ کلر سیدال۔ راولپنڈی۔

اکیس مارچ کا خوفناک ملا ٹائل خاص نہ تھا اسلامی صفحہ پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا شہزادہ انکل کی وفات کا پڑھ کر بہت افسوس ہوا تھا وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے ان کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا میری دعا ہے کہ رب کعبہ انکل کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ محفل خطوط میں ساحل دعا بخاری آپ کو ایسی کیا مجبوری تھی کہ آخری خط لکھ ڈالا محمد وارث آصف کا گھومتا ہوا ایئر پڑھا کر میں چکر اکر رہ گئی ریاض احمد کا ایئر پڑھ کر بہت خوشی ہوئی پرانی یادیں تازہ ہو گئیں۔ یہ ہو نہیں سکتا آپ بلا میں اور ہم نہ آئیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے سب سے پہلے میں نے آپ کی تحریر جلتے ہاتھ کی دوسری قسط پڑھی تھی پھر تو مسلسل چل نکلا اور میں ہمیشہ آپ کی تحریروں کی منتظر رہنے لگی دشت جنوں بے حد دلچسپ بے مثال ایک ایک لفظ اپنی مثال آپ میرے بے شمار دعا میں آپ کے لیے بھرتے گلاب ساحل دعا بخاری یہ کون سا فیشن ہے تحریر لکھنے کا جواب عرض میں تو چل جائے گی لیکن یہ خوفناک ہے آپ کی تحریر پڑھیں یا شاعری ایسی تحریر بالکل نکواس ہوتی ہے۔ بلال شبیر ہری پور وہی گھسا پٹا آپکا خوئی انتقام محمد ڈاکر اندھیر ٹکری کے لیے جس حیرت انگیز انتظار میں انتظار حافظ کامران آپ بکری کی آفر قبول کر لیں۔ بھیا نک رات عبداللہ حسن آپ نے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا میرے ہوئے لوگوں کے ساتھ رہ کر اس کے علاوہ خوفناک کے تمام سلسلے بہت ہی اچھے لا جواب اور دلچسپ ہیں اگلے ماہ تک کے لیے خوفناک کی محفل سے اجازت۔ زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔ خوشبو سلیم قادری۔ کراچی۔

ماہ مارچ کا شمار میرے سامنے بڑا ہے دلچسپ ٹائل کے ساتھ تمام تر سلسلے خوب رہے اسٹوریز میں اور غزلوں کا انتخاب لا جواب رہا آرٹیکلز آپ کے پاس موجود ہیں اب کی نظر کرم کی منتظر ہیں مزید سنو ریز روانہ کر رہا ہوں ان کو بھی جلدی جگہ دیں شکریہ۔ خوفناک کے تمام شاف کو اور خوفناک کے رائٹرز اور پڑھنے والوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو۔ پلیز اپنا خیال رکھئے گا۔ ایس ایجاز احمد کراچی۔

امید ہے کہ آپ سب لوگ خیریت سے ہوں گے اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام پاکستانیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین۔ ایک تحریر کے ساتھ خوفناک ڈائجسٹ کے لکھاریوں میں شامل ہونے کی کوشش کر رہا ہوں امید کرتا ہوں کہ یہ کوشش کامیاب ہو جائے گی اور آئندہ بھی میری تحریروں کو موقع عنایت ہوتا رہے گا۔ آپ کی

مئی کا شمار بھی میرے ہاتھ میں آگیا ہے اور میرے سب ساتھیوں نے اس شمارہ میں بھی خوب رنگ جمایا ہے بہت ہی اچھا لگا ہے سب کو دل سے مبارک باد اور دلی سلام۔ اور مجھے بہت ہی خوشی ہو رہی ہے کہ میرے کہنے پر کئی ساتھی واپس آنے لگے ہیں میں ان کو دیکھ کر کہتا ہوں خاص کر خوشبو سلیم قادری۔ یاسین سلیم قادری۔ کراچی۔ آپ نے خوفناک میں انٹری دے کر میرا مان رکھ لیا ہے دیکھ۔ اور اب ان کا بھی انتظار کر رہا ہوں جو ابھی تک واپس نہیں لوٹے ہیں دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے کتنا انتظار کر داتے ہیں۔ دراصل میں چاہتا ہوں کہ خوفناک کی محفل میں پھر سے وہی رنگ ابھرتے ہوئے نظر آئیں جو کبھی ہوا کرتے تھے۔ ایم آفریدی بھی بہت خوب لکھتی تھیں لیکن نجانے وہ کیوں غائب ہو گئی ہیں امید ہے کہ وہ دوبارہ لکھنے کی کوشش کریں گی خوشبو سلیم قادری۔ اینڈ یاسین سلیم قادری۔ آپ کے ستمبر کے بہت ہی اچھے لکھتے ہیں اور قارئین کے دلوں میں اپنا راج قائم کئے ہوئے ہیں۔ آپ کہانی کا منتظر ہوں لگتا ہے کہ جلد ہی یہ انتظار بھی ختم ہو جائے گا اور قارئین کے دلوں میں اپنا گہرا تاثر چھوڑیں گی۔ فم نشاد آپ کی تحریروں میں کبھی بہت جان ہوتی ہے قاتل حسد کو بہت خوب لکھا ہے اسی طرح لکھتی رہو بہت جلد قارئین کو اپنی کہانیوں کی گرفت میں لے لیں گی۔ آواگون۔ نور اسلم سرگودھا نے انٹری دی بہت ہی اچھا لگا اور امید ہے کہ آپ کی طرح باقی ساتھی بھی لوٹ آئیں گے وارث آصف خان نیازی بھی اس بار نظر آئے امید ہے کہ وہ بھی اب غیر حاضر نہیں رہیں گے انیلہ غزل بھی لوٹ آئی بہت اچھا لگا دیکھ۔ دھند کے پار ساحل دعا بخاری نے بھی بہت ہی خوب قلم چلایا ہے میں جانتا تھا کہ ان کے اندر ایک بہت بڑی رائٹرز موجود ہیں جو انہوں نے بالاخر ظاہر کر ہی دیا۔ قارئین کرام میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ میری ہر کسی کہانی پر نظر ہوتی ہے کہ کون کیسا لکھتا ہے اور اس کے قلم میں کتنا نکھار ہوتا ہے یہی لوگ ہیں یہی ساتھی ہیں جو دھیرے دھیرے سب کے دلوں میں اپنا تاثر چھوڑتے جا رہے ہیں اس کے علاوہ رانی خان جو ابھی تک خاموش ہیں وہ شاید رسالہ بڑھ نہیں رہی ہیں کہ ان کو یاد کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے ان سے گزارش ہے کہ وہ بھی جلد خوفناک کی محفل میں جلوہ گر ہوں۔ فرزانہ نورین صاحبہ ہیں لگتا ہے کہ آپ نے میرا ایئر ابھی تک نہیں پڑھا اگر پڑھ لیا ہے تو آپ سے بھی گزارش ہے کہ اب اپنی فرصت میں کچھ وقت خوفناک کے ساتھیوں کے لیے نکالیں اور کچھ نہ کچھ لکھ کر بھیجیں۔ خالد شامان بھیا کہاں کھو گئے ہو آ جاؤ اب۔ عمران قریشی آپ کا شدت سے انتظار کر رہا ہوں مہرا امین بیک بھائی آپ بھی لوٹ آئیں۔ کالا جادو۔ عام بھائی آپ کی یہ قسط بھی بہت ہی خوب رہی۔ آپ کے لکھنے کا انداز بہت ہی نرالہ ہے۔ بہت ہی اچھی تحریر ہے بس اسی طرح لکھتے رہنا۔ شیطاں دیوتا ایم ڈاکر سنی ماسمہ۔ واہ بھی واہ آپ نے بھی بہت خوب لکھ دیا ہے بس کوشش کرو کہ اس سے بھی بہتر لکھو۔ اور اپنا نام بناؤ اور پرس کریم بھی واہ۔ کیا بات ہے۔ موت کی منزل کو بہت اچھے انداز میں آگے لئے جا رہے ہو ہر قسط میں ایک سنس چھوڑ رہے ہو۔ جو بہت ہی اچھا لگ رہا ہے ایسی ہی بات کسی اچھے رائٹر کی پہچان ہوتی ہے مجھے امید ہے کہ بہت جلد خوفناک کی محفل اسی طرح آباد ہو جائے گی جیسے پہلے ہوتی تھی اور سب ہی کوشش کریں گے کہ ایک سے بڑھ کر ایک تحریر لکھیں۔ باقی میری طرف سے سب کو خلوص دل سلام۔ انشاء اللہ اگلے شمارے میں پھر ملاقات ہوگی۔

ریاض احمد۔ باغبانپورہ۔ لاہور